UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226102
UNIVERSAL
LIBRARY

قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

از حسن تصنیف سالک راہ خدا واقف رموز حقانی محمد حسین صاحب غوری غفر اللہ لہ

احکام المرید

با

احکام التوحید

باعانت جمع مهرورفت ابوالخیر محمد علیخان صاحب منصبدار و تصحیح سید عبید اللہ حسینی صاحب باہتمام

در مطبع کلید دکن واقع حیدرآباد دکن طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبارک اللہ احسن الخالقین رب کل شیٔ وہو العزیز الحکیم جواہر زواہر ہر طرح کی حمد اور ثنا کے اور لآلی متلالی ہر جنس ستایش بے منتہا کے سزاوار نثار بارگاہ کبریائی اوس مالک الملک لاشریک لہ کے ہین جسنے بمقتضائے حکمت کاملہ کے بحکم اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً طفل چہل روزہ کو موافق مضمون وَخَمَّرْتُ طِیْنَۃَ اٰدَمَ بِاَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا خلعت فاخرہ فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدِیْنَ پہنا کر اکلیل منصب خلافت سرفراز کیا اور بموجب آیۂ وافی الہدایہ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ واسطے امتثال فرمان اور اعراض نافرمانی اور طغیان طوایف انس و جان کے گروہ باشکوہ انبیا و رسولون کو جو داعی طرف دین اسلام اور ہادی صراط مستقیم دار السلام کے ہین ساتھ معجزات باہرات اور اظہار خوارق عادات کے رتبہ سرفرازی کا دیا پیدا کرنا زمین و آسمان کا بے اقامت قوایم و اساطین کے بمضمون اَلَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ اور زینت دینا بروج آسمانی کا ساتھ نجوم ثواقب کے بدلیل وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَیَّنّٰہَا لِلنّٰظِرِیْنَ

اوسکا ایک نمونہ قدرت ہی اور بچھانا انبساط زمین کا اور اوگانا اوسمین ہر چیز کا بمنطوق
وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ
مَوْزُونٍ ایک شعبہ عجائب حکمت ہے عقل بلند آہنگ بدایع اور صنایع قدرت مین
اوسکے نارسائی سے معذور اور ربط کرنا وادی استدراک غرائب صنعت کا تیز روی
پائے پیکان تیز رو افکار سے نامقدور ہے ذات تقدس آیات انبیا و رسل کو
واسطے ہدایت اور ارشاد عموم عباد کے فص خاتم نبوت و رسالت کا کیا اور
فروغ آیات زاہرہ اور معجزات باہرہ سے بنا بر روشنی بصارت آوارگان
ظلمت آباد جہل و ناراستی کے چراغ راہ تصدیق و ایقان کا اونکو دیا صور مختلفہ
موجودات کو اوسکے خاصہ صنعت نے بمضمون هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ
عجب ارحام مین کس خوبی سے لکھا اور صدر آرایان بزم رسالت کو بصفات
محمودہ معنوت و اوصاف ساتہ نتیون و کتاب کے بفحوائے آیت انما و لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا
بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ واسطے تکمیل ایمان اہتدا
اہل ایقان کے مبعوث کیا عقل و ادراک و فہم فراست سرائر قدرت بدایع کار مین
اوسکے دنگ ہی اور مشاہدہ اعجوبگی گلہائے امکان کا کہ رنگ و بو مین ایک
دوسری سے مشابہت نہین رکہتا واسطے تحیر دیدہ اہل بصیرت و بینش کے عجیب
نیرنگ ہے رباعی آفرین صد آفرین بر جان جان ☆ آنکہ ہست او آشکار در نہان
آسمان یک پردہ اسرار او ☆ وین زمین یک نقطہ از پرکار او ☆ ای منزہ
از ہمہ بود و نبود ☆ وی مبرا از ہمہ گفت و شنود ☆ روح را از قدرت خود آفرید
عقل و جان از صنع او آمد پدید ☆ اور تحفہ درود و صلوات زاکیات کا شایستہ

ارسال بزم صفوت قرین اورس سید المرسلین خاتم النبیین صدر نشین ایوان
ختم رسالت خورشید خاور سفارت وجلالت مردمک دیدہ دوربین بینش شمع
انجمن افروز وجود آفرینش گوہر محیط نبوت واصطفا یاقوت معدن صفوت
وارتضا علت غائی ایجاد عالم حمرۂ ستار افتخار آدم آوج گزین بام مناظر افلاک
سزاوار خطاب مستطاب لولاک صاحب الخیر والبر صاحب البرایا والعطایا والایا
والمعجزات والعلامات الباہرات سید وسرور انبیا محمدؐ ن المصطفی کے ہے ـ
جسکے ذات بابرکات کی حمد خود کبریا فرماتا ہے اور یہہ سردار عالم وہ ہے
کہ جسکے ذکر خیر سے ہر نبی اور ولی اپنی مراد پاتا ہے حضرت آدم علیہ السلام
لیکر حضرت عیسی علیہ السلام تک جسقدر انبیا گذرے ہین ہر پیمبر آنحضرت علیہ السلام
کے آنیکی خوشخبری اپنے امت کو سناتے تہے اور حضرت کے مخالف پر عذاب ابدی
سے ہر نبی اپنے قوم کو ڈراتے تہے چونکہ آنحضرت علیہ الصلواۃ والسلام مظہر
ذات ہین کہ مبدا آنحضرت کا ذات کبریا ہے اور تمام کائنات علی الخصوص
انبیا علیہم السلام اور اولیا کرام کے آپ مبدا ہین اور آپ عالم روحانی مین
اونکے مربی ہین پس جب اونکے کمالات بی نہایت کا بیان زبان قلم سے باہر ہے
تو آپکے کمالات ذاتیہ واوصاف صفاتیہ کا ذکر کرنا تو امر ناممکن ہے رباعی
یا صاحب الجمال ویا سید البشر ؏ من وجہک للنیر لقد نور القمر ؏ لایمکن الثنا
کما کان حقہ ؏ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ؏ دیگر آن محمد افتخار مرسلین ؏
آن محمد نور رب العالمین ؏ آن محمد آیت صنع ؏ آن محمد آفتاب عز وجاہ ؏
آن محمد مقتدای اہل دین ؏ آن محمد مظہر سر یقین ؏ آن محمد مخزن آیات غیب

آن محمدؐ صورت مرآت غیب ؐ صلواة اللہ و سلامہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین
و علی سایر الانبیار والمرسلین صلواة تامة دائمة الی یوم الدین بعد حمد ایزد
منان اور نعت و منقبت رسول آخر الزمان ابجد خوان ہیچمدان ژولیدہ بیان
ذرہ بیمقدار احقر العباد بندہ درویشان بلکہ خاک قدم ایشان مسکین محمدؐ
حسین خان ابن محمد امیر خان عفی اللہ عنہ برادران دینی و ارباب دانش
و بینش کے خدمت مین عرض پرداز ہے کہ یہہ عالم عنصری فانی ہے ہر چیز
یہانکی قصہ و کہانی ہے بقول میر درد علیہ الرحمۃ سے ؏ وای محرومی کہ وقت
مرگ یہہ ثابت ہوا ؏ خواب تہا جو کچہ کہ دیکہا جو سنا افسانہ تہا ؏ پس یہانکے
عالم فانی پر کوی دل نہ لگاوے سے اہل نگاہ ہوئی گہات ہر کسی پرہے تو
ہوش باش کہ عالم رواروی پر ہے ؏ اگرچہ اکثر مشایخ رحمۃ اللہ
علیہم اجمعین نے کتب والاقب مین معنی آیات زبان اہل اشارات سے نقل
کر کے توشہ راہ اہل معرفت و توحید کیا لیکن جامع اوراق نے بہی اکثر فوائد و نتائج
نکات برکات عرفا کو بر وجہ استفادہ عام نہ بروجہ خیانت و سرقہ قولہ تعالی
وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ منتخب کیا اور بعض سخنہای
موافق اہل مشرب جو ظاہر ہوے اشارتاً جابجا تحریر کیا خاطر عاطر ارباب عقل
و تمیز پر پوشیدہ نہ ہے کہ خدای یگانہ و مصلحت سنج امور زمانہ حضرت
واجب الوجود جناب قدسہ نے بمنطوق لازم الوثوق وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ
وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا جمیع مخلوقات اور ہر جنس ممکنات سے
نوع بشر کو ساتہہ تشریف شریف فضل و کرامت کے مشرف کیا اور اس نوع

عالی سے نفوس قدسیہ انبیا علیہم الصلواۃ والسلام کو ہر فرد بشر سے رتبہ صفوت
اور برگزیدگی کا دیا اور جیسے کہ سررشتہ انتظام امور دنیا کا بادشاہان والا
مقدار اور فرمان فرمائے بلاد و امصار کے دست تدبیر مین رکھا اسیطرح
زمام فلاح ونجاح آخرت کی قبضۂ ہدایت اور ارشاد مین گروہ صفوت پژوہ
انبیا کے دی ہے اور آراستگی احوال ہر ایک اہل اسلام کی انکے اتباع اور
اذعان* پر رکھے اور پیروی انکے افعال و اقوال کی ہر حال مین ہر خاص و عام
پر واجب کی ہے اور جمیع حرکات اور سکنات کو اونکے واسطے راستی اور درستی
اطوار و کردار سالکان شوارع امتثال اوامر و نواہی اپنے منہاج مستقیم
جنت کا کیا پس جسنے اتباع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اطاعت و انقیاد
احکام آلہی سے اعراض و انحراف کرکے زیست بے مدار کو بہتر جانا اور ہوائے
نفسانی کو مقدم رکھکر قدم اور خطرات شیطان الرجیم کے رکھا بموجب اسمضمون کے
فَاَمَّا مَنْ طَغٰی وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ہِیَ الْمَاْوٰی تو دوزخ جحیم کا ہوا
اور جو کوئی شامت نافرمانی خداوند تقدس تعالے و رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے
ڈرا اور راہ راست شرع پر چلا موافق اس اشارات کامل البشارات کے وَاَمَّا مَنْ
خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَہَی النَّفْسَ عَنِ الْہَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ہِیَ الْمَاْوٰی نعیم جنت کو پہونچا ہر چند علما صوفیہ
اور مشایخین کبار احوالات پیری و مریدی وغیرہ مین بڑے بڑے کتب لکہے گئے
ہین اور انہین یہہ سب حالات جسکو مین اس ناکامل رسالہ مین بیان کرونگا
اچھے شرح و بسط سے درج ہین لیکن وہ کتب بوجہ دیرینہ سالی لوگون کو ملنا

* اطاعت و فرمان برداری غ —

دشوار ہوگیا ہے اور وہ تذکرے بہی بوجہ تمادی ایام دلون سے ارباب
مذاق کے کسیقدر دور ہوگئی ہین لہذا یہہ ناچیز او نہین اقوال بزرگان کو نئے
پیرایہ مین تالیف کیا اس تالیف سے میری اور کوی غرض نہین بجز اسکے کہ
برادران دینی کو پہر اون اقوال کی جو بوجہ زمانہ دراز کا لمعدوم ہو گئے ہتہے
یاد دہی کرون مجہکو کرم اخلاق سے ارباب باصفا کے امید قوی ہے کہ اس رسالہ کو
بنظر اصلاح ملاحظہ کرینگے کیونکہ کوئی فرد بشر سہو و نسیان سے خالی نہین فرد بیت
گر بخطا ے رسی وطعنہ مزن ذات کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود چونکہ اسمین پیری و مریدی
تذکرہ ہے لہذا نام اس رسالہ کا احکام المرید باحکام التوحید رکہکر چار فصلون میں
ختم کیا فصل پہلی پیری اور مریدیکے شرطون اور جواز و عدم جواز وغیرہ مین
فصل دوسری ذکر اور اشغال طریقت مین فصل تیسری اصطلاحات
صوفیہ عالیہ مین فصل چوتہی حقایق وحدت مین — فصل اول جاننا چاہیئے
کہ مراد پیری اور مریدی سے بیعت ہی جیسا کہ بزرگان سلف سے یہہ طریقہ
چلا آتا ہی یعنی ہاتہہ پر ہاتہہ ایک دوسرے کے رکہکر عہد باندہتے ہین مانند پیران طریقت
کہ اپنے ہاتہہ مین ہاتہہ مریدان اور طالبان صادق کے لیکر معنی کلمہ طیبہ اور استغفار
اور توبہ تلقین کرتے ہین اور مریدون سے یہہ عہد لیتے ہین کہ معاصی وغیرہ جرایم
کرنے سے باز رہین کہ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا اور اصل امر
بیعت کی وہ ہے کہ صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے درخت کے نیچے بیعت کی چنانچہ خوشنودی خداوند تعالیٰ کی ظاہر ہوئی
لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ بے شک و ریب خوش ہوا اللہ

انہوں نے جو تہی تیرے ہمراہ جب ملانے لگے وے تجھسے ہاتہہ یعنے قول و قرار
و پیمان ساتہہ نیچے شجرہ کے تہا جو کیکر کا یا کہ ایک بیر کا درخت وہ تہا پس
خداوند نے کیا معلوم وہ جو اونکے دلوں مین تہا مکتوم یعنے اخلاص اور وفاداری
اور وہ صدق اور صفا اونکا اور اللہ جل شانہ کلام مجید و فرقان حمید مین
سورۃ الفتح مین ارشاد فرماتا ہے کہ مقرر جو لوگ بیعت کرتے ہین تجھسے ای محمد صلعم
اللہ سے بیعت کرتے ہین اللہ کا دست قدرت اونکے ہاتون پر ہے ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ
یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ پیمان دیکہو جو ہین ملاتے ہاتہہ یعنے آگے
پیش بیعت ہاتہہ تجھسے پیمان و عہد محکم کرتے تجدید لیے ستودہ سیر نہین اس
بن کہ ہین ملاتے ہاتہہ سر بسر حضرت خدا کے ساتہہ ہے اطاعت تیری نبی زمان
جسطرح سے اطاعت یزدان مولوی نے بیان کیا ہے رقم کہ ملاتے تہے ہاتہہ
وے اوس دم قول سے جبکہ پیش آتے تہے عہد و پیمان کسی سے لاتے تہے پہلے
ہوتا تہا از پئے اسلام قول اونکا بطرز استحکام پہر وہ جس امر کو زجملہ امور
رکہتے تاکید ساتہہ بہی منظور دست اللہ یعنے زور خدا کا اونکے ہاتہوں پہ ہے بحکم خدا
روایت ہے کہ بروقت بیعت حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ حاضر
نہین تہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتہہ مبارک کو نایب دست
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کئے اور دوسرے دست مبارک کو نایب دست خدا کا
کرکے فرمایا کہ ہذا ید اللہ و ہذا ید عثمان اور بیعت لی اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ اگر طالب صادق حاضر نہو تو غایبانہ بہی مرید کرنا جایز ہو جاتا ہے اور احادیث
مشہورہ مین منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرتے تہے لوگ

تفسیر منظوم

کبھی ہجرت اور جہاد پر اور گاہی اقامت ارکان اسلام یعنی صوم وصلوۃ
وحج وزکوۃ پر اور کبھی ثبات اور قرار پر معرکہ کفار میں چنانچہ بیعت الرضوان
اور گاہی سنت نبوی کے تمسک پر اور شرک وبدعت سے بچنے پر اور عبادات کی
حریص وشایق ہونے پر پس جو فعل کہ آنحضرت نے از روی خلافت کے کیا وہ
خلفا کیواسطے سنت ہوگیا اور جو فعل کہ بجہت تعلیم کتاب وحکمت وتزکیہ امت کی کیا
وہ علمای راسخین کیواسطے سنت ہوا۔ اور بروایات صحیح ثابت ہوا ہے کہ
آنحضرت نے بیعت لی انصاریوں کی عورتوں سے نوحہ کرنے اور شرک وغیرہ گناہوں سے
بچنے پر یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰی اَنْ لَا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ
شَیْئًا وَلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَفْتَرِیْنَهٗ
بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا
رَّحِیْمًا ۔ ای نبی جبکہ آویں تیری یہاں کو دین وایمان والیاں نسوان تو
کرتے بیعت ہوں تجھسے سرتاسر کو یعنے اگر وے عورتیں اوسپر کہ نہ لاویں
شریک خالص ہوکر ساتھہ اللہ کے کسی شے کو کو اور نہیں کچھہ کبھی چوراویں وے تو
اور نہ ناسی نہ پیش آویں وے کو اور نہ ماریں وے صبیان یکسر کو اپنی یکی
اور بیٹیاں یکسر کو یا نہ ماریں وے بیٹوں کے تئیں کو گاڑکر زندہ اونکو
زیر زمین کو اور نہ لاویں دروغ اور طوفان کو کہ اوسے باندہ لیویں وے
نسوان کو اپنے ہاتوں اور پاؤنمیں یکسر کو جھوٹے دعوونکی ساتھہ جیسے اگر دیا کیں
جھوٹی گواہیاں دینویں کو یا کہ قسمیں دروغ کہا لیویں کو زیادہ طوفان ہے سے

علمای راسخین سے وہ مراد ہیں جو علم ظاہر وباطن کے جامع ہوں ۱۲

دست اور پاک ہے کہ جنین ایک شخص کا بیٹا ہے اور لگا دیوین اور انسان کو تو

باندہ کر جھوٹہ اور بہتان کو ٹہرایا کہ وہ بن جنا ہوا بیٹا ہے ڈالین اور یہہ وہ جھوٹہ ہے

سید الانبیا نے فرمایا ہے یون حدیث صحیح مین آیا ہے کہ لگادین جو اورونکو طوفان ہے

جبکہ بیٹی سے اورکی نسوان کو تو ہی بولی بہتان اوسیہ حرام ہے مولوی نے کیا ہے

یون ارقام ہے اور نہ بحکم وہ چلین ہوکر ہے جیسے احکام شرع مین یکسر ہے تعین بیعت

قبول کرادینے ہے یہنے اقرار اجر بیراونے ہے اور معافی اونہین خدا سے چاہ

دینے بخشائے اونکے حق سے گناہ ہے کہ ہے اللہ بخشنے والا ہے مہروالا بیان سے بالا ہے

فتح کے روز اوتری آیت یہہ ہے یون ہی انوار مین روایت یہہ ہے کہتے ہین بیعت

رجال سے جب ہو بیٹھے فارغ ہوئے نبی عرب ہے پیچین بیعت کیواسطے نسوان ہو گئی

بیعت لگی نبی زمان ہے کہ اس آیت کو لائے روح امین ہے حق نسوان مین نبی کی

اور حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہین کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبایع

النساء بالکلام بہذہ الآیۃ لایشرکن باللہ شیئا قالت وما مست ید رسول اللہ صلعم ید امرأۃ الا امرأۃ یملکہا

یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ بیعت لیتے تہے عورتون سے ساتہہ کلام کے اس آیت کے

لا یشرکن باللہ شیئا اور کہا اونہون نے کہ نہین چہوا حضرت کے دست مبارک نے ہاتہہ

کسی عورت کا مگر اوس عورت کا ہاتہہ کہ مالک ہوتے وہ اوسکے اور امیمہ بنت رقیقہ سے

مروی ہے کہ کہا اونہون نے کہ بیعت کی مینے حضرت رسول اللہ علیہ وسلم سے بہت

عورتونمین اور عرض کی مینے کہ مصافحہ کیجیے ہمسے فرمایا آپنے مصافحہ عورتون سے نہین

کرتا ہون سوا اسکے نہین کہ قول میرا ایک عورت کے نے مثل قول ہر ایک سے کے

ہے واسطے سو عورتونکے بس بیری ومریدی یہہ اصل ہے مگر ان دنون مین

اگر غور کرکے دیکھین تو ظاہر ہوسکتا ہے کہ شرائط اور حقوق پیری اور مریدی کے
مہمل اور پراگندہ ہین نہ ہمکو آثار حقایق پیری سے خبر ہے اور نہ اخبار دقایق مریدی کے
اثر اگر شمہ صفت پیری و مریدی کی شرح کیجائے تو اسمین شک نہین ہے کہ اقصائے
عالم کے پیر و مرید یہہ گمان کرین کہ ہم سب خطا و غلطی پر ہین - ہیہات کہان پیری
اور کجا مریدی نقل ہے کہ حضرت ابو القاسم گرگانی قدس سرہ جو پیر جن و انس کے
تھے اور کئے ہزار مریدان صاحب دل رکھتے تھے باانہمہ یہہ فرماتے تھے کہ مین
چاہتا ہون کہ جہان مین کوئی میرا مرید ایسا ہو کہ اوسکا پوست تن سے جدا کرکے
کہال اوسمین بھر دون اور آفتاب کی گرمی مین لٹکاؤن تا جہانیان کو ظاہر
ہو کہ مرید کیا ہے جو مرید کہ اپنے پیر کے تصرف سے آگے قدم بڑھائے اوسکو مرید
حقیقی نہ کہینگے -- اور مرید حقیقی جبکہ کلی ارادت اور اختیار سے خالی ہوگیا اور
کمالیت معرفت و سعادت مین منتہی تو ایمان مین کامل ہوجاتا ہے **بیت** تا
ترک مراد خود نگیری صد بار یکبار مراد در کنارت ناید اور خداوند تعالے
اصحاب رسول علیہ الصلواۃ والسلام کو مبایعت مین پہلے اسی مفلسی و بنامرادی کی
تلقین فرمایا ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ
وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا یعنے ایمان انہون کا جب کامل ہوگا کہ جسوقت تجھے ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اپنا حاکم گردانین اور وہ جو کچھ انہون کو تو حکم فرماوے دلون مین انہونکے
ہرگز تنگی اور گرانی نرہے اور بالکلیہ تیرا حکم تسلیم اور قبول کر لیوین -- جبکہ
صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے ارادت اور اختیار سے بمثل کلم برسالتماب کے
پاک و صاف ہوئے اسوقت کمالیت دین اور تمامی نعمت و سعادت

حاصل کئے۔ کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا نص ہی
اوپر اس ماجرے کے جبکہ جناب رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام
کو ساتھہ اس کمال کے مکمل پایا دوسرے دن کو واسطے متابعت اُنہونکے ارشاد فرمایا
اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِہْتَدَیْتُمْ اور پہر جملہ تابعین اور تبع تابعین کی کہ علمائے
امت تہے تعریف کر کے فرمایا کہ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَالْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ تا سائر امت
انکی متابعت کرے اور بیعت انکی وسیلہ سعادت آخرت اور نجات اور
درجات عقبیٰ سمجھے بظاہر شرط پیری کے اول یہہ ہے کہ پیر مسلک صحیح رکھتا ہو
دوسری یہہ کہ پیر ادای حق شریعت مین قاصر اور متہاون نہو تیسری
شرط یہہ کہ عقاید درست موافق مذہب سنت وجماعت کے ہوا اور ان تینون
شرطونکا بیان مختصر یہہ ہے کہ۔ شرط اول جو مسلک صحیح ہے مرید صادق کو
لازم ہے کہ تفحص درست سلسلہ کا کرے چونکہ اکثر جا خلط ملط ہوجاتا ہے چنانچہ
اکثر ایسا ہوتا ہے کہ درویش اپنی زندگانی مین بباعث غفلت یا کم توجہی
اور کدی و دوسرے سبب سے اپنے فرزند کو خلافت نہین دیتے اور اوس مقام کے
لوگون کو بہی وصیت نہین کرتے کہ بعد میرے میرا خرقہ میرے فرزند کو
پہناؤ اور اوسکو میرے جاے پر بٹہلاؤ مگر لوگ اوس مقام کے بر رسوم
خرقہ پدر کا پسر کو پہناتے ہین اور اوسکو بجاے پدر بٹہلاتے ہین لیکن صحت اور
غیر صحت سے کچھہ کام نہین رکہتے ہین اور عامہ خلایق بیعت مین اوس
فرزند کی اسیر ہوجاتی ہے اور وہ بے اجازت اور بے رخصت پدر پیر
بنجاتا ہے اگرچہ خرقہ پدر کا بطریق متروکہ وارث ملک پسر ہوا مگر شرط صحت

شرائط پیری بالاجمال

بیعت رخصت و اجازت ہے نہ بمجرد پوشش خرقہ پدر یہہ بلکہ ضلالت سے
کم نہین ہے نوع دوسری وہ ہے کہ اولیاے سلف کہ قطب اور غوث تھے
انہونکے فرزند بھی بے صحت اسناد اور بغیر رخصت اور بلا اجازت کے صرف
بیک نسبت فرزندی خلایق کو مرید کرتے ہین اور لوگ اوس مقام کے فخر یہہ یہہ
کہتے ہین کہ پیوند درست ملا ہے ہم خانوادہ ہین فلان قطب و غوث کے ہین
اسکو بھی گمراہی کہنا چاہیئے ۔ جاننا چاہیئے کہ سلسلہ بھی درست کرنا شرط اول ہے
جملہ شرایط پیری سے شرط دوسری یہہ ہے کہ پیر عالم اور عامل ہووے اور
جملہ عبادات یعنی فرایض اور واجبات اور سنن اور نوافل اور مستحبات کے
اور ادا کرنے مین احکام شریعت کے قاصر اور سستی نکرے اور اگر انواع
عبادات پیر عالم نہو تو عامل بھی نہو سکیگا لہذا پیر کو نہ چاہیئے کہ مقام حقیقت سے
گر کر طریقت پر قرار لے اور جو شخص کہ طریقت سے گر کر شریعت پر قرار پاوے
اور شریعت سے بھی گرے پس سمجہا جائیگا کہ وہ گمراہ ہے اور مرد گمراہ پیر بننے کے لایق نہین ہے
اسواسطے کہ درویشی مرجع خلق اللہ کی ہے اور اکثر خلایق بیعت پر اوسکی رجوع
ہوتی ہے پس اوسکو احتیاط جزئیات شریعت پر فرض و لازم ہے چاہیئے کہ
ایک دقیقہ دقایق شرع سے فوت نہونے پاوے تا باعث گمراہی مریدون کا نہو
اگر اتفاقا پیر سے کوئی خلاف شرع لغزش ہوجاوے تو مریدین اوسکو وثیقہ کر کے
یہہ حجت نکرنا چاہیئے کہ میرے پیر نے ایسا کام کیا ہے روایت ہے کہ امیر المومنین
رئیس التابعین حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے ایک دن ایک
مست کو دیکہا کہ راستہ چلتا تہا اور قدم اوسکا ڈگمگاتا تہا لہذا حضرت نے

اوس مست کو فرمایا کہ ای مست قدم استوار اور مضبوط رکہہ تا لغزش نکرے
مست نے کہا کہ حضرت خود اپنا قدم مبارک استوار رکہین تا لغزش نکرے
کیسلئے کہ اگر میرا پاؤن لغزش کریگا تو خلایق کہیگی کہ مست ہے اور معذور اگر
قدم حضرت کا لغزش مین آیگا تو شاید وسیلہ زلت کل عالم کا ہوگا کیون کہ
عالم کی اقتدا حضرت کے اقتدا پر ہے پس مرید جبکہ پیر کو ساتہہ ان شرطونکے
موصوف پاوے تب اوس سے بیعت کرنی جایز اور مستحسن سمجھے اور اگر کسی
شخص نے بوجہ نادانستگی کے ظاہراً بیعت کیا ہو اور یہہ تینون شرطون مین سے
ایک ہی شرط پیر مین مفقود پائے جاوے تو ممکن ہے کہ بیعت مذکور سے پہر کر
سلسلہ اپنا درست کرے تا وسیلہ آخرت کا ہوے اور پیر کو دو باتین چاہئین
اور دو نچاہئین ایک بیعت لیکر مرید کو ہدایت اسلام کرنا چاہئیے دوسری
خداوند تقدس تعالی کی رزاقی پر متوکل ہونا چاہئیے پوشیدہ نرہے کہ توکل
خداوند جلت نہ پر اعتماد کرنے اور خلق سے انقطاع کرنیکو کہتے ہین اور یہہ صفت
حمیدہ انبیاء علیہم السلام کی عادت ہے اور اسیکے وجہ سے خدا بعض بندونکو
بعض پر فضیلت دیتا ہے اور جسکو یہہ عادت نصیب ہو وہ بڑا ہے سعادتمند
مختصراً فائدہ یہہ ہے کہ متوکل مبرا ہے بغض وحسد سے اور غضب وشہوت
اور دیگر جرایم سے بہی محفوظ رہیگا اور یہہ توکل ہر امر مین ہونا چاہئیے پس
اگر ملازم ہے تو امید خدا سے رکہے کہ آلہی تو رزاق ہے اس نوکری کا کچہہ اعتبار نہین
اور نوکری پر تکیہ نکر لیوے کہ بس اب مین نوکر تو ہو چکا ہون مجہے کیا پروا ہے
اور تجارت مین توکل یہہ ہے کہ امید خدا سے رکہے کہ آلہی تو ہی فائدہ دیگا

فائدہ اسلام توکل

ورنہ توقادر ہے چاہے نفع یا نقصان دے اور زراعت مین یہہ توکل ہے کہ
کام کرکے نظر خدا کے طرف رکہے اور مالک نفع ونقصان کا ہر حال مین اوسیکو
جانے اور غیر اللہ پر اعتماد کرنا یا غم وفکر کرنا ضد توکل ہے اور توکل نہونیسے
خدا نہایت ناراض ہوتا ہے بندہ توکل کرکے جو کام کریگا خدا اوسمین برکت
عطا فرمائیگا ۔ اور اللہ جلشانہ قران شریف مین فرماتا ہے کہ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ
یعنے خدا دوست رکہتا ہے توکل کرنیوالونکو وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ یعنے جسنے توکل
کیا خدا پر پس وہ اوسکو کافی ہے وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ اور مومنونکو واجب ہے کہ
خدا ہی پر توکل کرین پس یہہ توکل ہر مومن پر لازم ہے اور یہہ پست ہمتونکا
کام ہے جو کہتے ہین کہ ہم دنیادارون سے کیونکر توکل ہوسکیگا ہم تو بڑے ض
عیف ہے کہ دانستہ بے صبر اور ناشکر بنتے ہین اگر اپنے حال پر شکر ادا کرین تو
کچہہ اونکا نقصان نہوگا اور شکایت وناراضی ہونی سے کچہہ دولت ونعمت
بہی نہین ملجاتی ہے بلکہ توکل وشکر سے حسب وعدہ خدا تعالےٰ کی رحمت اوسپر
نازل ہوتی ہے اور حق عبودیت بہی ادا ہوتا ہے حق تو یہہ ہے کہ جسکے تقدیر
مین مادہ شر کا ظہور ہونا لکہا ہوتا ہے وہی ناشکیبائی کرتا ہے پس ثمرہ علم
کا یہی ہے کہ خداوند تعالے کی ذات اور صفات اور رسالت رسول اللہ علیہ وسلم
پر ایمان لاوے اور اونکے اتباع کی عادات اور افعال مین مناسبت پیدا
کرے اور خود بنفس پاکیزہ ہوجائے اور توکل چہوڑکر اپنے علم اور ہنر پر
نازان نہووے کیونکہ یہہ ظہور طینت شریہ کا ہے جو افعال وعادات انسانکی
طینت شریہ سے ظاہر ہوتے ہین وہ کئی ہین جنکی وجہ سے انسان کو دنیا اور

خصائل ذمیمہ

آخرت مین تکلیف و ذلت حاصل ہوتی ہے یعنے بخل و حسد و طمع و شہوت
وظلم و کذب ۔ پہلا بخل وہ ہے جو منع کرتا ہے دلکو فیض رسانی سے اور اپنے
فائدہ کیطرف زیادہ دوڑاتا ہے پس جب خلق خدا کے لئے اسنے در فیض
بند کر دیا تو مبدء فیاض اسپر بھی بند ہوجاتا ہے اسلئے اسکو آخرت مین کوئی
نہین ملتا شعر بخیل ار بود زاہد بحر و بر ٭ بہشتی نباشد بحکم خبر ٭ پس مومن کامل
وہ ہے کہ سب ارکان دین کو بجالاوے اور خوبیان حاصل کرے صرف کلمہ گو
زبانی کو مومن نہین کہتے ہین اور دنیا مین بخیل کا یہ حال ہوتا ہے کہ کسی جا
اوسکی منزلت نہین ہوتی سگ ناپاک کیطرح ہر جگہ سے دھتکارا جاتا ہے مگر
وہ اپنے نشہ طمع مین ایسے ذلت فاحش کا خیال نہین کرتا ۔ دوسرا حسد
جسکو رشک بھی کہتے ہین اس وصف والا شخص دوسرے کی نعمت کا زوال
چاہا کرتا ہے اسکے لئے آخرت مین بھی وبال ہے اور دنیا مین بھی ہر ایک ایسے
شخص کا دشمن ہوجاتا ہے اور حاسد شب و روز دنیا مین جبکسیکو کچھ اوج
موج پر دیکھتا ہے آتش حسد مین جلتا ہے ایکدم اسپر آرام سے نہین گذرتا رفتہ رفتہ
یہ آتش حسد اسکو جہنم مین پہونچاتی ہے ۔ تیسرا طمع لالچ کو کہتے ہین اور حریص بھی
طامع کی صفت ہے اور نتیجہ اسکا یہ ہے کہ یہ شخص اتلاف حقوق کیا کرتا ہے
نعوذ باللہ منہ طامع کو وقت بازپرس کی بڑی مشکل پڑیگی جسوقت کہ حقوق سے
سوال ہوگا اور طامع اوسکا جواب نہ دیسکیگا اور حق تلفی سے زیادہ کوئی گناہ
نہین اسلئے دنیا مین بھی طامع ہمیشہ ذلیل و خوار رہتا ہے ۔ چوتھا شہوت خواہش نفسانی
کا نام ہے خواہ جماع کی ہو خواہ کہانے پینے کی پس جو شخص اس مرض مین گرفتار

ہوتا ہے تو وہ ہر دم وہر ساعت نفس کے ہاتھہ مین مقید ہوتا ہے اکثر اوسکو
حرام اور ناسزا باتون مین گرفتار کرتا ہے کہ جسکے وجہ سے عقوبت آلہی مین
گرفتار ہوتا ہے اور دنیا مین خوار ہوتا ہے اور مثل وحوش کے یہہ شخص
ہوجاتا ہے پس گویا وہ انسانیت سے خارج ہوجاتا ہے فائدہ بخل مرکب ہے
سختی قلب اور بیعقلی سے یہان سختی قلب سے وہ مراد ہے کہ جسکی دلمین رحم
نہو اور ترس نکہاوسے اور بے عقل انجام کار نہین دریافت کرتا ہے قول
و فعل مین اور بخیل حتی الامکان کوئی چیز نہین دیتا جبتک کہ ناچار نہو اور
حسد مرکب ہے ایذا رسانی اور بیعقلی سے اور طمع مرکب ہے حیرت اور بیعقلی سے
اور شہوت مرکب ہے لذت اور جہالت سے اور جہالت ضد عقل ہے جب قوت
نور عقل جاتا ہے تو جہالت کی تاریکی مین ڈوب جاتا ہے اور ظلم ایک چیز کا
بے موقع رکہنے کا نام ہے پس کسیکو مارا یا ستایا یا مال چہین لیا یہہ سب ظلم ہے
کہ ان امور کو بے موقع عمل مین لایا ظالم سے زیادہ آخرت مین کوئی بدنصیب
نہین اور دنیا مین بہی خلق خدا اسکی دشمن رہتی ہے حدیث شریف مین آیا ہے
کہ مسلمان وہ ہے کہ جسکے ہاتہہ وزبان سے کسیکو ایذا نہو پہنچے کذب جہوٹ اور
خلاف واقع بیان کو کہتے ہین پس جسنے اس وصف کو اختیار کیا آخر تئین رسوا اور
دنیا مین بہی اسکا اعتبار جاتا رہتا ہے یہہ وصف بہی نہایت بد ہے حدیث شریف مین
جہوٹ کی بہت برائیان آئی ہین اور تکبر ضد خاکساری ہے متکبر اپنے کو سب سے
اعلی جانتا ہے حالانکہ انسانونکی یہہ سمجہہ بہت بڑی ہے تکبر خاصہ ذات باری
عز اسمہ کو لازم ہے بندہ کو خاکساری ہی چاہیئے ع تکبر عزازیل را خوار کرد

پیر کو جو دو باتین کہ نہ چاہئین وہ یہہ ہین کہ مرید کو ایسی خدمت کا بار کراوے
ناگوار ہو دیوے اور کسی سے سائل نہووے ۔ اور پیر کرنا ایسے مسلمان کو چاہئے
کہ جسمین یہہ چار باتین ہون جو اوپر مذکور ہوئین ورنہ کچھہ پیر بنانا ضرورت نہین پیر سے
بیعت صرف تفہیم طریقت اور توبہ کیواسطے کرتے ہین پس جب پیر مین یہہ اوصاف
نہون تو اوس سے غرض حاصل نہوگی اور توبہ خود آدمی کر سکتا ہے جسطرح
کہ شریعت کے روسے ثابت ہے ۔ دنیادار تلاش پیر کامل کے تو کرے مگر کبھی
اور تلاش مین فکر نکرے کیونکہ وہ اپنے کاروبار ضروری سے معطل ہوجائیگا
واضح ہو کہ جو دنیادار فقیر سے طلب حاجت دنیا کرے وہ اپنے شفقت مین
خام ہے اور جو فقیر دنیادار سے طالب ہو تو وہ اپنے عمل مین ناقص ہے کیونکہ
فقیر کے لفظ مین (ف) سے فاقہ پر عادت ہونی چاہئیے اور حرف شکایت
زبان سے نہ نکالے اور (ق) سے قناعت پر عمل ہونا چاہئیے اور (ی)
سے یہہ مراد ہے کہ یار ہو عیاری نکرے اور (ر) یہہ مراد ہے کہ ریاضت
اور شفقت عبادت الٰہی مین مستقیم رہے پس جسمین یہہ اوصاف نہین بحقیقت
وہ فقیر نہین اور جو فقیر نہین وہ صاحب تسخیر نہین اور جو صاحب تسخیر نہین
اوس سے کچھہ فائدہ نہین ہان البتہ بندہ خدا جانکے اوس سے ملنا اور اوسکی خدمت
کرنا آدمیت ہی نہ حصول مطلب کے لئے کیونکہ قاضی الحاجات خود خداوند تعالےٰ ہے مگر
بزرگونکا وسیلہ دعا مین بہتر ہے نہ طلب حاجات خود اونسے کرے کیونکہ
یہہ خلاف دین اسلام ہے اور دنیادار کو لازم ہے کہ اپنے مجازی نام کے
الفاظ پر عمل کرے تاکہ حق تعالےٰ اوسکے سب کام آپ روا کرے پس (دال

سے یہہ مراد ہے کہ درویش صفت ہو یعنے جو صفت فقیر کی ہو وہی اپنے مین
حاصل کرے اور (ن) سے انجام کار پر نظر ہونا مراد ہے کہ ہر کام مین
نظر انجام پر کرے اور (یای) سے یاور اور مددگار اپنا خداوند کریم کو جانے
اور (الف) سے یہہ مراد ہے کہ اللہ تعالی کے جمیع صفات کا دل سے یقین کرے
اور اونپر عمل کرے اور (دال دوسری) سے یہہ مراد ہے کہ دیانت اور ایمانداری سے
اوقات بسری کرے یعنے حقوق تلف نہون اور (الف) سے یہہ مراد ہے
کہ ہر امر مین استقامت اختیار کرے اور (ر) سے ریاضت اور مشقت کار
بار دنیوی اور اسلام مین جہد اور کوشش کرنا مراد ہے پس جب دنیا دار اپنے
تمام کا عامل ہو تو اوسکو فقیر سے حاجت طلب کرنے کی کیا ضرورت باقی رہتی ہے
دنیا دار کو یہہ تین باتین ضرور ہین تلاش معاش فکر معاد اجتناب گناہ سے
جب دنیا دار عامل اور فقیر بہی عامل دونون سے خدا کی رضامندی ظاہر
ہووے تو وہ اب دونون مستحق آرام ہین اب اوسکو کیا ضرورت ہے جو
اپنا کام چھوڑکر دوسرے کے کام مین کوشش کرے اگرچہ طریقت مین شرایط پیری
بہت ہین لیکن اشارتاً چند شرایط بیان کیے جاتے ہین پہلی شرط یہہ ہے کہ پیر کو
لازم ہے کہ اکل حلال مین احتیاط کلی کرے اصلاً اور قطعاً لقمہ مشتبہ کے گرد نہ پہرے
دوسری صدق مقال ہے پیر کو چاہیے کہ کبہی جہوٹ اور غیبت اور فحش زبان
نہ نکالے تیسری ترک کرنا حرص دنیا کا ہے اور لذات اور شہوت اور عدم التفات
رجوع اور قبول خلق اللہ کا ہے اگرچہ اغنیا اور سائر خلق رجوع ہووے لیکن پیر کو
لازم ہے کہ اوسپر رغبت و التفات نکرے اور بباعث قبولیت انہونکی فخر

و مباہات اوسکے ظاہر و باطن مین نہووے نظم تارک دنیا ہوئے سب
اہل دین تو فی الحقیقت عیش دنیا کچھ نہین تو بوریہ پر خواب حضرتؐ نے کیا
بن گیا تن پر جو نقش بوریا تو بولے بن مسعود جو فرمائے تو فرش ہم لادین نیا
بچھوائیے تو سنکے حضرت نے یہ فرمایا جواب تو مرغ دل ہو جس سے بے آتش
کباب تو یہہ کہا دنیا کہان اور مین کہان تو میرا اور دنیا کا ہے ویسا بیان تو
جسطرح زیر شجر کوئی سوار تو سایہ لیکر چل کھڑا ہوا ایکبار تو چھوڑ اوسکو اوسنے
اپنی راہ لی تو دم سکے دم کیا جائیے سامان کی تو چوتھی ترک کرنا جمع مال کا ہے
اگرچہ نزدیک اوسکے فتوحات بہت متواتر اور متوالی پہونچے اوس تمام کو
خرچ بیجا نکرے اور ذخیرہ نکر دانے مگر بقدر ضرورت بہ نیت جمعیت خاطر
واسطے نفقہ عیال اور اطفال کے اور بہ نیت فراغت عبادت کے ذخیرہ کرنا
ناجائز نہین خیال کیا جاتا رباعی ہیتاع دنیوی ای ناشکیب کچھ ہی یقین بازیچہ طفلان
فریب ہے ہو کے دانا اسپہ جو شادان ہے تو فی الحقیقت احمق و نادان ہے
پانچوین حسن خلق ہے اور نیک خواہی خلق اللہ کی پیر کو چاہیئے کہ ایذا رسانی
اور رنج دہی اور آزردہ کرنیسے خلق اللہ کے دور رہے اور ترش رو
اور بدخو نہووے جو کہ مردم آزار ہے حق سبحانہ وتعالے اوس سے بیزار ہے
شعر مباش در پے آزار و ہرچہ خواہی کن تو کہ در شریعت ما غیر ازین
گناہے نیست تو چھٹی یہہ کہ اپنے کو چشم غیرت سے نہ دیکھے اور صفت خودبینی کو اور بمقام
صدق سکے اور صفت خودنمائی کو اور بمقام خلوص کے پہونچائے ساتوین
یہہ کہ مرید کرنے مین حریص نہووے ہان اگر کوئی بصدق ارادت رجوع لاوے

بفراغت مرید اور تعلیم طریقت کی کرے نہین تو فارغ البال عبادت
استعمال مین مشغول رہے اور اوقات عزیز کو سرمایہ عمر کا یہی ضایع
نکرے کیونکہ پیغمبران علیہ الصلوات الیہ علیہم اجمعین کہو مخصوص واسطے دعوت
اسلام اور ہدایت خلق کے خداوند تقدس تعالے نے مبعوث فرمایا تہا بعضے
انہون مین سے ایک شخص امت رکہتے تہے اور بعضی ایک بہی نہین رکہتے تہے
آٹہوین تحمل کرنا جفا پر خلق کے اور صبر کرنا ایذا پر مردم کے کیونکہ خرقہ
فقیرون کا جامہ رضا ہے جس شخص نے اس خرقہ مین تحمل نا مرادی نہین کیا
مدعی کہلاتا ہے اور خرقہ درویشی کا اوسپر حرام ہو جاتا ہے یہانتے یاد کرنا
چاہیئے قصہ شہادت دندان مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ والسلام اور جفائی
خلق ساتہہ آنحضرت علیہ السلام کے اور دیکہنا چاہیئے شہادت نامہ امیر المومنین
امام المسلمین حضرت علی ابن ابی طالب اور امیر المومنین حضرت امام حسن اور
امیر المومنین حضرت امام حسین شہید دشت کربلا رضوان اللہ علیہم اجمعین کا
حکایت ہے ایک دن قطب عالم حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ
دہلی قدس سرہ مشغولی مین تہے کہ دفعتاً ایک قلندر تراب نامی موقع دیکہکر داخل
اور سہدرہ یا سترہ زخم کارد اندام مبارک پر لگایا پس حضرت قطب عالم
باوجود اس جفا کے تحمل کرکے اوس قلندر کو فرمایا کہ تو میرے حجرہ مین
پنہان ہو جا نہین تو اگر لوگ اس واقعہ سے خبردار ہو جاینگے تجکو زندہ نہ
چہوڑینگے پس اوس شخص نے ویسا ہی کیا جبکہ زخمی ہونا حضرت کا
آدمیون پر ظاہر ہوا ہر چند جارح کی تلاش کی مگر نہ پایا آدہی رات گزر چکی

جفا و قفا دہلی

کہ حضرت قطب عالم خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی قدس سرہ العزیز نے
اوس قلندر سے فرمایا کہ اسے قلندر اگر خیریت اور حیات چاہتا ہے تو
اس وقت یہاں سے بہاگ جا بس وہ بہاگ گیا اور ایسے مقام پر گیا جسکا
پتہ نملا کہتے ہیں کہ ایک درویش نے حضرت قطب عالم کے نزدیک ایک خط
بہیجا کہ ایسے جفا شعاروں سے تحمل کرنا نہ چاہیئے اگر حضرت مکافات نہیں
کرتے ہیں تو مجھکو اجازت دیں تا ایسے مردم جفا پیشہ کو کیفر کردار کو پہنچاؤں
حضرت قطب عالم نے جواب میں اوس مکتوب کے صرف یہ بیت لکھہ دی
بیت چون خوالتہائے این ضربت زجای دیگراست تو نشنم آید گر بگویم
کز فلان رنجیدہ ام القصہ المختصر بعد ایک مدت کے حضرت قطب عالم نے زخموں سے
صحت پائی جفا و قفا دہلی کے سنئے وہ یہ ہی کہ بادشاہ وقت نے تمام مشایخ
اور درویشوں کو تکلیف دیا کہ تم سب میں سے ایک ایک شخص میری خدمت
اختیار کرو اور وہ خدمت کو بوقت معہود ادا کرو اور غافل نہو الغرض جملہ
درویشوں نے بنظر ناچاری خدمت بادشاہ کی قبول کی لہذا حضرت
قطب عالم خواجہ نصیر الدین محمود قدس سرہ کو بہی تکلیف دی گئے آپنے عذر کیا
اور منتوں سے پیش آئے اور فرمایا کہ مجھکو معاف رکھو مگر وہ بادشاہ بر سر
ظلم آیا اور نہیں مانا اور قضا کر نیکو حکم نافذ کیا یعنی نیچے استخوانہای گلو کے سوراخ
کروا اور وہ ہڈیاں کو رسی سے مضبوط باندھکر بلندی پر لٹکا عجب تک یہہ
ایک خدمت میری قبول نکریں چنانچہ ملازمین بادشاہ ویسا ہی کرنا چاہتے
کہ ناگاہ تیغ اہل چشت کی غیب سے پیدا ہوئی قریب تہا کہ بادشاہ کی خبر لے

اور وہ ہلاک ہوا اس حالت مین حضرت قطب عالم نے بادشاہ کو اپنے
پناہ مین لیا اور اپنے آستین مبارک کو سر پر بادشاہ کے دراز کی چنانچہ
آستین قطع ہوئی اور بادشاہ سلامت رہا سبحان اللہ ایسی جفا اور قفا پر
باوجود قدرت انتقام کے تحمل کرنا اور درگذرنا انہی اقطاب کا دل و جگر ہے
نوین ترک کرنا ذنوب اور معاصی کا ہے چاہیئے کہ حق سبحانہ کی فرمان واجب الاذعان کی
تعمیل اور نافرمانی سے اجتناب کرنا بر وجہ اتم اپنے پر لازم گردانے —
دسوین یہہ کہ طالب کشف و کرامت کا نہووے بلکہ طالب استقامت ہووے
اسلیئے کہ استدراج بے دینون یعنے جوگیون اور گوسائیون وغیرہ سے بھی ہوتا ہے
الاستقامہ فوق الکرامہ اگرچہ شرائط پیری نامحصور ہین ان شرطون مین
کچھ حصر نہین ہے لیکن طالب صادق کو چاہیئے کہ پیر کو جبکہ ان شرطون سے
موصوف پاوے پیوند ثابت صدق ارادت اور حسن اعتقاد سے درست کرے کیونکہ
جسقدر صدق ارادت اور اعتقاد مرید کا زیادہ بڑھتا جائیگا اوسیقدر اوسکو دنیا مین نفع ہوگا
مناقبت جسنے دیکھا مرشد آگاہ کو تو اوسنے چھوڑا دنیوی کے چاہ کو تو دوسرے
پہچانا نبی و پیچاہ کو تو اور کیا حاصل خدا کی راہ کو تو رکھہ شکوہ شاہد رسول اللہ کو تو
نفس پر رکھتے ہین ہم اللہ کو تو وقت پر جب شغل کے لب کھولنا تو دید کو منہ اپنے
دم کے تولنا تو موتیان وحدت کی مخفی رولنا تو اللہ حاضر اللہ ناظر بولنا تو
ـــه برزخ اپنا مرشد مشفق مین دیکھہ تو برزخ نور نبی مطلق مین دیکھہ تو اور
خدا کی ذات حق مین دیکھہ تو شغل شیطان دید احمق مین دیکھہ تو اور یہہ
بھی جاننا چاہیئے کہ بعضی مسائل بیعت کے مبنی اوپر مسئلہ نکاح کے ہین اور بعضے مسائل

اوسکے معنی ہین اوپر مسائل امام اور مقتدی کے اور بعضے مسائل مانند بیع اور شرا کے ہین اور ان تینون مسائل کا بیان دراز ہے مگر بعد درجہ نبوت کے کوئی درجہ فاضلتر درجہ نیابت نبوت سے نہین ہے دعوت خلق ہین ساتھہ حق جل شانہ کے بطریق متابعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مراد شیخی سے یہہ نیابت ہے پس درجہ شیخی اور تربیت کا افضل درجات ہے مضمون اس حدیث صحیح کا وَالَّذِی نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَئِنْ شِئْتُمْ لَاُقْسِمَنَّ لَکُمْ اِنَّ اَحَبَّ عِبَادِ اللّٰہِ اِلَی اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُحَبِّبُوْنَ اللّٰہَ اِلٰی عِبَادِہٖ وَیُحَبِّبُوْنَ عِبَادَ اللّٰہِ اِلَی اللّٰہِ وَیَمْشُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِالنَّصِیْحَۃِ دلیل ہے اوپر علو مرتبہ شیخی کے اور یہہ گروہ مشایخ وہ ہے کہ بسبب روشنی نور شریعت کے انکے دلونمین ایک ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ ماسواے ذات باری تعالے کے کسی کی طلب انکے دلون مین نہین رہتی ہے اگر غم ہے تو یہی ہے اور خوشی ہے تو اسکی ہی اور اوس حالتمین جسقدر ممکنات ہے بکا وجود ظلی اور فانی دیکھتے ہین اور اوسکے درمیان سے واحد حقیقی نظر آتا ہے کسی عارف کا قول ہے مَارَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا رَاَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ یعنے نہین دیکھی مینے کوئی چیز مگر دیکھا مینے اللہ کو اوسمین ع جدہر دیکھتا ہون اودہر تو ہی تو ہے تو اپنی ہستی کو خدا کے ہستی مین فنا کرنا اور پہر اوسکی بقا سے باقی رہنا خاص اسی فرقہ کا کام ہے پس جب انکی یہہ حالت ہو جاتی ہے تو نہ اب انکو دوزخ کا ڈر نہ جنت کی خواہش رہتی ہے نہ انکو موت ہے نہ فنا چنانچہ خواجہ حافظ فرماتے ہین

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ؛ ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

تو پس جاننا چاہیئے کہ پیری مریدی کرنا پیر کی عین اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

اور تابعداری کرنا رسول صلعم کی عین خدا پرستی ہے ۵ ای شکوہ مرشد
کو پیر جاننا کو مسجد و محراب و ممبر جاننا کو پیر کو ذات پیمبر جاننا کو ذو
شیخ اللہ اکبر جاننا کو نقل ہے کہ ہر روز بارگاہ رب العزت سے ہزار بار
ندا آتی ہتی کہ کیا نیک بخت بندہ ہے فرید الدین گنجشکر اجودہنی چنانچہ حضرت
سلطان المشائخ لقب یافتہ بارگاہ رسالت پناہی خواجہ راستین ملک الفقرا
والمساکین رحمۃ العالمین سطاع المسلمین نظام الحق والشرع والہدیٰ والدین
محبوب الٰہی قدس سرہ فرماتے ہین **بیت** پیر ما پیر است مولانا فرید قرب
ہمچو او در خلق مولانا فرید کو ۵ بودے اگر نبوت بعد از نبی صلعم روا کو
گفتے تمام خلق مرا و را پیمبر است کو اور صاحب راحت القلوب نقل کرتے
ہین کہ بدر العارفین سید العابدین خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی رحمۃ
خدا کی عادت تہی کہ جو کوئی شخص ہمسایون مین سے انتقال کرتا تہا آپ بہی
ہمراہ جنازہ کے رونق افروز ہوتے یہانتک ٹہیرے رہتے کہ تمام خلق بعد دفن کے
واپس ہو جاتے اور آپ بعد چلے جانے خلق کے بر سر گور بیٹہ جاتے اور اوراد
منقول ہین وہ تمام پڑہتے اور پہر مسترد ہوتے چنانچہ ایک شخص نے ہمسایون
حضرت کے اجمیر مین انتقال کیا پس حسب عادت حضرت بہی جنازہ کے ہمراہ
تشریف لیگئے اور تجہیز و تکفین مین شامل ہوئے جسوقت خلق چلی گئی آپ
پہر سر گور بیٹہ رہے بعد تہوڑی دیر کے اوٹہے حضرت خواجہ قطب الاسلام
خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ فرماتے ہین کہ مین اوسوقت موجود
دیکہا کہ ایکطرح رنگ چہرہ مبارک آنحضرت کا تغیر ہوکر پہر بدستور ہوگیا اور فرمایا

وقعہ بیعت

کہ الحمد اللہ مریدی بہی کیا نیک چیز ہے اور طرف خواجہ قطب الاسلام کے
متوجہ ہوکر فرمایا کہ جسوقت مردہ کو دفن کرکے خلایق چلی گئی دیکھا مینے
کہ فرشتے عذاب کے وارد ہوئے اور چاہتے تہے کہ اوسکو عذاب کرین بسین
اوسوقت میرے پیر یعنے حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کے
جو ہاتہہ مین عصا تہا آگئے اور فرشتون کو آواز دی اور کہا کہ زنہار
اوسکو عذاب ندو کیونکہ وہ میرے مریدونمین سے ہے جبکہ یہہ سخن فرشتون نے
سنا اوسی دم خداوند جلشانہ کا فرمان ہوا کہ اے فرشتو کہو کہ یہہ شخص تمہارے
راہ درویش پر نہین تہا اور برخلاف تمہارے تہا خواجہ عثمان ہارونی
نے جواب دیا کہ اگرچہ ہمارے برخلاف تہا لیکن اس شخص نے اپنے کو
پلہ مین اس درویش کے ڈالا ہے بس مین نہین چاہتا ہون کہ اوسپر
عذاب کیا جائے فرمان ہوا کہ اے فرشتو ہاتہہ اپنے عذاب کا اوٹہالو کیونکہ
مین نے اوسکو بخش دیا - چنانچہ اسوقت خواجہ معین الدین چشتی حبیب خدا
چشم پرآب کئے اور یہہ فرمایا کئے کہ کیا نیک چیز ہے اپنے کو کسیکے پلہ مین
باندہنا بیت گر نیک ام مرا بدبشان گیرند ور بدم باشم مرا بدبشان بخشند
اور اسی محل پر حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کیا خوب فرماتے ہین
شنیدم کہ در روز امید و بیم بدان را بہ نیکان ببخشد کریم تو مرید ہونیکے
کئے فواید ہین اول یہہ کہ مرید بمجرد بیعت کے گناہان گذشتہ سے پاک و صاف
ہوجاتا ہے گویا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا بمضمون حدیث شریف کے
التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ دوسرا فائدہ یہہ کہ حفاظت و حراست مرید کی خود

مرشد پیدا لازم ہوتی ہے کہ دنیا میں بھی وقت مصائب مددگاری کرتا ہے
بشرطیکہ مرید لائق محبت مرشد کی رکھتا ہو فائدہ تیسرا یہ ہے کہ بروقت آنا
صورت گرسنگی و تشنگی صاحب شرع پر بہت ہی ہوتی ہے اگر صاحب شرع شیخ تمام
جہانکو منہہ میں ڈالدیویں تو ایک لقمہ کر ڈالے اور پانی تمامی دریاؤں کا پیالا
ایک گھونٹ ہووے اوس نازک وقت میں ابلیس لعین طعام و شراب دکھلا کر
کہتا ہے کہ اگر تو کفر اختیار کرتا ہے تو دیتا ہوں اسوقت نازک میں بھی مرشد
درمیان شیطان لعین اور مرید کے حائل ہو جاتا ہے اور شیطان کو مرید کے
نزدیک آنے بھی نہیں دیتا وہ مرید بفضل خداوند تعالے کے بسلامتی ایمان انتقال
کرتا ہے چوتھا فائدہ یہ ہے کہ پیر کے امداد عالم برزخ میں پہنچتی ہے اور شفاعت
پیر کی شفاعت مرید کو آخرت میں مشہور و معروف ہے اور اس فرقہ میں
بھی دو گروہ ہوتے ہیں ایک گروہ سالک اور دوسرا گروہ مجذوب پہلے ہم
گروہ سالک کا حال بیان کرتے ہیں یاد رکھنا چاہیے کہ تعلیم انکی حضرت علی کرم اللہ
آغاز ہے اور اونکو شب معراج سے حصہ ملا ہے روایت ہے کہ فرمایا حضرت
اسد اللہ الغالب علی کرم اللہ وجہہ نے کہ جب تشریف لائے حضرت خواجۂ عالم
صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے اور کیا مجھسے معانقہ پس حاصل ہوا بہرہ مجھکو اوسمیں
ستر ہزار علوم سے کہ وہ علم معرفت خداوند تعالے کے ہیں چنانچہ سینہ بسینہ وہ
علم آجتک نقل ہوتا رہا اور گروہ سالک و مجذوب میں چلا آتا ہے اور دو
جنکو عطا کرتے ہیں وہ بھی اوس سے مستفیض ہوتا ہے اور تعلیم طریقہ سلوک پیر سے
مرید ایسا طالب بنا کر عادت بھی تعلیم کرتے ہیں اگرچہ بظاہر یہ منزل سہل

بیان گروہ سالک

معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقت مین بہت ہی مشکل ہے یعنے حروف شہوت اور
غضب کو لوح خلقت سے مٹا دینا انسان کا کام نہین اِلَّا مَنْ شَاءَ اللہ یعنے جسکو چاہے
اللہ تعالےٰ جب اوس مریدنے اس منزل کو سہولیت و دیانت طے کرلیا تب
اوسکو ضرب لگانا کہ آئینہ قلب کے زنگ کو کہوتا ہے تعلیم کرتے ہین جسوقت
طالب نے زنگ آئینہ سے کہو دیا پہر سالک اوس آئینہ کو توجہ سے جلا دے
جسکی صورت اوس آئینہ مین نظر آئے پس طالب اوسکا عاشق ہوگیا شعر
آئینہ بر دار تا بینی در وئے جان جانان خوش نشستہ رو بروئے اور اوسکے
طلب مین مستعد ہوکر منزلین جہد اور محنت و مصیبت کی طے کرنے لگا۔ نقل ہے

حکایت عجیب

کہ عادل بادشاہ ملک یمن کی ایک دختر خوب صورت اپنے محل پر کہ جو کنارہ
دریا واقع تہا کہڑی ہوئی تماشا دیکہہ رہی تہی کہ یکایک شاہزادی کی نگاہ
ایک شخص پر جا پڑی اور اوسکے اوپر وہ والہ و شیفتہ ہوگئی اور طپش دل سے
بیقرار ہوکر اپنی دایہ کو اوسکے بلانے کو بہیجا وہ حاضر ہوا شاہزادی نے اوسکو
حکم حاضری کا دیا اور وہ شخص ہمیشہ بعد فراغ کام اپنے محل شاہی مین آتا اور
شاہزادی لیل و نہار اوسکے ہمراہ عیش و عشرت مین مشغول رہتی اتفاقاً ایک دن
شاہزادی اوس شخص کے اشتیاق مین بالاخانہ پر سیر کر رہی تہی کہ اتنے مین
ایک سوداگر بچہ جہاز پر دوربین ہاتہہ مین لئے تماشا دریا کا دیکہتا ہوا آتا تہا
دفعتاً نظر سوداگر بچہ کی بادشاہزادی پر جا پڑی دیکہتے ہی رہ اوسکے جمال کا
شیفتہ اور فریفتہ و عاشق ہوگیا اور یہ شعر ورد زبان کیا شعر آزار عشق
مجہے آرام ہو چکا تو اپنا یک نگاہ غرض کام ہو چکا تو بس سوداگر بچہ نے

اپنے دلمین کہا کہ یہہ شاہزادی ہے مین ادنی سوداگر ہون اسکا ملنا مجہسے
کب ہوسکتا ہے اس سے یہہ بہتر ہے کہ سب مال و متاع و نقد و جنس خداکے نامپہ
لٹا کر فقیر ہو جاؤن اور جسطرح ممکن ہو اسکے ملنے کی کوشش کرون پس جبکہ
حضرت عشق نے غلبہ کیا تو یہہ بات دلمین یقین جانکر کل مال اور متاع نقد و
جنس لٹا کر یہہ شعر زبان زد کیا فرد کفر و ایمان کی جہجہے جہگڑے سے فارغ کردیا
آپنے یا صد آفرین ای میری وحشت واہ واہ ؏ الغرض بامید حصول مطلب و
دیدار اوس مہ لقا کے لباس فقیری زیب تن کرکے کنارہ دریا پر ایک خانقاہ
تکیہ مقرر کرکے بود و باش اختیار کی چونکہ شاہزادی خود ہی پہلے ایک شخص
عاشق تہی ؎ جس پہ ہم مرتے ہین سو وہ اور پہ مرتا رہے ؏ جو طبیب اپنا تہا
اوسکا دل کسی پہ زار ہے ؏ ایک روز شاہزادی وقت نصف شب کمند
ڈالکر اپنے محل سے اتری اور اپنے دوست کے گہر جاکر اوسے اپنے ہمراہ محل مین
لائی اور وہ سوداگر بچہ عشق کا مارا جو فقیرانہ یہان بسر کرتا تہا یہہ سب
ماجرا دیکہہ رہا تہا قضا کار اوس روز شہزادی اور وہ شخص ایسے غافل ہوکر
اونکو اپنے تن کی مطلق خبر نہ رہی جسوقت کہ عابد شب زندہ دار نے بانگ دی
دونون بیدار ہوئے آنکہہ کہلتے ہی قریب تہا کہ اوس شخص کے لوح پہ وار
کرجائے اور خمار نشہ شب کا ہرن ہوگیا ؎ اجازت وصل کی شب بہی جو چاہی
یہہ سودا ہے کہ تو زاہد ذبح کر ڈالا تری اللہ اکبر نے ؏ نہایت گہبرا کر شہزادی
نے رو رو بمانند ابر نوبہار کے زار زار رونے لگا شاہزادی نے سبب گریہ
زاری استفسار کیا کہ یہہ سبب بے موجب بیقراری اور رونے کی وجہ کیا ہے

اوس شخص نے کہا کہ مین ہر روز ایک دل ماہی کا باورچیخانہ شاہی مین داخل کرتا تھا
کیونکہ بادشاہ کو ایک مرض ایسا لاحق ہے کہ جسکے لئے طبیبان حاذق نے بعد
تشخیص بالاتفاق مچھلی کا دل تجویز کیا ہے الغرض بادشاہ نے امتحاناً دل ماہی
طلب فرماکر تناول کیا چنانچہ اوسی روز سے تہوڑی تسکین ہوئی اور مرض
گھٹتا گیا لہذا مجھکو تاکید فرمایا کہ ہر روز بلاناغہ قبل از طلوع آفتاب ایک
دل مچھلی کا باورچیخانہ مین پہنچایا کر ورنہ سزا اور قتل کا ہوگا المختصر مین حسب الحکم
نصف شب سے اوٹھکر دریا پہ آتا اور جال ڈالکر بہت سے مچھلیان پکڑتا اور
اونمین سے ایک بڑی مچھلی دیکھکر اوسکا دل نکالکر باورچیخانہ شاہی مین ہر روز داخل
کرتا تہا مگر آج صبح ہوگئی میرے معمول مین فرق آگیا گویا کہ پیام اجل آیا پس مقرر آج قتل
کیا جاؤنگا بادشاہ زادی نے تامل سے جواب دیا کہ تو گھبرا نہین تجھکو دل ملیگا
پھر کیا خوف ہی یہ کہکر ایک چھری ہاتھ مین لیکر کمند کے راہ سے اتری اور اوس
سوداگر بچہ فقیر صورت کے نزدیک گئی سوداگر اوسکو دیکھکر اپنے دلمین نہایت
شاد ہوا شہزادی نے کہا کہ اس جنگل مین تیرے رہنے کا کیا سبب ہے جواب دیا کہ صرف
تجھ پری رو ماہ طلعت کی امید وصال پر مین نے اپنا مال و متاع راہ خدا مین لٹا کر
فقیری اختیار کی ہی شہزادی نے جب یہ سخن سنا کہا کہ اگر تو میرا عاشق ہے تو
مین تجھ سے ایک چیز طلب کرتی ہون اوسنے جواب دیا کہ فقیر کے پاس اسوقت کوئی
چیز تمہارے لایق نہین ہے الا جان حاضر ہے پس وہ سفاک شہزادی بولی کہ
اگر تجھکو اپنی جان میرے نذر کرنی منظور ہے تو مجھکو اپنا دل نکال کر دے سوداگر بچہ
نے کہا ع دل تو اول ہی گیا تجھکو خبر ہی کہ نہین ٭ قاتل اب دیکھ کہ سینے مین

جگر ہے کہ نہین تو اے ماہ رو اگر یہی منظور ہے کہ ہماری یاد بہی نکر سکے اور اپنے دل مین ہمارا خیال بہی نہ لاسکے تو بہتر ہے چہری لا اور دل لے شعر دل لیکے میرا مفت مین برباد کروگے تو لو ہم تمہین دل دیتے ہین کیا یاد کروگے تو چونکہ شاہزادی کارد پہلے ہی ہمراہ لائی تہی اوس عاشق صادق کے ہاتہہ مین دی سے جگر کر چاک قاتل دیکہتا تہا تو جو پوچہا مین کہا دل دیکہتا تہا تو بس ہاتہہ اپنا پیٹ مین ڈالکر دل نکال دیا اور وہ دل لیکر پادشاہزادی اوسی راہ سے محل مین آئی اور وہ دل اوس شخص کو دیا اوس شخص نے بصد خوشی دل لیکر باورچیخانہ شاہی مین داخل کیا۔ اوس عاشق بے دل یعنے سوداگر بچہ کے جسم مین جو کچہہ دم حیات باقی تہا کافور ہوگیا۔ زان بعد شاہزادی نے اوسکے لاش ایک صندوق مین طرح طرح کی خوشبو سے معطر کرکے رکہی اور تہ خانہ مین سپرد خاک کیا جبکہ وہ شخص پادشاہزادی سے دل لیکر داخل باورچیخانہ کرکے چلا گیا بس باورچی دل کو صاف کرکے بہوننے کو آگ پہ رکہا تو وہ آگ کی گرمی پاکر برتن سے اچہل زمین پر گرا پہر باورچی نے زمین سے اوٹہاکر آگ پر رکہا پہر وہ اوسی طرح دوبارہ تڑپ کر ظرف مین سے باہر ہوگیا المختصر باورچی نے سوچا کہ یہہ دل اب تو نیم برشت ہو ہی چکا ہے رومال سے صاف کر رکابی مین رکہہ سرپوش ڈہانک ساتہہ داروغہ مطبخ کے پادشاہ کے پاس حاضر ہوا پہر سرپوش اوٹہاتے ہی جبکہ ہوا لگی دل سے ہای دلبر ہای دلبر ہای دلبر کی صدا بلند ہوئی پادشاہ نہایت متعجب ہو کر حکم دیا کہ تمام شہر کے دانشمند اور حکما کو حاضر کرو تا کیفیت اسکے دریافت کرین اور وہ شخص جسنے یہہ دل لایا تہا بلوا لیا گیا اور اس سے پوچہا گیا اوسنے کہا مجہے

کچہ معلوم نہین ہین کہ یہ مسعود دل یہان کا لایا خدا عالم الغیب ہے یہان اسرار
واقفیت نہین رکہتا قصہ کوتاہ اوس دل کو ایک جوہری جڑاؤ مرصع کار تہا اوس نے
بازار کے چوک مین رکہوایا اور تاکید کی کہ حفاظت سے رکہو شاید کوئی
آجائے جس سے یہہ مشکل حل ہو راز کہلجائے اور یہہ خبر دور دور شہرون مین مشہور
ہوئی چنانچہ صاحب قصہ حیرت فزا لکہتے ہین کہ جبکہ اتفاقاً شیخ سعدی شیرازی
کا گذر شیراز سے طرف یمن کے ہوا اور شہر مین داخل ہوکر بہ سر بازار چوک مین
جہان کہ وہ دل تہا اور جس سے صدا ہای دلبر ہای دلبر کی بلند تہی پہونچے
پس نزدیک جاکر دل سے کہا کہ اے دل تیرے دلبر نے تجہہ کیا کیا اور کیا
وفا اور جفا تجہہ سے کی بمجرد سننے اس بات کے دل چپ ہوگیا پس نگہبان جو
حاضر تہے حضرت شیخ سعدی کو گرفتار کر کے پادشاہ کے پاس معہ دل مذکور حاضر لائے
اور ماجرا بیان کیا پس پادشاہ حضرت شیخ سعدی سے مستفسر ہوا حضرت نے
کہا کہ اور کچہ مین نہین جانتا ہان ایک بات سرسری طور پر کہدی تہی کہ اے
دل دلبر نے تجہہ سے ایسا کیا جو تو اسقدر دلبر کو یاد کرتا ہے یہہ بات سب
ظاہر ہی ہے کہ یہہ دل کسی عاشق کا ہے سوائے عاشق کے اور کسیکو دلبر سے
کرنے سے کیا غرض ہے پس چونکہ یہہ دل عاشق کا ہے اور معشوق نے
معشوق کا ستم اوٹہایا ہوا ہے کیونکہ باربار ہائے دلبر ہای دلبر اوس سے
صدا نکلتی ہے ہائے بجز درد اور دکہہ کے کبہی زبان سے نہین نکلتی اس سبب
یہہ بات مینے کہدی تہی آگے کچہ اسکے حقیقت سے آگاہ نہین ہون پادشاہ نے
کہا تا وقتیکہ ماہیت اور حقیقت اس اسرار کی مفصل معلوم نہوگی جانے نہ دیونگا

بس شیخ سعدی نے دیکھا کہ ناحق بلا مین پھنسا ناچار ہو کر بعد عرض بسیار کے بادشاہ سے
کہا کہ یہہ دل حضور مین کیونکر آیا تہا اوسکا حال بیان کیجئے تب بادشاہ نے
کہا کہ ایک شخص ہر روز ایک دل ماہی کا میرے کہانیکو لاتا تہا ایک دفعہ یہہ دل
لیکے آیا غرض ابتدا سے انتہا تک کل کیفیت اسکی بادشاہ نے بیان فرمائی شیخ سعدی
رحمتہ اللہ علیہ نے سب احوال سنکر بادشاہ سے کہا کہ اوس شخص کی طلب ہو اور
اوسپر اور مجھپر حضور غصہ ہو کر دونون کو حکم قتل کا دیوین جب کہ مین حضور مین
مہلت طلب کرون حضور میری عرض کو قبول کرکے حکم دین کہ اچھا آج
اِن دونون کو ایک کوٹھری مین بند کرکے چوکیدار متعین ہون بس بادشاہ نے
ویسا ہی کیا جبکہ وہ شخص اور شیخ سعدی ایک جا بند ہوئے وہ شخص نہایت گہبرایا
اور رونا شروع کیا المختصر اوس راتکو رات مین شیخ سعدی قدس سرہ نے
فرمایا کہ ای شخص بہلا اب دو گہڑی رات اور باقی ہے اور تو جانتا ہے کہ
صبح کو تو بہی اور مین بہی دونون قتل کئے جائینگے بہتر یہہ ہے کہ جو کچھہ اس دلکا
حال تجھکو معلوم ہو ظاہر کر تاکہ جان بخشی ہو اور قتل سے امن ملے **فرد** بہتر ہے جو
حال دل سنائیے تو رہجاے نہ بات جی کی جی مین تو آخر الامر اوس شخص نے
سوچا کہ واقعی صبح مقرر مارا جاؤنگا ناچار ابتدا سے انتہا تک قصہ کہہ سنایا جبکہ مرغ
سحر نے بانگ دی بادشاہ نے بلوایا اوسوقت شیخ سعدی نے کہا کہ مین اس قصہ کو
تنہائی مین کہونگا بس اوس شخص کو زندان مین بہیجا گیا اور شیخ سعدی نے
کیفیت بیان کی اور کہا کہ اب شہزادی کو اور مجھکو ایک جا قید کرنیکا بموجب
بہی نصیحت کے حکم صادر ہو چنانچہ ویسا ہی بادشاہ نے کیا جسوقت کہ بادشاہ

اور شیخ سعدی دونون ایک جا قید ہوئے تب حضرت شیخ سعدی نے کہا اے
شاہزادی کل کے روز ہم اور تم دونون ناحق قتل کئے جاینگے اور کئی طرح کی
حکایات اور قصص حسب حال زبان پر لا کر اوس سے بھی دریافت کرنا شروع کئے
الغرض شاہزادی نے کہا اے درویش خدا رسیدہ نہین معلوم کہ تو ساحر ہے
یا صاحب کمال ہے یا کوئی فرشتہ ہے یا ولی ہے تو نے یہہ قصے موافق حال سنا کر
میرے دلکو ایسا کر دیا کہ جسقدر حال پوشیدہ و ظاہر ہے سب تجہہ سے بیان کرون
مگر یہہ مثل مشہور ہے کہ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل تو نے جتنے قصے شب مین بیان
کئے اُن مین کوئی عاشق نہ تہا اور نہ کسی نے عشق کرنا جانا نہ معشوق کو پہچانا سب
عشق نفسانی تہے الا اس شخص کا عشق صادق تہا کہ جسکا یہہ دل ہے تب
شیخ سعدی نے کہا کہ وہ کون تہا اور اوسکا دل کیونکر ہاتہہ آیا شاہزادی نے بہی
کل کیفیت اسکی شیخ سعدی سے ظاہر کی کہ میرے ایک دفعہ کے کہنے سے اوس
شخص نے فی الفور دل نکالدیا۔ اور سب سرگذشت بہر دہرائی اتنے مین
صبح ہوئی بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہوا اور اون دونون کو طلب کیا دونون
حسب الطلب حاضر ہوئے بادشاہ نے شیخ سعدی سے ماجرای شب دریافت کیا
سعدی نے فرمایا کہ حضور علیحدہ تشریف فرما ہوون اور شاہزادی کو محل مین
بہجوا دین تب بادشاہ نے اپنی دختر کو محل کے اندر جانے کا حکم دیا اور دربار
عام سے اوٹہکر خاص مین آیا شیخ سعدی نے شاہزادی اور اوس شخص کا
اور سوداگر بچہ کا حال ابتدا سے انتہا تک حرفاً حرفاً کہہ سنایا بادشاہ نے بمجرد
سننے اس کلام کے وہ لاش تہہ خانے سے نکلوا کر دربار خاص مین منگوا لی

اور اوس شخص کو کہ جو دل لایا تھا قتل کا حکم دیا پہر سعدی سے بادشاہ نے کہا
کہ اس لاش کو بطور اور مردون کے تجہیز و تکفین کرکے نماز وغیرہ پڑہکر دفن
کرا دو پس شیخ سعدی نے کہا کہ اس لاش کی شادی اپنی دختر سے کر دو بادشاہ
نے کہا ای فقیر تو احمق ہے یا مجھکو نادان تصور کرکے ایسا کہتا ہے کہین مُردونکا
زندون کے ساتھ یا زندونکا مردون کے ساتھ بیاہ ہوتا ہے سعدی نے کہا
بادشاہ سلامت ذرا غور فرمائیے اور منصفی کیجئے کہ اس سوداگر نے وقت مرگ
یہہ کہا تھا رباعی جانان مرا بمن بیارید کہ این مردہ تنم بدو سپارید کہ گر بو
دہد بریں لبانم تا زندہ شوم عجب مدارید پس اے شاہ آزمایش و تجربہ
کرنا اسبات کا ضرور ہے بادشاہ نے ناچار کہنا شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا قبول کیا
اور شاہزادیکو طلب کرکے حکم دیا کہ ہمارا کچھہ سر اس نکرو جس طرح یہہ فقیر کہے
اوسپر عمل کرو پس شاہزادی کو بر سر لاش کہڑا کیا سبحان اللہ کیا جذبہ عشق
صادق ہے کہ ایک مصرعہ کے مضمونکی تعبیر تو درست ہوئی یعنے جانان مرا بمن
بیارید پس معشوق اس کے لاش پر موجود ہے پہر شیخ سعدی نے کہا اے شاہزادی
اس دل کو اپنے ہاتھہ سے اس لاش کے شکم مین رکھدے اور بوسہ اس کے
لب پر دے شاہزادی نے دلکو مضبوط کر اور مستقل مزاجی کو کام فرما کر
دل اندر شکم اس لاش کے رکھا اور بوسہ اوسپر لب اس عاشق بے جان کے
دیا فرد کس کو لب معشوق کی مین بات سناؤن کہ عیسی بہی اگر بولے تو مین
سناؤن کہ از بس کہ اعجاز دم عیسوی کا اُس لب معشوق مین تہا بوسہ دیتے
ہی تن بیجان مین جان آئی مردہ نے حیات دوبارہ پائی اور کلمہ طیب لا الہ الا

محل انتساب اللہ ربا پڑہکر اوٹہہ بیٹہا اوس وقت بادشاہ اور حاضرین اس معاملہ کو
دیکہہ حیرت زدہ ہوئے اور بادشاہ حضرت شیخ سعدی کے قدم مبارک پر
گر پڑا اور خواہان عفو تقصیر ہوا اور شادی شاہزادی کی اوس سوداگر
بچہ سے کردیا شعر نہ تہا وصل اسطرح کا دہیان مین ہ خدا نے کیا آن کی آن مین
جبکہ عشق حقیقی ہو تو کیونکر خیال اوسکو دنیا و مافیہا کا رہیگا پس جو طالب ہے
وہ بیخبر ہے اور جو اس صفت کی ساتہہ ہے وہ سالک ہے یہانتک اوسکو
مراتب حاصل اور لطایف غیبی قلب مین منور ہونے لگتے ہین کہ تعلق مشاہدہ
سے رکہتے ہین کچہہ ارباب دانش و بنیش سے مخفی اور محتجب نہین — گروہ
اولی مین چار درجہ ہین پہلا درجہ فنافی الوجود کا ہے اسکا اصول یہہ ہے
ہستی اور خودی فنا کرکے طالب محبوب ہو لیکن یہہ درجہ مبتدیو نکا ہے
اور روح اونکی عالم سفلی مین رہتی ہے اعلی مرتبہ مین تلاش اور عشق سب
جاتا رہتا ہے دوسرا درجہ فنافی الشیخ کا ہے یعنے خودی اور وجود فنا کرکے
شیخ یعنے محبوب کا وجود موجود جانے جیساکہ مجنون نے انا لیلی یعنے مین ہون
لیلی کہا تہا اور روح انکی عالم علوی کو جاتی ہے اور یہہ قایم مزاج او شہوات
و غضب پر غالب ہو جاتے ہین سالک کا درجہ اول یہہ ہی ہے اور یہہ مبتدیکو
تعلیم کر سکتے ہین اور مجیب الدعوات بہی ہوتے ہین اور عالم سفلی انکا مسخر
ہوتا ہے جو کچہہ انسے ظاہر ہوا وسکو کرامات کہتے ہین وہ انکی تسخیر کا باعث ہے
اور لطف عشق مین مستغرق رہتے ہین بجز مطلوب کے اور کسی کے طالب نہین
ہوتے اگر کوئی چاہتا ہے ایسی تعلیم پہلے تو قبول نہین کرتے مگر جب رحم آجاوے تو

درجہ فنافی الوجود

درجہ فنافی الشیخ

طریقہ محنت بتا دیتے ہین اگر اوسکی محنت بارگاہ صمدیت مین قبول ہوگئی تو
وہ عبد مقبول ہوجاتا ہے - بہت دوست خداوند تعالے کے ایسے بھی ہین کہ
جسکو چاہتے ہین طالب مولا کر دیتے ہین اور منزل مقصود کو پہونچا دیتے ہین
اور محنت ایک روز کی نہین لیتے چنانچہ نقل ہے کہ حضرت امین الدین اعلیٰ
علیہ الرحمہ خلیفہ عاشق شاہباز عارف سرفراز الجامع بین الحقیقت والمجاز
قطب اہل راز و نیاز بلند پرواز آگاہ سر راز صاحب کشف والکرامات
سید السادات حضرت خواجہ سید محمد حسینی بندہ نواز گیسودراز قدس سرہٗ کی
عادت تھی کہ ہفتہ مین ایک دو مرتبہ حجرہ خاص سے باہر رونق افروز ہوتے
اور خلایق کہ دمہ حاضر در دولت ہوکر اپنے اپنے مراد اور منزل مقصود کو
پہونچتے ایک روز حسب عادت حضرت علیہ الرحمہ برآمد ہوئے تھے اور تمام شہر
بیجاپور مین شہرت حضرت کے برآمد ہونے کی زبان زد خلایق ہوئی اتفاقاً
بیجاپور مین حضرت سید میرانجی حسینی قدس سرہ بھی حیدرآباد سے آئے تھے اور
اونکے آنیکا سبب یہ ہوا تھا کہ آپ والی حیدرآباد دکن کے سرکار مین ملازم
اور اعلی درجہ کی خدمت سے سرفراز تھے حاکم وقت نے حضرت کو کسی معاملہ
خاص کے طے کرنیکو والی بیجاپور کی خدمت مین بھیجا تھا پس آپ بھی بنظر حصول
استفادہ حضرت امین الدین اعلی علیہ الرحمہ کی خدمت شریف مین حاضر ہوئے
اوسوقت مین حضرت امین الدین اعلی علیہ الرحمہ سر اپنا نیچے کئے ہوئے انگشت
مبارک زمین پر مارتے ہوئے فرماتے تھے کہ (امین الدین کیا ہیتوم) بجز اس
ارشاد مبارک کے سید میرانجی حسینی قدس سرہ عرض پرداز ہوئے کہ

امین الدین جو تھے سو خدا ہی اور خدا امین الدین ہو بس امین الدین
اعلی علیہ الرحمہ سر بالا فرما کر اپنے حجرہ مبارک مین مع سید میرانجی حسینی قدس سرہٗ
تشریف فرما ہوئے بعد از مریدی سکے انا فانا مین جو کچھہ کہ سرفراز قطب
حق تہا سرفراز کرکے منزل مقصود کو ایک توجہ مین پہونچائے بعد تہوڑی دیر کے
جبکہ حضرت سید میران حسینی قدس سرہ حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے
حضار مجلس جو کہ موجود تھے پہچان نہین سکے اور یقین جانا کہ خود حضرت
رونق افروز ہوئے چنانچہ سب کے سب تعظیم کو اوٹھہ کھڑے ہوئے پھر کچھ
ایک عرصہ کے بعد حضرت امین الدین اعلی علیہ الرحمہ بھی رونق افروز ہوئے
اوسوقت جو خلایق موجود تھی کیا غریب کیا امیر آپس مین ایک دوسرے کو دیکھہ
متحیر ہوئے اور شناخت سے قاصر تھے اور شرمندہ ہوئے المختصر بعد زمانہ چند
حضرت کے ارشاد کے موافق پھر حیدرآباد مین آئے نوکری تو اول ہی ترک
کر دی تہی صرف واسطے ہدایت خلق کے مسند ارشاد پر جلوہ افروز رہے
آپ جنکا مزار گوہر بار مکر ہے گنبد واقع مسعود پورہ بیرون شہر حیدرآباد مین
موجود اور زیارتگاہ خلق اللہ ہے چنانچہ منشی قادر خان صاحب اپنے رسالہ
دربیان اولیاء اللہ حیدرآباد کے تحریر کرتے ہین کہ بعد زمانے چند بیجاپور مین
حضرت امین الدین اعلی رحمت اللہ علیہ کے خدمت مین چند اشخاص نے عرض کی
کہ ایک زمانہ گذرا نہ کوئی سید میرانجی حسینی قدس سرہ کے طرف سے خط آیا اور
نہ پیام زبانی معلوم ہوتا ہے کہ اونہون نے اپنے دوکان شیخیت کی لگا بیٹھے اور پیر
حضرت کو بھول گئے حضرت نے فرمایا کہ یہہ تمہارا گمان اچھا نہین ہے وہ انکا

جیسا کہ تم گمان کرتے ہو چنانچہ اوسوقت ایک کتا روبرو سے گذرا آپ نے اوسکو
اشارہ کیا وہ حاضر آیا اور سگ مذکور کے گلے مین ایک ٹھیکرے پر کچھ خط انگشت
مبارک سے کھینچکر باندہی اور جو کہ مخالفین اور گمان بد رکھتے تھے انہون سے
فرمایا کہ پیچھے اوس سگ کے چلے جاؤ چنانچہ وہ کتا بیجاپور سے روانہ ہو کر قریب
حیدرآباد آیا تھا کہ حضرت سید میران حسینی قدس سرہ مع اصحاب رونق افروز تھے
آپنے فرمایا کہ مجھے میرے پیر کی بو آتی ہے پس معلوم ہوا کہ وہ کتا تین کوس کے
فاصلہ پر اوترا تھا آپنے اوسوقت بادشاہ کے پاس واسطے سواری جلوس کے
کہلا بہیجا بادشاہ نے بمجرد ارشاد حضرت کے سوار اور جمعیت پیدل اور ہاتھیوں پر
زر دوزی کام کے جھولین پڑی ہوئین مع سامان جلوس شاہی حضرت کی
خدمت مین روانہ کیا آپ اوس جلوس کو ہمراہ لیکر جہان وہ کتا اوترا تھا تشریف
فرما ہوئے اور اوس کتے کو آداب بجا لاکر اپنے خاص سواری کی پالکی مین بٹھلا کر
آپ خود اوس پالکی کے ڈنڈیکو کاندہے پر رکھکر پا برہنہ ہمراہ جلوس کے
جوک اپنی فرودگاہ پر لائے پھر چند روز کے بعد اوسی تکلف سے رخصت فرمایا
حاصل کلام طالب خدا کر دینا حضرت امین الدین اعلیٰ رحمۃ اللہ عنہ کا [illegible]
حضرت سید میرانجی حسینی قدس سرہ کو بلا محنت اور بے طریقہ مشقت ایک دن کے
کوئی تعجب کی بات نہین کیونکہ یہہ اختیار اور درجہ فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ
والونکو حاصل ہوتا ہے تیسرا درجہ فنا فی الرسول ہے یہہ بزرگ نہایت ہی درجے کے
ہوتے ہین اور عالم ارواح انکا مسخر ہو جاتا ہے و جملہ مخلوقات محکوم و مطیع انکی
ہوتی ہے کیا بعید ہے کہ شہوت اور غضب وغیرہ کو کسی انسان کی دلسے دور

درجہ فنا فی الرسول

کردین کہ وہ بھی ایک شے ہے اور شے عالم ہین اور عالم مطیع انکا الا بحکم اللہ تعالیٰ
اور جو کچھ کرنا چاہتے ہین قول و فعل انکا موافق حکم اللہ تعالےٰ کے ہوتا ہے کیونکہ
روح انکی ہر وقت مقرب بارگاہ احدیت رہتی ہے پس جو کچھ الہام ہوتا ہے اوسپر
عمل کرتے ہین چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردے زندہ کئے تو حضرت شمس تبریز
قدس سرہ نے بھی ایسا کیا۔ نقل ہے کہ ایکدن ایک شخص خدمت بابرکت مین حضرت
خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری حبیب خدا کے
بحال پریشان اور چشم گریان با دل بریان حاضر ہوکر بچشم اشکبار عرض کیا کہ
حاکم وقت نے از راہ ظلم میرے فرزند کو بے جرم و بےگناہ قتل کر ڈالا ہے لہذا
بارگاہ عالیہ حضرت پر امیدوار انصاف ہون پس حضرت خواجہ خواجگان
حبیب خدا نے جبکہ یہہ آہ و زاری سنی ہمراہ اوس شخص کے چلے جسوقت کہ
بالین مقتول پر پہونچے سر مقتول کا جسم سے ملحق کرکے فرمایا کہ ای جوان اگر حاکم
ظالم نے تجکو ناحق قتل کیا ہو تو بحکم الٰہی زندہ ہوجا چنانچہ وہ مرد جنبش کرکے
زندہ ہوگیا۔ مثنوی خواجہ معین الدین حسن اجمیری چشتی سنجری ٭ پیشوائے عالمی
ما کز مرحبا گوئیم برتری ٭ ظلمت دل را ز نور معرفت پر نور کرد ٭ قطب عالم
معدن نور و جمال حیدری ٭ نور او شد بدر کامل از کمال حیدری ٭ در شب
تاریک عالم ہمچو شمع انوری ٭ سیرت او سیرت ذات محمد یافتہ ٭ عقد لولوے
خصال او خصال حیدری ٭ بر رخ زیبائے عالم زیب ور چون زیور است
صورت مہتاب گشتہ بر فلک جلوہ گری ٭ بندہ اش را یوسف مصر ولایت
گفتہ اند ٭ در جہان کمتر گدایش ثانی اسکندری ٭ خاک پایش طوطیا چشم مردم میکنند

ذات عالی مرتبہ اش از جملہ عالم برتری ٭ ہر کہ باشد خاک پوسش یافت اکسیر عظیم ٭ تاج سر دانند قدمش را زمین چرخ چنبری ٭ شد وجود پاک او کان کرامت در زمین ٭ سید السادات عالی ذات نسل حیدری ٭ جسم پر نورش سراپا شد عیان از نور حق ٭ زان بہ خیل اولیا دارد سراسر سروری ٭ آنچہ ہست اعجاز نبی در ذات پاک او عیان ٭ ظاہر آمد از وجود او جلال حیدری ٭ فعل او فعل نبی رحمۃ للعالمین ٭ قال او بس معتبر آمد چو قال حیدری ٭ سید والا مناقب آن شہ عالیجناب ٭ وصل شد با نور حق از اتصال حیدری ٭ طرفہ تر رنگین گل زیبا ز بستان رسول ٭ خوش ثمر در باغ دنیا از نہال حیدری ٭ یافت آن لخت جگر از جد خود ارث بزرگ ٭ نور معراج نبی قرب وصال حیدری ٭ عید آمد در جہان شد دور غم درد و الم ٭ شد عیان بر چرخ دین چون این ہلال حیدری ٭ اور صاحب تبصرۃ الخوارق لکھتے ہیں کہ کئی درویش ایکجا باتفاق باہم بیٹھے تھے اس اثنا میں ایک گاے کا روبرو سے اون فقیروں کے گذر ہوا اور کوئی وارث اوسوقت نہیں تھا لہذا اون درویشان بے معنی نے اوس گاو بچہ کو ذبح کیا اور گوشت اوسکا خوب چکھا اتنے میں دیوان نے بیادون کو دوڑایا تا اونہونکو حاضر کریں پس وہ درویش حیران و سراسیمہ سکونت کی جا ہی سے روپوش ہوکر بارگاہ عالی میں حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز قدس سرہ کے حاضر آئے اور سرگذشت بیان کی پس حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز نے بعد از سماعت حال فرمایا کہ اوس گاے خوردہ میں سے کچھ باقی بھی ہے عرض کی کہ کچھ نہیں ہے ہاں پوست و استخوان باقی ہیں فرمایا کہ

وہ استخوانہای موجودہ کو پوست مین بہروا دو ایک لکڑی بمقدار ایک گز
عطا کرکے ارشاد فرمایا کہ اس چوب سے اوسکو مارو اور دیکھو کہ جیسی تہی ویسی
پہر ہو بہ برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم چنانچہ اون فقیرون نے ویسا ہی کیا پس وہ
گاو مردہ بحکم قادر ذوالجلال زندہ ہوگئی نظم ہر کسی کان شاہ دین را بندہ
فرمان شود ✿ کشور ملک جہانش در تہ فرمان شود ✿ بر فلک باشد نگاہش حیران
ہلال ماہ نو ✿ ہر کہ پیش خنجر ابروی او قربان شود ✿ گر ببارد بر کسی باران لطف
انجناب ✿ از فلک خیل ملک بروی گہر افشان شود ✿ گشت منظور نظر ہر کس
بآن منظور حق ✿ از عنایاتش قبول درگہ یزدان شود ✿ مہربانی اینچنین
زور جلالت این قدر ✿ مردہ گردد زندہ از وی اہل جان بیجان شود ✿ گل خرم
ہر کس ز عشقش بر دل بیر داغ خویش ✿ داغہای سینہ او غیرت بستان شود ✿
رحم فرما بر من بیچارہ یا مشکل کشا ✿ کن مدد بر وے کہ کار مشکلش آسان شود ✿
اسی طرح اور اولیاء اللہ کی کرامت اور حکایات بہت ہین اور انکے اہل تسخیر
ہونیکی پہلی وجہ یہہ ہے کہ روح انکی عالم علویہ کی صحبت مین خانیر ہوتی ہے
پس سبب امتیاز و اغراض کی انکے لئے تمام عالم مطیع اور فرمان بردار ہو جاتا ہے
دوسری وجہ یہہ ہے کہ جب وہ طالب خدا ہوئے تو خدا بہی انکا طالب ہوتا ہے
پس جسکا خدا طالب ہو تمام سبب اوسکے تابعدار ہو گئے مَن لَّهُ المَولیٰ فَلَهُ الکُل پس یہی
وجہ ہے کہ کرامات اونسے ظاہر ہوتی ہین جیسا کہ معجزہ واضح ہو کہ معجزہ ایسے خلاف

تعریف معجزہ

عادت امر کو کہتے ہین جو کسی مدعی نبوت سے ظاہر ہوا اور مخالف اوسکے مثل سے عاجز
ہو جاوے جیسا مردہ کو زندہ کر دینا اور چاند کو اشارہ سے شق کرنا اور درختونکا کلام کرنا

پس جو کوئی شخص مخلوقات سے مقبول بارگاہ خدا اور ممتاز جناب کبریا
ہوتا ہے تو جمیع مخلوقات اوسکی مسخر اور تابعدار ہو جاتی ہے پس وہ شخص
جس چیز کو خواہ وہ ذی روح حیوانی ہو یا نہو حکم کرتا ہے تو وہ چیز فورًا
اوسکے حکم کو قبول کرتی ہے چنانچہ حضرت سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین ۵
تو ہم گردن از حکم داور مپیچ ٭ کہ گردن نہ پیچد زحکم تو ہیچ ٭ حضرت داؤد علیہ السلام
کے لئے آتش کی روح مسخر تہی کہ وہ ہاتہہ مین لوہے کو موم کر دیتی تہی اور اسکی
زرہ بناتے تہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہوا مسخر تہی کہ اونکے حکم سے جہان
چاہتے تہے لیجاتی تہی اور تخت زمردین کو جو گوناگون جواہرات سے مرصع تہا لئے
پہرتی تہی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جب ہاتہہ بغل مین ڈالکر نکالتے تہے تو
ید بیضا آفتاب کے مانند روشن ہو جاتا تہا اور ایک لکڑی کہ جسکو عصا کہتے تہے
انکے حکم سے اژدہا بن جاتا تہا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارواح خبیثہ کو تہرا
دفع کرتے تہے اور مردہ کو باذن الہی زندہ کر دیتے تہے اور اندہے کی انکہین
روشن ہو جاتی تہین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام عالم کیا علویات
کیا سفلیات سبکو خدا نے مسخر کر دیا تہا فلکیات مین تصرف کرتے تہے چاند کو اشارہ
سے شق کر دیا آفتاب کو لوٹا دیا سفلیات مین ایک مشت خاک سے کام لیا کہ
بذریعہ ہوا اوس خاک نے صدہا لوگون کو اندہا کر دیا درخت و حجر غیر ذی روح
حیوان کو گویا کر کے اپنی رسالت کے منکرونکے روبرو گواہی دلوائی حیوانات
کے سخت سخت امراض کو دست مبارک پہیر کر اچہا کر دیا اندہونکو بینا کیا جنات
وغیرہ کو مسخر اور بتلقین دین فرمائی مردون کو زندہ کیا شعر حسن یوسف

دم عیسی ید بیضا داری ؎ آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ؎ اسکے سوا
اور صدہا تصرفات ہین کہ جنکے ذکر کے رسالہ ہذا مین گنجایش نہین پھر انکے بعد
اصحاب اور تابعین نے وہ وہ تصرفات عالم مین کئے کہ شاید کسی نبی نے کئے ہونگے
چنانچہ ایک رقعہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دریا نیل تہم گیا صدہا کوس سے
ساریہ کو پکارا تو اوسکو آواز سنائی دی اسیطرح آل عظام و سادات کرام سے
صدہا خوارق اور اولیاء کرام سے آجتک بیشمار کرامتین صادر ہوتی چلی
جاتی ہین پوشیدہ نرہے کہ جو ایسے خوارق عادات کہ نبی سے صادر ہون

فرق درمیان معجزہ و ولایت وسحر واستدراج

اونکو معجزہ کہتے ہین اور جو نبی سے قبل نبوت سرزد ہو تو اوسکو ارہاص کہتے ہین اور جو نبی کے
کسی مومن مطیع سے سرزد ہون خواہ وہ مومن اوس نبی کے اہل بیت مین
سے ہو خواہ صحابی ہو خواہ بعد مین کوئی ہو بشرطیکہ وہ ولی ہو تو اوسکو کرامت
کہتے ہین اور اگر کافر سے صادر ہون تو اونکو قضاء حاجات کہتے ہین اور
اسکی دو قسم ہین پس اگر کسی ایسے شخص سے سرزد ہون کہ وہ امر اوسکا تعلیم
و تعلم سے دوسرے کو بھی حاصل ہو سکے تو اوسکو سحر کہتے ہین ورنہ استدراج کہتے ہین
اور تسخیر کی وجہ یہہ ہے کہ ہم جنس سے محبت ضرور ہے پس ایسی حالت مین
کہ ارواح اولیا ارواح علویہ کی ہم صحبت ہون اور سفلیہ اونکی مسخر ہون تو
کیا بعید ہے کہ اوس شخص سے وہ کام ظاہر ہون جو عقل مین نہ آوین
یعنے کرامت مگر ان اللہ علی کل شیء محیط سے علیحدہ نہین ہین یعنے خدا کے اختیار مین انکا
توقیر و کرامت ہے جب وہ چاہے اونسے ظاہر ہو ورنہ خود یہہ اختیار نہین
رکھتے ہین بقول حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی علیہ الرحمہ ؎

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم ٭ گہے بر پشت پائے خود نہ بینم ٭ چونکہ اوٹھہ جانا
حجاب ظاہر یکا قلب اولیاء سے ادنیٰ بات ہے مگر وہ بھی قدرت قادر
مین ہے اسیطرح سے اظہار کرامات کا ہے وہ جاننا چاہیئے اگرچہ وہ مجیب الدعوات ہین
سے مگر بے پروا بھی ہے جو اوسکو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے اور دنیا
اس گروہ سے قطب اور غوث اور ابدال وغیرہ بھی مشہور ہین جیسا کہ
ایک سررشتہ مین حاکم اور محکوم ماتحت اور بالادست ہوتے ہین اگرچہ
سب ایک ہی سررشتہ کے کہلاتے ہین مگر حسب قرارداد اپنے اپنے درجہ پر

ذکر اقطاب

ہوتے ہین شیخ داؤد قیصری و حضرت سید محمد بن جعفر المکی قدس اللہ سرہما بحر المعانی
مین مراتب شاہدان لانیر الی کو یون تحریر فرماتے ہین کہ قطب عالم زمانہ
و عصر مین ایک ہی ہوتا ہے اور وجود جمیع موجودات سفلی و علوی کا تمام
وجود سے قطب عالم کے قایم ہے اور فیض قطب عالم کو حق تعالے سے ہوا سکے بہونچتا ہے
اور قطب عالم کو قطب مدار بھی کہتے ہین یعنے مدار موجودات علوی و سفلی کا
اونکے وجود کی برکت سے ہے اور قطب مدار کے دو وزیر ہین ایک سیدھے
جانب دوسرے بائین جانب جو بدست راست رہتے ہین اونکا نام عبد الملک ہے
اور وہ روح قطب مدار سے فیضیاب ہو کر اہل علوی کو فیض پہونچاتے ہین اور
جو جانب یسار رہین اونکا نام عبد الرب وہ دل سے قطب مدار کے فیضیاب
ہو کر اہل سفلیہ کو فیضان سے بہرہ مند کرتے ہین اور جسوقت کہ قطب عالم
دنیائے فانی سے رحلت فرماتے ہین یہہ عبد الملک وزیر یمین قایم مقام قطب مدار کے
ہوجاتے ہین اور قطب مدار کا نام عبد اللہ ہوتا ہے اگرچہ اور دوسرا نام ہو سے

معروف ہوں مگر آسمان و زمین میں عبد اللہ ہی کے نام سے مشہور رہتے
ہیں اور روز بر سیار قایم مقام وزیر یمین کے ہو جاتے ہیں اور جو ابدال
قلب پر حضرت اسرافیل علیہ السلام کے ہوتے ہیں وہ بجائے عبد الرب اور عبد الرب کے
عبد الملک اور عبد الملک قایم مقام قطب مدار ہوتے ہیں ایسا ہی تا روز قیامت باقی
ہیں فاما الاقطاب فہم علی قلوب الانبیاء علیہم السلام فالواحد منہم
علی قلب نوح علیہ السلام والثانی علی قلب ابراہیم علیہ السلام والثالث علی
قلب موسی علیہ السلام والرابع علی قلب عیسی علیہ السلام والخامس
علی قلب داؤد علیہ السلام والسادس علی قلب سلیمان علیہ السلام والسابع
علی قلب ایوب علیہ السلام والثامن علی قلب داؤد علیہ السلام والتاسع علی
قلب یحیی علیہ السلام والعاشر علی قلب ھود علیہ السلام والحادی عشر علی قلب
صالح علیہ السلام والثانی عشر علی قلب شیث علیہ السلام والاقطاب المذکورۃ
اثنا عشر قطبا و عیسی علیہ السلام ومہدی خارجا عنہم بل یکونان من المفردین
کما قال علیہ الصلوۃ والسلام علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل انھیں علمائے اولیائے
مراد ہیں کسلیئے کہ علمائے ربانی ہیں واما قطب المدار فواحد واسمہ عبد اللہ وکان
اعظم ساکنا فی سواد الاعظم وفیضہ لاہل العلویہ والسفلیہ
والاقطاب المذکورۃ کانوا کلہم مامورین بہ قطب المدار
یہ نوے قطب عالم اور بارہ اقطاب ہیں کہ وہ اقالیم میں رہتے ہیں ہر اقلیم میں
ایک قطب اسیطرح ساتھ اقلیمو نمیں ساتھ قطب ہیں باقی پانچ قطب اور ولایتوں میں
رہتے ہیں انکو قطب ولایت کہتے ہیں اور فیض اقطاب اقلیم کا اقطاب ولایت پر وارد ہوتا ہے اور فیض اقطاب

ولایت کا اولیا پر اور فیض قطب مدار کا اقطاب اقالیم پر وارد ہوتا ہے بسلسلہ
تا قیامت ایک دوسرے سے فیضیاب ہوتے ہیں اور جب ولی ترقی کرتا ہے قطب
ولایت کے مرتبہ پر پہونچتا ہے اور قطب ولایت کو جسوقت ترقی ہوتی ہے تو
قطب اقالیم کے درجہ پر ہو جاتا ہے اور قطب اقالیم بجاے عبد الرب وزیر
یسار قطب مدار کے مرتبہ پر اور وزیر یسار بجاے وزیر یمین اور وزیر یمین کو
جب ترقی ہوتی ہے تو قطب عالم کے مراتب سے سرفراز ہو جاتا ہے جسوقت
قطب عالم کو حیات فاخر ہو کر سلوک ہستی مین ترقی فرما وے تو مقام فردانیت
کو پہونچتا ہے وما اللفردون فمنهم من هو علی قلب علی کرم الله وجهه و علی قلب محمد علیه
الصلوة والسلام کما قال علیه السلام تعالی انت نظیری ای مثلی فی الولایة التی هی معاینة الحق
ولهذا قال علیه السلام ما یرانی علی الحقیقة التی خلقنی الله تعالی علیها غیر علی بن ابی طالب
جاننا چاہیے کہ افراد کامل اور افراد غیر کامل افضل ہین اوپر قطب مدار یعنے
قطب عالم کے لیکن افراد کامل بظاہر و دجہ تفرد روح کلی حضرت علی کرم اللہ وجہ
کے ہین اور غیر کامل بظاہر وجہ تعلق روح حضرت علی کرم اللہ وجہ کے ہین مگر
درمیان تفرد اور تعلق کے بہت فرق ہے لیکن طایفہ افراد بہت ہین الا اکثر
خلق کی ظاہر سے مستور ہے بعض شخص انکو اقطاب جانتے ہین جسوقت کے افراد
کامل بظاہر وجہ تفرد علی کرم اللہ وجہ کے سلوک مین ترقی فرماتے ہین تو قلب مبارک
حضرت رسالت مآب علیه السلام سے شرف حاصل کرتے ہین اور حضرت علی کرم اللہ
وجہ بشیر آنحضرت علیه السلام کے روح مبارک سے پاتے ہین پھر مشارب قلبی آنحضرت
علیه السلام سے سلوک مین ترقی کرتے ہین تب قطب حقیقی کے درجہ پر پہونچتے ہین

و بیرا فراد

اور مقام قطب حقیقی سے مقام معشوقی کا مراد ہے یعنے قطب وحدت پس
اس مقام و درجہ مین بجزان دو شخصونکے کل اولیا اللہ سے مقام معشوقیت
مین بہ طفیل حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے
کوئی دوسرا نہین پہونچا ہے وہ دونون حضرات یہہ ہین ایک تو حضرت
شیخ عبدالقادر جیلانی اور دوسرے حضرت شیخ نظام الدین احمد بدایونی قدس اللہ
سرہما اور انہین دونون کو مشارب روح احمدی تہا حضرت سید محمد بن جعفر
المکی الحسینی قدس سرہ سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہین ایک روز مین کشتی
دریاء نیل واقع مصر مین ہمراہ حضرت خضر علیہ السلام کے سوار تہا اور بیان شان ذا
لایزالی مین گفتگو ہورہی تہی اوسوقت حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ
فی الحقیقت شیخ عبدالقادر جیلانی اور شیخ نظام الدین محبوب الٰہی مقام محبوبی
اور معشوقی مین ہین اور مانند ان دونون کے اولیا اللہ مین درمیان
زمین و آسمان تک کے دوسرا نہین ہے اور نہ ہوگا اوراد دوازدہ اقطاب

اوراد اقطاب

یہہ ہین قطب اول جو حضرت نوح علیہ السلام کے قلب پر ہین اونکا سورہ یسین اوراد
ہے قطب دوم جو قلب پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہین اونکا اوراد
سورہ اخلاص ہے قطب سوم جو قلب پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہین اونکا
اوراد سورہ اذا جاء نصر اللہ ہے قطب چہارم جو قلب پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کے ہین سورہ فتح اونکا اوراد ہے قطب پنجم جو قلب پر حضرت داؤد علیہ السلام
کے ہین اونکا سورہ اذا زلزلت اوراد ہے قطب ششم جو حضرت سلیمان علیہ السلام
کے قلب پر ہین اوراد اونکا سورہ واقعہ ہے قطب ہفتم جو قلب پر حضرت ایوب علیہ السلام

کے ہے اونکا اوراد سورہ بقرہ ہے قطب ہشتم جو قلب پر حضرت الیاس علیہ السلام
کے ہین سورہ کہف اوراد ہے قطب نہم جو قلب پر حضرت لوط علیہ السلام کے ہین
سورہ نمل اوراد ہے اور قطب دہم جو قلب پر حضرت ہود علیہ السلام کے ہین
سورہ انعام اوراد ہے قطب یازدہم جو قلب پر حضرت صالح علیہ السلام کے ہین
سورہ طہ اوراد ہے اور قطب دوازدہم جو قلب پر شیث علیہ السلام کے ہین سورہ ملک
اوراد ہے بابت اسکے یہ بھی معلوم کرلینا چاہیئے کہ مراتب اقطاب اور قطب عالم

مراتب اقطاب

کیا ہین مراتب اقطاب کے وہ ہین کہ وہ اگر چاہین ولی کو ولایت سے معزول
کردیوین اور اوسکے بجا دوسرے کو اس رتبہ سے سرفراز کرین اور مرتبہ قطب عالم
کا وہ ہے کہ وہ اگر چاہین اقطاب کو مقام قطبیت سے معزول کرین اور وہ جب
قطبیت سے ترقی فرماوین تو مقام فردانیت مین نزول کرین اور تصرفات
سلب ہوجاتے ہین اور مقام فردانیت مقام انبساط اور محبت سے مراد ہے
حضرت مخدوم عالم خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلوی قدس سرہ اٹھائیس
سال تین ماہ دو روز قطب عالم رہے بعدہ بشرط تحمل وکمال کے مقام
فردانیت مین نزول فرمایا اور اوس عالم فردانیت مین جانب

بیان ابدال

ملک بقا رحلت فرمائی۔ پوشیدہ نرہے کہ سات شخص بدلا ہین چنانچہ
فرمایا خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدلا امتی سبعۃ اور یہ ساتون
ابدال ساتہ اقلیمون مین رہتے ہین اور جبکہ ان ابدالون مین سے
کوئی عالم بقا کو تشریف لیجاتے ہین ایک صوفی اونکے مرتبہ سے سرفراز
ہوتا ہے اور نام ان ساتون ابدالون کی جداگانہ ہین اور ان ابدالون

بہی بشارت انبیا علیہ الصلواۃ والسلام اجمعین کے مانند ہے جو ابدال اقلیم
اول مین ہین قلب پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہین اور اونکا
نام عبد الحی ہے اور جو ابدال اقلیم دوم مین ہین وہ حضرت موسی علیہ السلام
کے قلب پر نام اونکا عبد العلیم ہے اور تیسری ابدال جو اقلیم سوم مین
رہتے ہین حضرت ہارون علیہ السلام کے قلب پر ہین اونکا نام عبد المجید
ہے اور چوتہی ابدال جو اقلیم چہارم مین ہین اونکا نام عبد القادر اور
وہ قلب پر حضرت ادریس علیہ السلام کے ہین اور پانچوین ابدال جو
پانچوین اقلیم مین ہین وہ قلب پر حضرت یوسف علیہ السلام کے ہین اونکا
نام عبد القاہر ہے چہٹی ابدال جو چہٹی اقلیم مین رہتے ہین وہ قلب پر
حضرت عیسی علیہ السلام کے ہین اونکا نام عبد السمیع ہے ساتوین ابدال جو
ساتوین اقلیم مین ہین وہ قلب پر حضرت آدم علیہ السلام کے ہین اونکا
نام ما بین ابدالونکے عبد البصیر ہے لیکن یہہ ساتوین ابدال قلب پر حضرت
خضر علیہ السلام کے ہین اور دو ابدال انہین ساتون ابدالون مین سے
ایک عبد القادر اور دوسرے عبد القاہر ولایت مین یا ایک قوم مین کہ
قہری نامزد ہوتے ہین اور مقہوری اوس ولایت کی یا مقہوری
اوس قوم کی انہین حضرات کے اقدام سے ہوتی ہے اور بہی تین سو
ستاون ابدال ہین تین سو ابدال تو قلب پر حضرت آدم علیہ السلام کے
ہین اور وہ کوہستان مین ساکن ہین اور معرفت مین کمال کے تقید بالی
طاقت سیر دہلیز کے ہنین اونکی خوراک سلم درختان اور ملخ بیابان ہے

ثم قال عليہ الصلوٰۃ والسلام ان للہ تعالیٰ فی الارض ثلث مائۃ قلوبھم علی قلب آدم علیہ السلام وله اربعون قلوبھم مثل قلب موسیٰ علیہ السلام وله سبعۃ قلوبھم مثل قلب ابراھیم علیہ السلام وله خمسۃ قلوبھم مثل قلب جبرئیل علیہ السلام وله ثلثۃ قلوبھم مثل قلب میکائیل علیہ السلام وواحد قلبه مثل قلب اسرافیل علیہ السلام فاذا مات الواحد منھم ابدل اللہ مکانه من الثلاثۃ فاذا مات واحد من الثلاثۃ ابدل اللہ مکانه من الخمسۃ فاذا مات من الخمسۃ ابدل اللہ مکانه من السبعۃ فاذا مات من السبعۃ ابدل اللہ مکان من الاربعین فاذا مات من الاربعین ابدل اللہ مکان من ثلث مائۃ فاذا مات من ثلث مائۃ ابدل اللہ مکانه من عامۃ المسلمین بھم رفع اللہ تعالیٰ البلاء من ھذہ الامۃ

یعنی سو ابدال جو قلب پر حضرت آدم علیہ السلام کے ہیں اونکے اوراد رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا ہے اور چالیس ابدال جو قلب پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہیں رَبِّ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِی فَاغْفِرْلِی فَغَفَرَلَہٗ اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ اوراد ہے اور سات ابدال جو قلب پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہیں اونکے اوراد رَبِّ ھَبْ لِی حُکْمًا وَّاَلْحِقْنِی بِالصّٰلِحِیْنَ ہے اور پانچ ابدال جو قلب پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ہیں اونکا علم تجاوز نہیں کرتا ہے مقام جبرئیل علیہ السلام

اور تین ابدال جو قلب پر حضرت میکائیل علیہ السلام کے ہین یہہ بھی تجاوز
نہین کرتے ہین مقام میکائیل علیہ السلام سے اور ایک ابدال جو قلب پر حضرت
اسرافیل علیہ السلام کے ہین اونکا علم بھی تجاوز نہین کرتا ہے مقام اسرافیل
علیہ السلام سے اور یہہ ہی ابدال مقام عبد الرب پر پہنچتے ہین اور نام
جو کہ تین سو قلب پر حضرت آدم علیہ السلام کے ہین صفی نام ہے اور چالیس
ابدال جو حضرت موسی علیہ السلام کے قلب پر ہین اونکا نام موسی ہے اور
سات ابدال جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر ہین اونکا نام بھی ابراہیم
اور پانچ ابدال جو قلب پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ہین جمال الدین نام
اور تین ابدال جو قلب پر حضرت میکائیل علیہ السلام کے ہین محمد نام ہے
ایک ابدال کا نام احمد ہے جو قلب پر حضرت اسرافیل علیہ السلام کے ہین
اب رہے اوتاد وہ چار ہین یہہ چار اوتاد چار مقام پر ہین ایک مغرب
اور دوسرے مشرق تیسرے جنوب چوتھے شمال پر جو مغرب مین
رہتے ہین اونکا نام عبد الودود ہے جو مشرق مین ہین اونکا نام عبد الرحمن
جو جنوب مین ہین اونکا نام عبد الرحیم ہے اور جو شمال مین ہین اونکا
نام عبد القدوس ہے جسوقت کہ ان حضرات سے کوئی رحلت فرماکے
عالم بقا ہوتے ہین ایک شخص تانیوں مین سے اونکے جا پر مامور ہو جاتا
اور یہہ ہی چار اوتاد ہر چار رکن عالم مین ساکن ہین اور چار رکن
عالم مامور بوجود انہین اوتادون کے ہے جیسا کہ پہاڑ باعث سکون زمین
کے ہین اور یہہ ہی چار اوتاد معمورہ اس جہات اربع کے ہین اور تمام عالم

آبادی اور پہاڑ و زمین کا قیام انہین کی ذات بابرکات سے متعلق ہے
اور نقیب تین سو ہین اور نجیب ستر ہین اور بدلا چار سو چار ہین تین سو
ساٹھہ کا ذکر کیا گیا باقی چالیس اور دوسرے ہین کما قال علیہ السلام
بدلاء امتی اربعون رجلا اثنی عشر بالشام وثمان عشرون بالعراق
واسمهم احمد فاذا مات الواحد منهم ابدل الله مکانه من الاخر فی
مکان الاخر ابدل الله مکانه من الزاهدین الصوفیین
اور نام کل نقیبونکا علی ہے اور نام کل نجیبون کا حسن ہے اور باقیہ اخیار کے
نام حسین ہے اور عمد چار شخص ہین اونکا نام بھی محمدؐ ہے اور غوث ایک
عبد اللہ نام ہے جبکہ غوث رحلت فرمائے عقبی ہوتے ہین تو اون چارون
عمد مین سے ایک شخص غوث کے مرتبہ سے سرفراز ہوتا ہے اور بجائے
عمد اخیارون ہین ایک شخص اونکے قایم مقام ہوتے ہین اور بجائے اخیار کے
نجیب اور بجائے نجیب کے نقیب ہوجاتے ہین اور نقیب زمین مغرب
ہین یعنے زمین سوئدہ ہین اور نجبا مصر ہین اور اخیار علی الدوام سیاحت
اور عمدہ زوایائے ارض ہین اور مقام غوث کا مکہ معظمہ اور قطب مدار
بڑے شہر ہین لیکن قطب عالم کی تصرف مین تمامی اقالیم اور اقطاب
اقالیم بلکہ عرش سے تا تحت الثری ہے چونکہ قطب عالم یعنی قطب مدار ہمیشہ تجلی
صفات مین اور افراد علی الدوام تجلی ذات مین ہین افراد اخص ہین
و قطب مدار خاص ہے پس جاننا چاہیے کہ بعضے اولیا اللہ کو تجلی افعال اور
بعضون کو تجلی اسمائے اور بعضون کو تجلی آثاری اور بعض مقام صحو مین اور

بعض سکر مین اور بعضون کو یہہ ہر دو مقامات حاصل رہتے ہین مگر یہہ
مقامات عالم کثرت مین ہین اور اہل فردانیت ان مقامات تجلی سے
باہر ہین جنکو کہ افراد کہتے ہین کیونکہ مقام فردانیت بلا مکان و بیرون
از شش حدود و جہت فردانیت حدوث ہے اور یہہ تو مقام لاہوت ہے
لاہوت دراصل لاہو ہے حرف تا زاید پس لاہو یعنے نہین ہے تجلے صفات
مر طایفہ افرادین کو اور ہو اسم ذات ہے یعنے لاہو ہو مگر تجلی ذات
سے ہو پس افراد کو علی الدوام مقام لاہوت ہے اور اسفل مقام لاہوت
سے مقام جبروت ہے یعنے جبر و کبر خلایق پس یہہ مقام قطب مدار
دہ متصرف عرش سے تا تحت الثرے اور مقام جبر و کبر داخل شش جہت ہے
اور مقام جبروت کو جبروت اسلئے کہتے ہین کہ جبر و کبر جیسا کہ کرامات
اولیاء اللہ اور معجزہ انبیا علیہم الصلواۃ جسوقت کہ مقام جبر و کبر سے
ترقی فرماتا ہے تو مقام فردانیت سے سرفراز ہوجاتا ہے بیت
مگو ز من ازین پس اسرار خوبرویان کہ این در چہ میکشائی دیوار
گوش دارد حاصل کلام افراد قطب عالم یعنے قطب مدار سے افضل ہین
اسلئے کہ وہ ہمیشہ تجلی ذات مین ہین لیکن خلایق اور اہل ظواہر انکو عالم
صحو مین جانتی ہین مگر یہہ سہو عظیم ہے اگرچہ قالب طایفہ افراد کسوت
بشریت مین بطریق تشبیہ و تمثل یا اہل ظواہر کے نمودار ہین لیکن یہہ لوگ
محو نور ذات کے ہین نہ وہان مکان اور نہ زمان پس قالب ہای طایفہ

یعنے قانون عربی است کہ چون کلام بہ مغلظہ گویند چیزی حذف کنند و چیزی زیادت نہند تا نامحرم را در مقصد بار نباشد

افراد تجلی ذات نور ہین چنانچہ قالب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عزت جلت قدرتہ کلام مجید مین تمام بیان فرماتا ہے قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین پس قالب آنحضرت کا نور ہی تو نہ تھا کہ سایہ زمین پر نہین پڑتا تھا اگر قالب آنحضرت کا مثل دوسرے قالبونکے ہوتا تو تنظرهم ینظرون الیک وهم لا یبصرون باہل ظواہر فرمان نہوتا و باخبرو بیان نکرتے کہ کان یمشی لا ظل لہ پس طایفہ افراد کا یہہ ہے مقام ہے چونکہ تجلی ذات متجلی ہوتی ہے تو وجود انہون کا نور ہو جاتا ہے اور اسفل مقام جبروت سے مقام ملکوت ہے یہہ مقام فرشتون کا ہے یعنے مقام طاعت وعبادت بے فتور اور بے قصور کما قال اللہ تعالےٰ یسبحون اللیل والنہار لا یفترون پس جس وقت کہ عبادت بے فتور درویش کرتا ہے تو وہ مقام عبادت ملائکہ کا ہے یعنے مقام ملکوت عبادت بے فتور ہے ـــ اور عبادت بے عادت عالم ناسوت ہے یعنے مقام ناسوت عادی کی علامت بے سعادت ہے پس اول مقام عبادت عادت کا ہے جبکہ درویش اس عادت پرستی سے گزرتا ہے تو بمقام فرشتگان جسکو ملکوت کہتے ہین یعنے عبادت یا اخلاص کے پہونچتا ہے اور جبکہ باخلاص پہونچے تو عادت پرستی سے خلاص پاکر بیچ مقام جبروت کے آتا ہے رباعی کانون سے سن کہانی جبروت کان دہر تو انکہون سے اپنے صورت ملکوت کر نظر تو اور رہے بیان یہی کا ناسوت سربسر تو منہہ بند کرکے دیکہہ لے لاہوت بے خطر تو اور جناب مولانا بدرالدین سہرہندی نقشبندی

رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے اور وہ حضرت کتاب حضرت القدس
میں رقم کرتے ہیں کہ میں اتفاقات زمانہ سے وارد دہلی ہوا اور مزار
گوہر بار پر جناب قدوۃ العارفین زبدۃ السالکین حضرت خواجہ محمد باقی باللہ
قدس سرہ کے حاضر آکر طرف مزار مبارک کے متوجہ ہوا اور بیٹھ گیا حضرت
خواجہ باقی باللہ قدس سرہ نے عنایت بے غایات ارزانی فرما کر اپنے
نسبت خاص عطا کی الغرض بعد فراغ زیارت حضرت کے میں زیارت
بابرکت سے مزار پر انوار سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی
قدس اللہ روحہ کے مشرف ہوا ارشاد ہوا کہ ہمارے نسبت میں محبوبیت غالب ہے
جو نسبت خواجہ باقی باللہ سے ملی ہے وہ نسبت متعلق بہ نسبت عاشقی اور رندی
کی ہے پس وہی نسبت تمہارے واسطے بس ہے پھر وہاں سے زیارت
حضرت خواجہ قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و حضرت خواجہ
خواجگان خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ سے مشرف ہو کر فیض یاب ہوا
صاحب تبصر الخوارق نقل کرتے ہیں کہ ایک دن چند اصحاب خدمت بابرکت
حضرت قطب عالم خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی قدس سرہ میں حاضر تھے
اسی عرصہ میں حضرت عاشق شہباز بلند پرواز عارف سرفراز الجامع
بین الحقیقت والمجاز قطب اہل راز دنیا نیاز آگاہ سر راز جناب خواجہ سید
محمد حسینی گیسو دراز بندہ نواز قدس سرہ بھی خدمت مبارک میں حضرت
خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے حاضر ہوئے حضرت مخدوم خواجہ نصیر الدین
قدس سرہ نے حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز بندہ نواز کو لقب اصحی

حاضرین سے بالا دست بٹھلایا اوسوقت مین اصحاب موجودہ گواہی
مکدر خاطر ہونے پائے تھے کہ حضرت خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلوی نے
بنور باطن معلوم کرکے فرمایا کہ تم سب صبح کو آوین اور مرتبہ سید محمد گیسو دراز
کو دیکھین تا تمکو معلوم ہووے حاصل کلام وہ صحابی صبح کو آئے پس حضرت
مخدوم خواجہ نصیرالدین محمود قدس سرہ نے انہون کے طرف متوجہ
ہوکر ارشاد فرمایا کہ سب بحسب مراقبہ ہوکر دیکھو البتہ مرتبہ سید محمد گیسو دراز
معلوم ہوگا الغرض وہ سب کے سب مراقب ہوئے اور دیکھا کہ واقعی
حضرت سید محمد گیسو دراز کنگرہ عرش پر طواف مین مصروف اور
جولانگری کر رہے ہین پس وہ سب تمام متحیر ہین ہوئے اوسوقت پھر
حضرت خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلوی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا
کہ مرتبہ سید محمد کا اس سے زیادہ ہے دیکھو منکشف ہوگا فی الجملہ پھر سب
مراقبہ ہوکر دیکھا کہ واقعی بالائے عرش ایک محل چنین و چنین ہے اور
اس محل مین ایک صورت ایسے ویسی ہی فرد شرمندہ زلفش بہ وہم
اور زیر دست اوس صورت کی تمامی ارواح اولیاء اللہ کی موجود
تہی اور اس محل مین حضرت رسالتماب نبی آخر الزمان محمد الرسول
صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہین پس ملایک نے پیشگاہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی عرض کئے کہ سید محمد گیسو دراز حاضر ہوئے ہین آنحضرت
صلعم نے بلوایا اور بالا دست بیٹھنے کو ارشاد کیا حضرت سید محمد گیسو دراز نے
کچھہ ایک تامل کیا اسلئے کہ یہہ صورت دین ہے اور ارواح اولیاء اللہ کی

زیر دست بیٹھے ہین مین بالا دست کیونکر بیٹھون یہہ خیال کرتا ہی تہا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہاتہہ مین ہاتہہ سید محمد گیسو دراز قدس سرہ
کا لیکر بالا دست بٹھلایا اور فرمایا کہ یہہ صورت دین ہے لیکن تو صدر
دین ہے اور قوام دین تجہسے ہی چنانچہ اسیوقت ارواح اولیاء نے
حضرت سید محمد گیسو دراز کی دست بوسی کرکے مرحبا کہا اس روز سے
ابتک آسمان اور عرش و ملائکہ مین سید محمد گیسو دراز قدس سرہ صدر دین
مشہور اور دنیا مین سید محمد گیسو دراز معروف ہین چنانچہ حضرت قطب عالم
قدس سرہ فرماتے ہین ~ ہر کو مرید سید گیسو دراز شد ٭ واللہ خلاف
نیست کہ او عشقباز شد ٭ قصیدہ لکہہ نہین سکتا کہ کیا ہین خواجہ بندہ نواز
سرپرست اولیا ہین خواجہ بندہ نواز ٭ آپ ہین آل نبی سے اور اولاد
علی ٭ جان محبوب خدا ہین خواجہ بندہ نواز ٭ اونکے کشتی کی تباہی
کسلئے ہوگی بہلا ٭ آپ جسکے نا خدا ہین خواجہ بندہ نواز ٭ اونپہ اہل دل
تصدق کیون نہ ہونگے جان سے ٭ دلسے جو تیر فدا ہین خواجہ بندہ نواز ٭
دوجہان مین نامور اونکو کیا اللہ نے ٭ آپ جنکے پیشوا ہین خواجہ بندہ نواز ٭
عاشق نور خدا محبوب رب العالمین ٭ دلربائے مرتضی ہین خواجہ
بندہ نواز ٭ طالبان حق بہی سایہ ڈہونڈتے ہین آپکا ٭ عاشقونکی رہنما
ہین خواجہ بندہ نواز ٭ رتبہ عالی دیا حضرت کو یہہ اللہ نے ٭ خواجہ
سر دوسرا ہین خواجہ بندہ نواز ٭ عاجز خستہ کے بہئی حاجت روائی کیجیے
آپ تو حاجت روا ہین خواجہ بندہ نواز ٭ سیر محمدی مین لکہا ہے کہ

سید السادات خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سید محمد حسینی قدس سرہ سولہ
برس کے عمر میں ۷۳۶ھ کو معہ حضرت اپنے بھائی سید چندن حسینی قدس سرہ
کے ماہ رجب المرجب میں علی الصباح خدمت بابرکات میں حضرت
خواجہ شیخ نصیر الدین محمود اودہی چراغ دہلوی قدس سرہ حاضر ہو کر
مرید ہوئے اور کم و بیش ۲۰ یا برس تک مجاہدہ و ریاضت وغیرہ میں
مصروف رہے ایک روز مولانا علاؤ الدین الہندی خالہ زاد بھائی
ملک حاجی قدس سرہ ہی واسطے بیعت کے خدمت بابرکت میں خواجہ
حضرت شیخ نصیر الدین محمود اودہی قدس سرہ کے حاضر آکر مرید ہوئے
اسوقت حضرت نصیر الدین محمود قدس سرہ نے فرمایا کہ اے ملک زادہ
تمکو میری مصاحبت ممکن نہیں ہاں تم صحبت ان یاروں میں سے
کسیکی اختیار کرو تو مناسب ہے مولانا علاؤ الدین الہند قدس سرہ نے
طرف سید السادات سید محمد گیسو دراز قدس سرہ کے اشارہ کیا پس
اسوقت حضرت شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہ نے سید محمد گیسو دراز
قدس سرہ کو یاد فرماکر مولانا علاؤ الدین قدس سرہ کو سپرد کر کے
ارشاد فرمایا کہ سید محمد گیسو دراز ان کو تعلیم و تلقین کرو حاصل کلام
بحسب ارشاد سید السادات سید محمد گیسو دراز قدس سرہ نے مولانا
علاؤ الدین قدس سرہ کو اپنی صحبت میں مقام دہلی خطیرہ شیرازان
جہان پناہ کے تخمینا دس سال تک رکھا اور تعلیم و تلقین وغیرہ فرماتے
رہتے اور وجد و واقعات و مکاشفات اور تجلیات سے فائز ہوئے

بلاناغہ خدمت بابرکت مین حضرت مخدوم قطب عالم شیخ نصیر الدین کے
حاضر آکر عرض کیا کرتے تھے اور ہر وقت ملازمت و معروضہ حالات
سے قطب عالم بہت خوش ہوتے تھے ایک روز ۸۰۵ھ ہجری مین حضرت
سید السادات خواجہ غریب نواز سید محمد گیسو دراز قدس سرہ خدمت
بابرکت قطب عالم مین حاضر آئے تھے اور قاضی عبد المقتدر اور شیخ محمود
اور دیگر اصحاب بھی واسطے قدمبوسی کے حاضر ہوئے تھے چنانچہ آنحضرت
قطب عالم نے قاضی عبد المقتدر اور مولانا شیخ محمود وغیرہ اصحاب کو بالمشافہ
یاد فرمایا اور ارشاد ہوا کہ خواجہ بشیر تم سید محمد گیسو دراز کو کہو کہ کچھ عرصہ تک
ٹھیرے رہین پھر ایک ساعت کے بعد ان اصحاب کو قطب عالم نے اجازت
و رخصت دیکر فرمایا کہ اب تم جاؤ اور سید محمد گیسو دراز کو بھیجو چنانچہ قاضی
عبد المقتدر قدس سرہ نے سید السادات حضرت سید محمد بندہ نواز حسنی قدس سرہ
سے کہا کہ اب آپ جائین حضرت قطب عالم نے یاد فرمایا ہے اور ہمکو رخصت فرمایا
جس وقت خواجہ غریب نواز سید السادات سید محمد گیسو دراز خدمت بابرکت
مین قطب عالم کے گئے اسوقت قطب عالم بالاے بام رونق افروز تھے۔
پس از قدمبوسی کے عرض پیرداز ہوئے کہ حالت مرض مین مین نے دیکھا ہے
کہ ایک ایک جامہ علیحدہ علیحدہ ایک کے بعد دوسرا ایسے چار جامہ مجھے عنایت ہوئے
اور ارشاد ہوتا تھا کہ یہ جامہ ولایت ہے اور یہ جامہ رسالت اور نبوت
اور اتحاد اور ربوبیت و ہویت کا ہے مین نے پہنا پھر تمامی اشیائے مختلف کو
بصور متفاوت بیک حقیقت بازگشتہ دیکھا اوسوقت چہرہ مبارک قطب عالم کا

حاضرین سے بالا دست بٹھلایا اوسوقت یہین اصحاب موجودہ گواہی
مکدر خاطر ہونےپائے تھے کہ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی نے
بنور باطن معلوم کرکے فرمایا کہ تم سب صبح کو آوین اور مرتبہ سید محمد گیسودراز
کو دیکھین تا تمکو معلوم ہوے حاصل کلام وہ صحابی صبح کو آئے پس حضرت
مخدوم خواجہ نصیر الدین محمود قدس سرہ نے انہون کے طرف متوجہ
ہوکر ارشاد فرمایا کہ سبہی بسبب مراقبہ ہوکر دیکھو البتہ مرتبہ سید محمد گیسودراز
معلوم ہوگا الغرض وہ سب کے سب مراقب ہوئے اور دیکھا کہ واقعی
حضرت سید محمد گیسو دراز کنگرہ عرش پر طواف مین مصروف اور
جولانگری کر رہے ہین پس وہ سب عالم متحیر مین ہوئے اوسوقت پہر
حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا
کہ مرتبہ سید محمد صاحب اس سے زیادہ ہے دیکھو منکشف ہوگا فی الجملہ پہر سب
مراقبہ ہوکر دیکھا کہ واقعی بالاے عرش ایک محل چنین و چنین ہے اور
اس محل مین ایک صورت ایسی ویسی ہی فرد شرمندہ زلطفش مہ و مہر
اور زیر دست اوس صورت کی تمامی ارواح اولیاء اللہ کی موجود
تہی اور اس محل مین حضرت رسالتماب نبی آخر الزمان محمد الرسول
صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہین پس ملایک نے پیشگاہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی عرض کئے کہ سید محمد گیسو دراز حاضر ہوئے ہین آنحضرت
صلعم نے بلوایا اور بالا دست بیٹھنے کو ارشاد کیا حضرت سید محمد گیسودراز نے
کچھہ ایک تامل کیا اسلئے کہ یہہ صورت دین ہے اور ارواح اولیاء اللہ کی

زیر دست بیٹھے ہین مین بالا دست کیونکر بیٹھون یہہ خیال کرتا ہی تھا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہاتھہ مین ہاتھہ سید محمد گیسو دراز قدس سرہٗ
کا لیکر بالا دست بٹھلایا اور فرمایا کہ یہہ صورت دین ہے لیکن تو صدر
دین ہے اور قوام دین تجھسے ہی چنانچہ اسیوقت ارواح اولیاء نے
حضرت سید محمد گیسو دراز کی دست بوسی کرکے مرحبا کہے اس روز سے
ابتک آسمان اور عرش و ملائکہ مین سید محمد گیسو دراز قدس سرہ صدر دین
مشہور اور دنیا مین سید محمد گیسو دراز معروف ہین چنانچہ حضرت قطب عالم
قدس سرہ فرماتے ہین ؎ ہر کو مرید سید گیسو دراز شد ٭ واللہ خلاف
نیست کہ او عشقباز شد ٭ قصیدہ لکہہ نہین سکتا کہ کیا ہین خواجہ بندہ نواز ٭
سرپرست اولیا ہین خواجہ بندہ نواز ٭ آپ ہین آل نبی سے اور اولاد
علی ٭ جان محبوب خدا ہین خواجہ بندہ نواز ٭ اوسکے کشتی کی تباہی
کسلئے ہوگی بہلا ٭ آپ جسکے ناخدا ہین خواجہ بندہ نواز ٭ اونپہ اہل دل
تصدق کیون نہ ہونگے جان سے ٭ دلسے جو ہیں فدا ہین خواجہ بندہ نواز ٭
دو جہان مین نامور اونکو کیا اللہ نے ٭ آپ جسکے پیشوا ہین خواجہ بندہ نواز ٭
عاشق نور خدا محبوب رب العالمین ٭ دلربائے مرتضی ہین خواجہ
بندہ نواز ٭ طالبان حق یہی سایہ ڈہونڈتے ہین آپکا ٭ عاشقونکی رہنما
ہین خواجہ بندہ نواز ٭ رتبہ عالی دیا حضرت کو یہہ اللہ نے ٭ خواجہ
ہر دوسرا ہین خواجہ بندہ نواز ٭ عاجز خستہ کے بہیجے حاجت روائی جلد
آپ تو حاجت روا ہین خواجہ بندہ نواز ٭ سیر محمدی مین لکہا ہے کہ

سید السادات خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سید محمد حسینی قدس سرہٗ سولہ
برس کے عمر میں ۷۳۶ھ کو معہ حضرت اپنے بھائی سید حسین حسینی قدس سرہٗ
کے ماہ رجب المرجب مابین علی الصباح خدمت بابرکات میں حضرت
خواجہ شیخ نصیر الدین محمود اودہی چراغ دہلوی قدس سرہٗ حاضر ہوکر
مرید ہوئے اور کلم دبیش بیس برس تک مجاہدہ و ریاضت وغیرہ میں
مصروف رہے ایک روز مولانا علاؤ الدین الہندی خالہ زاد بھائی
ملک حاجی قدس سرہٗ ہی واسطے بیعت کے خدمت بابرکت میں خواجہ
حضرت شیخ نصیر الدین محمود اودہی قدس سرہ کے حاضر آکر مرید ہوئے
اسوقت حضرت نصیر الدین محمود قدس سرہ نے فرمایا کہ اے ملک زادہ
تمکو میری مصاحبت ممکن نہین ہان تم صحبت ان یارون میں سے
کسیکی اختیار کرو تو مناسب ہے مولانا علاؤ الدین الہند قدس سرہ نے
طرف سید السادات سید محمد گیسو دراز قدس سرہ کے اشارہ کیا پس
اسوقت حضرت شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہ نے سید محمد گیسو دراز
قدس سرہ کو یاد فرماکر مولانا علاؤ الدین قدس سرہ کو سپرد کرکے
ارشاد فرمایا کہ سید محمد گیسو دراز ان کو تعلیم و تلقین کرو حاصل کلام
بحسب ارشاد سید السادات سید محمد گیسو دراز قدس سرہ نے مولانا
علاؤ الدین قدس سرہ کو اپنی صحبت میں مقام میں خطیرہ شیر خان
جہان پناہ کے تخمینا دس سال تک رکھا اور تعلیم و تلقین وغیرہ فرماتے
رہے اور بموجب واقعات و مکاشفات اور تجلیات سے فائز ہوئے

بلاناغہ خدمت بابرکت مین حضرت مخدوم قطب عالم شیخ نصیر الدین کے
حاضر آکر عرض کیا کرتے تھے اور ہر وقت ملازمت و معروضہ حالات
کے قطب عالم بہت خوش ہوتے تھے ایک روز ۸۰۵ھ ہجری مین حضرت
سید السادات خواجہ غریب نواز سید محمد گیسو دراز قدس سرہ خدمت
بابرکت قطب عالم مین حاضر آئے تھے اور قاضی عبد المقتدر اور شیخ محمود
اور دیگر اصحاب بھی واسطے قدمبوسی کے حاضر ہوئے تھے چنانچہ آنحضرت
قطب عالم نے قاضی عبد المقتدر اور مولانا شیخ محمود وغیرہ اصحاب کو تشریف
باد فرمایا اور ارشاد ہوا کہ خواجہ بشیر تم سید محمد گیسو دراز کو کہو کہ کچھ عرصہ
ٹھیرے رہیں پھر ایک ساعت کے بعد اون اصحاب کو قطب عالم نے اجازت
رخصت دیکر فرمایا کہ اب تم جاؤ اور سید محمد گیسو دراز کو بھیجو چنانچہ قاضی
عبد المقتدر قدس سرہ نے سید السادات حضرت سید محمد بندہ نواز حسینی قدس سرہ
سے کہا کہ اب آپ جائین حضرت قطب عالم نے یاد فرمایا ہے اور ہمکو رخصت فرمایا
جسوقت خواجہ غریب نواز سید السادات سید محمد گیسو دراز خدمت بابرکت
مین قطب عالم کے گئے اسوقت قطب عالم بالائے بام رونق افروز تھے۔
پس از قدمبوسی کے عرض پرداز ہوئے کہ حالت مرض مین مین نے دیکھا ہے
کہ ایک ایک جامہ علیحدہ علیحدہ ایک کے بعد دوسرا ایسے چار جامہ مجھے عنایت ہوئے
اور ارشاد ہوتا تھا کہ یہ جامہ ولایت ہے اور یہ جامہ رسالت اور نبوت
اور اتحاد اور ربوبیت و ہویت کا ہے مین نے پہنا پھر تمامی اشیائے مختلف کو
بصورت متفاوت بیک حقیقت بازگشتہ دیکھا اوسوقت چہرہ مبارک قطب عالم کا

مارے خوشی کے چمکتا تہا اور ہر بار فرماتے تھے کہ ہان دیگر ہان اور
بنہایت خوش ہوکر دست مبارک چہرہ پر سے پہیر اکر فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور چند الفاظ اسی قسم کے زبان مبارک پر لاکر
حضرت سید السادات سید محمدؒ گیسو دراز کا ہاتہہ ہاتہہ مین لیکر فرمایا
کہ سید محمدؒ یہہ کام مجہسے قبول کرلیجئے دست بیعت دے پہر فرمایا کہ
قبول کیا تمنے قبول کیا تمنے ایسا دو تین مرتبہ تکرار کیا اوسوقت بندہ نواز
حسینی قدس سرہ فرماتے ہین کہ مین نے عرض کیا کہ قبول کیا مینے اور
دو وصیت کرکے فرمایا کہ میرے متعلقون سے رعایت کرنا اس عرصہ مین
مولانا زین الدین قدس سرہ بہی آئے چنانچہ اسوقت قطب عالم نے مولانا
زین الدین قدس سرہ سے فرمایش حلوی کی کرکے فرمایا باہر جاؤ جسوقت
کہ مولانا زین الدین باہر گئے اسوقت نہالچہ ہی قطب عالم نے حضرت خواجہ
سید محمد گیسو دراز قدس سرہ کو عنایت فرمایا بعدہ پندرہوین تاریخ شب
سہ شنبہ ماہ رمضان المبارک مین مزاج قطب عالم کا ناساز ہوا اور اسی
ناسازی مزاج مین بعضے یارون مین سے قطب عالم سے عرض کئے کہ
بعض مسترشدان قطب عالم کے اعلیٰ اعلیٰ رتبہ اور مقامات سے سرفراز اور
مکشوفات وتجلیات سے فایز اور ممتاز اور یگانہ عصر ہین اگر کسیکو
انہین سے ممتاز موافق طریقہ خواجگان کے کرین تو کیا بعید ہے قطب عالم
نے فرمایا کہ انہون کے نام لکہہ لاؤ مولانا زین الدین قدس سرہ لکہہ لائے
حاصل کلام قطب عالم نے بعد از سماعت وملاحظہ نام حضرت سید محمد گیسو دراز کے

اوسی تذکرہ پر تعلیم خاص صادر فرماکر شب جمعہ اٹھارویں ماہ رمضان المبارک
۸۲۵؁ ہجری کو رحلت فرمائے اور بعد از زیارت فاتحہ سوم کے سجادۂ ولایت
اور مشیخت پر حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز قدس سرہ نے
جلوس فرماکر دست بیعت خلق اللہ کو دئے اور طالبان حق کو مانند
حضرت مخدوم قطب عالم شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہ کے ارشاد و تلقین
اور تعلیم اور تربیت کرتے رہے اسوقت عمر مبارک حضرت سید السادات
سید محمد گیسو دراز قدس سرہ کے چالیس سال سے تجاوز کر گئے تھے بحکم
ایزدی ۸۱۵؁ ہجری میں دہلی سے جانب دکن شہر حسن آباد حال عرف گلبرگہ شریف میں
رونق افروز ہوئے نظم نام نامیش شد چہار روشن کو نور او گشت
جابجا روشن کو زلف او گشت سورۂ واللیل کو رخ او مثل والضحیٰ از روشن کو
مہربان سید سے سراپا نور کو شد در اولاد مرتضیٰ روشن کو آن شاہ اولیا
ملک دکن کو ظل حق بر تو جابجا روشن کو رخ پر نور مثل ماہ تمام کو
گشت در خیل اولیا روشن کو ذات پاکش یکے ستارۂ دین کو گشت
بر چرخ اتقا روشن کو یہہ وہی سلطان الاولیا خواجہ راستین ملک الفقرا
والمساکین مطاع المسلمین نظام الحق والشرع والہدی والدین محبوب الٰہی کا
فیضان ہے کہ تمامی ملک دکن و دیار عرب و عجم میں جاری و ساری ہے
اور یہہ وہی فیضان ہے کہ خواجہ غریب نواز حضرت قطب المشایخ خواجہ
معین الدین حسن سنجری حبیب خدا سے جاری و جلوہ گر ہے قصیدہ
چاندنی اس چاند کی روشن سے گھر گھر نور کے کو گویا دنیا پر چھائی

ہے یہہ چادر نور کی تو پیر تو افگن آپ سے ہے نور ربانی مدام تو کان مین
اک آپ جون خورشید انور نور کی تو آفتاب و مہتاب و جن و انسان و ملک
ہے یہہ برکت آپ کی اللہ اکبر نور کی تو ہون سراپا لطف جسے یا معین الدین
جناب تو پای صورت صورت ماہ منور نور کی تو سامنے آجاے جو اس
چہرہ پہ نور کے تو شکل بنجائیگی اوسکی بس سراسر نور کی تو نور سے جس کے ہے
روشن مردم چشم جہان تو واہ کیا تابان ہے یہہ مشعل جہان پہ نور کی تو
آپ سے رہتے ہین خادم طالب انوار عشق تو بخشد واش بندہ خاکی کو
پیکر نور کی تو علاوہ حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہ کے میر سید محمد
بن جعفر المکی الحسینی اور ملک زادہ احمد اور مولانا معین الدین عمرانی اور
حضرت مولانا میر سید علاؤ الدین اور حضرت سید یوسف حسینی صاحب
تحفۃ النصایح و مولانا محمد وجیہہ الدین ادیب و مولانا سید علاؤ الدین کشوری اور
قاضی عبد المقتدر اور قاضی محمد صادق فاضل اور شیخ سلیمان رودلی
و شیخ محمد متوکل کنتوری و شیخ دانیال اور شیخ قوام الدین و شیخ صدر الدین
و شیخ سعد اللہ کیسہ دار وغیرہم اجمعین یہہ تمامی حضرات خلفاے نامدار
قطب عالم مخدوم شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہ کے برحق ہین اور سلسلہ
حضرت کا جاری و ساری ہے اور سبع سنابل مین لکہا ہے کہ ایک دن
مخدوم جہانیان جہان گشت قدس سرہ مکہ معظمہ مین حاضر تہے آدہی رات
گذر چکی تہی کہ بیت اللہ شریف نظر سے مخدوم جہانیان کے غائب اور دکہلائی
نہین دیتا عرض کیا خداوندا کعبہ نظر مین نہین آتا ہے فرمان ہوا کہ کعبہ

بمقام دہلی واسطے طواف شیخ نصیرالدین محمود کے گیاہے پس خاطر مبارک مین
مخدوم جہانیان قدس سرہ کے گذرا کہ سبحان اللہ مین واسطے طواف
کعبہ کے ہلاؤن اور کعبہ بطواف شیخ نصیرالدین محمود قدس سرہ کے جاوے
بہتر ہے کہ مین ہی وہان جاکر طواف کرون وہان سے تین نیتین کرکے
روانہ ہوئے ایک طواف کرنا دوسری وضو کا پانی پینا تیسری جوڑ
سواری کو حضرت مخدوم شیخ نصیرالدین قدس سرہ کے کہانے پر لینا
جسوقت دہلی مین آئے اور خدمت بابرکت مین حضرت مخدوم
شیخ نصیرالدین قدس سرہ کے حاضر ہوئے حضرت شیخ نصیرالدین رو
بقبلہ وضو کر رہے تہے مخدوم جہانیان روبرو کہڑے رہے اس غرض سے
کہ جب حضرت مخدوم شیخ نصیرالدین قدس سرہ وضو و دوگانہ سے
فارغ ہون تو ملاقات کرین جسوقت مخدوم شیخ نصیرالدین قدس سرہ
مسح سر سے فراغ پاکر رخ مشرق کیطرف کیا اسوقت مخدوم جہانیان
بہی اوسی جانب بمقابلہ حضرت مخدوم شیخ نصیرالدین کہڑے ہوئے پس از
فراغ وضو کے قبلہ رو ہوکر محاسن مبارک مین شانہ کیا پہر اسوقت
مخدوم جہانیان وہانسے ہٹ کر روبرو حضرت مخدوم شیخ نصیرالدین
قدس سرہ کے کہڑے رہے جبکہ حضرت شیخ نصیرالدین قدس سرہ
دوگانہ نماز سے فارغ ہوئے ملاقات کئے اور بروقت ملاقات
حضرت شیخ مخدوم شیخ نصیرالدین قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ اے
مخدوم تمنے جو نیت طواف کی کی تہی حاصل ہوگیا اب پانی وضو کا

جو اوس کوزہ مین باقی ہے پیئے لو اور جو شیت چوڈول اٹھانے کی کئے تہے اپنا ہاتھہ ڈنڈی سے چوڈول کے لگا دو بس ہے کیونکہ تم سید آل رسول ہو اور ایک ازار بہی حضرت مخدوم شیخ نصیر الدین قدس سرہ نے بہ نیت خلافت عنایت فرمائے چنانچہ اس ازار کو مخدوم جہانیان قدس سرہ نے اپنے سر مبارک سے باندہا اور بعد تکمیل حالات وتحصیل کمالات کے رخصت ہوئے - اور صاحب خزینۃ الاصفیا نقل کرتے ہین کہ جناب شیخ وجیہ الدین عثمان سیاح سنامی قدس سرہ پہلے مرید اور خلیفہ حضرت شیخ رکن الدین ابو الفتح سہروردی قدس سرہ ملتانی کے تہے اور تفرید وتجرید مین یگانہ روزگار تہے حتی کہ اسباب دنیا سے بجز ایک تہمد کے اور کچہہ نہین رکہتے تہے اور بعد عطائے خرقہ خلافت سیاحی روئے زمین کے ہمت کی اور زیارت بیت اللہ شریف اور مدینہ طیبہ اور بیت المقدس وغیرہ اور مقابر انبیا اور اولیا سے مشرف ہوا اور مشائخ روئے زمین سے نعمت وافر حاصل کی ایک دن بطواف کعبہ مصروف اور موسم گرما بشدت تہا اوس وقت خود حضرت خضر علیہ السلام نے انپر سایہ فرمایا اور انہون نے بہت معذرت کہی پس حضرت خضر علیہ السلام نے آپ خود اپنی دستار اور لباس پہنائی اور فرمایا کہ اب تم دہلی مین بخدمت خواجہ نظام الدین محبوب الہی کے جاؤ چنانچہ حضرت شیخ وجیہ الدین عثمان بموجب فرمان حضرت خضر علیہ السلام کے دہلی مین آئے اور حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الحق والدین رحمۃ العالمین

سے مستفیض ہوئے اور درجہ کمالیت کو پہونچے اور سعادت دارین کی
حاصل کی نظم آپکا جسکی طرف روئے عنایت ہو جائے تو معدن نور خدا
بحر ولایت ہو جائے تو محنت کش ملک دو رجہان سے ہو پاک تو جسکو
محبوب الٰہی سے محبت ہو جائے تو ذرۂ خاک وہین صورت خورشید بنے تو
قطرہ بقید دہان ابر کرامت ہو جائے تو پشت پر جسکے ہو وہ پشت پناہ
عالم تو رستم عرصۂ دین شاہ ولایت ہو جائے تو روبرو آ پیدکے کر کوئی
گنہگار آ جائے تو عفو ہو سارے گنہ مورد رحمت ہو جائے تو حاصل کلام
جسکے ولایت سے حصہ ہوتا ہے اوس سے ہی ملتا ہے دوسرے سی نہین ملتا
پس فنا فی الشیخ والی حضرت صاحب کمال نہین کر سکتے ہین تا وقتیکہ
فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کے درجہ کو نہ پہونچین اب رہا درجہ فنا فی اللہ

درجہ فنا فی اللہ

وہ یہہ ہے کہ اس درجہ والے دریاے عشق الٰہی مین مستغرق رہتے ہین
اور پارۂ دل انکا آتش شوق مین سوزان رہتا ہے فرمائے الیا انسان
کسکی خبر رکھتا ہے بلکہ اوسکو اپنی وجود سے ہی خبر نہین رہتی المخدوم فی فنا فی الرسول
والی معشوق خدا اور یہہ عاشق خدا کہلاتے ہین اور بمقتضاے وجد ظاہر سکے
ہوش کے باتین بھی کر گئے ہین گو جمال الٰہی مین متحیر اور محو رہتے ہین
اور قول و فعل انکے محض ارادہ الٰہی سے ہوتے ہین اور جو کلمات کہ دنیا کے
معاملہ مین انکے زبان مبارک سے نکلجاتے ہین اکثر اوسکو خدا منظور کر لیتا
نقل ہے کہ ایک دن خانقاہ مبارک حضرت خواجہ راستین فلک الفقرا و
المساکین سلطان المشایخ والاولیا نظام الحق والشرع والہدی والدین

مطابع المسلمین رحمتہ العالمین مین طعمہ الوان ترتیب پاکر صلائے عام
دی گئی تہی چنانچہ سرادنی اور اعلی بر سر اوس مایدہ کے حاضر ہوکر ان نعمتون سے
بہرہ وافر اوٹہاتا تہا چنانچہ شاہزادہ محمد تغلق بہی حاضر آیا اور بعد فراغ بحصول
اجازت رخصت ہوا الغرض بعد روانہ ہونے بادشاہ دہلی اور برخاست
مجلس کے حسن علاؤ الدین اجودہ ہینے کا گنگوی برہمن نامی منجم دہلی کے پاس
ملازم تہے اور بکمال فلاکت روزگار سے گذران کیا کرتا تہا اور تنگی معاش
سے دل تنگ تہا وہ بہی داخل خانقاہ شریف اس امید پر کہ بندگی غرض کرکے
شرف ملازمت سے مشرف ہو ہوا تہا کہ جناب محبوب الہی نے فرمایا کہ السلطانی
رفت وسلطانے آمد قبل ازاس بات کے کہ کوئی آنے سے اوسکی غرض کرے
آپنے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص باہر دروازہ کے کہڑا ہے اور اوسکا حلیہ
ایسا ہے اوسکو حاضر کرو اوسیوقت خدام دوڑے اور اوسکو بلالائے
حضرت نے اوسکیطرف متوجہ ہوئے اور بہت التفات فرماکر احوال پرسی
کئے چونکہ مایدہ ہوگیا تہا جو روٹی کہ حضرت کے افطار کیلئے طاقچہ مین رکہی
ہوئی تہی آپ نے اوس روٹی کو انگشت مبارک پر رکہکر اوسکو عنایت کی
اور فرمایا کہ یہہ چہتر شاہی ہے تہوڑی زمانہ اور دیر مین ملک دکن کا بادشاہ
ہوگا چنانچہ ویساہی ہوا کہ تہوڑی مدت مین حسن علاؤ الدین زمرہ منصبداران دربار
بادشاہ دہلی کے شریک ہوکر وارد دولت آباد ہوا اور وہان سے واسطے
مقابلہ باغیون اور سرکشون کے دار الخلافت حسن آباد گلبرگہ تشریف میں
آیا چنانچہ عماد الملک ترکمانی معرکہ جنگ مین زندگانی کو جواب دیا اور

اہل لشکر بعضے بیدر کے طرف اور بعض قندہار کیجانب بہاگ گئے اور
آپ سریر پادشاہی پر متمکن ہوا تاریخ فرشتہ ناطق ہے کہ جسوقت حسن علاؤالدین
نے قدم تخت شاہی پر رکہا پہلے یہی حکم صادر کیا کہ پانچ من طلا اور دس من
نقرہ معرفت سے حضرت مولانا برہان الدین غریب جو خلفاے آنحضرت سے
دولت آباد مین ہین واسطے ترویج روح پر فتوح حضرت سلطان المشائخ
والاولیا محبوب الٰہی قدس سرہ کے کہان پہونچا دین سے جو آپ چاہین
مشکل کو سربراہ کرین و گدا کو چاہین تو ایک پل مین پادشاہ کرین و
قصیدہ مدحیہ آنکہ محبوب الٰہی نامور شد نام او ذکر حق از بادہ
عرفان لبالب جام او نعمت عظمی ز خوان نعمت حق یافتہ و عام شد
بر آدم و جن و ملک انعام او یافت محبوب الٰہی عظمت عظمی ز حق گر
شد مکرم از ہمہ اہل کرم اکرام او قدر والا یافت در درگاہ علام الغیوب
شد خبر گیر دل ہر یک بشر الہام او جسم علوی شت پاک از اختلاط آب و گل
بلکہ شد پیدا از نور معرفت اندام او جملہ گل خوردند گل از رشک آن گلشن
چمن جلوہ گر شد در گلستان چون رخ گلفام او حکایت ہے کہ
سلطان غیاث الدین تغلق بعد قتل خسرو خان ملک کے تخت نشین ہوا جبکہ
مہم بنگالہ سے مراجعت کی اثناء راہ سے حضرت محبوب الٰہی کے جناب مین
اس مضمون کا خط لکہا کہ جسوقت مین دہلی مین آؤن آپ غیاث پور سے
باہر چلے جاوین کسلئے کہ آپ کے سکونت کے باعث سے بہت لوگ وہان
رہتے ہین اور متوسلان پادشاہی کے لئے جائے نہین ملتی چنانچہ اون دنون

حضرت کا مزاج ناساز تہا بعد ملاحظہ خط کے فرمایا کہ ہنوز دہلی دور است آگے
بہی ویسا ہی ظاہر ہوا کہ پادشاہ دہلی مین آنے نہین پایا اور تغلق آباد
زیر قصر آکر مرگیا چنانچہ ضرب المثل ہنوز دہلی دور است اہل ہند مین اب تک
مشہور ہے قصیدہ ثانی ہو کون اوس شہ عالی شان کا ذکر تا ہے کون
سامنا اونکے جلال کا جو معدن ہے ایک عظمت عز و کمال کا جو مخزن ہے
ایک دولت حسن و جمال کا جو موصول حق ہے واصل درگاہ ایزدی جو
باعث ہر ایک کو ہے خدا کے وصال کا جو لاکہون پڑے ہین در پہ وہان
گرچہ خاکسار جو محبوب ہے جناب شہ ذوالجلال کا جو مشکل ہزار سخت ہو
آسان یہہ کرین جو ممکن یہان وقوع ہے امر محال کا جو خزینۃ الاصفیا
ناقل ہے کہ ایک روز چند سفہاء منکران اولیاء خدمت بابرکت مین
حضرت امام صلحاء و منہاج الاتقیا خواجہ حذیفۃ المرعشی رحمۃ اللہ علیہ کے حاضر
ہوکر بدگوئی کی پہلے خواجہ نے پند و نصایح سے انہونکو سمجہایا اور غضب
حق سے ڈرایا مگر انہون نے دست مبارک حضرت کا پکڑ کر کہینچ لیا
اور کہا کہ اگر تو مرد خدا ہے تو حق مین ہمارے دعائے بد کر المختصر حضرت نے
تین مرتبہ لفظ آہ کی تکرار کی بمجرد اسکے ایک آگ دہن مبارک سے حضرت
کے برآمد ہوی اور اون منکرون کے جسم مین پہیل گئی اور جلا کر خاکستر
کر ڈالی نعوذ باللہ من غضب الاولیاء نظم ای خسرو ملک بقا مرد خدا
مرد حق جو وہی سرور روز جزا مرد ود تو مرد ود حق جو مقبول درگاہ ست بود
مقبول درگاہ خدا جو داند مردم جا بجا مرد ود تو مرد ود حق جو شخصیکہ منکر شد

زتو باشد جہنم جاے اوئی گر دید ہیچون وچرا مردود تو مردود حق نقل ہے کہ
حضرت شیخ المشایخ محمد سلیمان صاحب قدس سرہ وطن شریف سے پیر کے
عرس تونسہ شریف کو ہمیشہ آیا کرتے تہے ایک مرتبہ رنجیت سنگہ نامی بادشاہ نے
اٹک کے کشتی بانون کو حکم دیا کہ حضرت کو واسطے سواری کے کشتی ہرگز ندی جاے
دیجاویگی تو سزا ہوگی غرض رنجیت سنگہ کی یہہ تہی اور شیطانی وسوسہ پیدا ہوا تہا
کہ دیکہنا چاہیئے کہ اگر اونکو کشتی ندیجاے تو وہ کیسے ولی کامل ہین جو بدون
سواری کشتی جا سکینگے جسوقت کہ حضرت معہ مریدان کنارہ دریاے اٹک پر
تشریف لائے فرمایا کہ کشتی لاؤ کشتی بانون نے پروانہ مہری رنجیت سنگہ کا
دکہلا دیا اور گذارش کی کہ ہمکو حکم رنجیت سنگہ کا یہہ ہے کہ ہرگز کشتی ندیجاے
ہم لاچار ہین اور کشتی بہی یہان نہین ہے کہتے ہین کہ آپ نے تین مرتبہ
طلب کیا ہر مرتبہ اونہون نے وہی جواب دیا پہر میان باران صاحب کے جانب
متوجہ ہوکر فرمایا کہ باران دریا مین سے یہہ لوٹا بہرلا کہتے ہین میان باران صاحب نے
بموجب حکم کے لوٹا بہر لائے بعد لمحہ کے حکم دیا کہ مجکو دریا اوتار پر معلوم ہوتا ہے
لوگون نے عرض کیا کہ حضرت یہہ دریا بہت گہرا ہے کبہی پایاب نہین ہوتا ہے
مکرر فرمایا کہ مجکو اوترا ہوا معلوم ہوتا ہے بہلا دیکہو تو بموجب حکم کے جو دیکہا
تو ظاہر ہوا کہ واقعی دریا مین ٹخنے برابر پانی ہے یہہ حالت عرض کی گئی پس
آپ معہ ہمراہی پایاب چلے گئے کہتے ہین کہ آپ جسوقت عین دریا مین پہونچے
اوسوقت یہہ شعر طبعزاد زبان مبارک سے فرمایا ۵ یہہ بین کرامت خضر
چو معجزہ موسی کہ اوز نیل گذشت است واین بدریا شدہ چو شیخ عالم

حضرت بدر الحق والدین سے نقل ہے کہ ایک دن منجلی بیگم صاحبہ نواب سکندر جاہ والی حیدرآباد کی بہن نے مخدوم العارفین قدوۃ السالکین حضرت خواجہ سید شاہ بابا معین الدین چشتی القادری سے عرض کیا کہ ہمنے سنا ہے کہ اکثر گرو اہل ہنود کے اپنے چیلوں کو تیرتھ کو (اگرچہ وہ یہاں سے منزلوں دور مسافت بعید پر واقع ہے) دکھلاتے ہیں کیا اب ہماری قوم میں بھی کوئی ایسا شیخ ہے کہ زیارت حرمین شریفین کی وہ بھی منزلہاے دور پر واقع ہے یہاں سے ہمیں کرا دے مخدوم العارفین نے تھوڑے دیر وقفہ فرماکر ارشاد فرمایا کہ ہمارے وظائف کے حجرہ میں باوضو جاکر مصلی پر دوزانو آنکھہ بند کرکے بیٹھہ جاؤ اور دیکھہ لو کہ خدا تعالیٰ قادر ہے پس بیگم صاحبہ موصوفہ نے ویسا ہی کیا جیسا کہ ارشاد ہوا بمجرد نشست کے خود کو حرمین شریفین میں حضرت مخدوم العارفین کے ساتھہ دیکھا اور طواف و زیارت کعبہ سے شرف حاصل کیا معروف شاہ صاحب قریشی المکی سے نقل ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میری زوجہ کی حالت وبا کی شدت سے قریب المرگ تھا اوسوقت وہ اپنے مرشد کے پاس جنکا نام نامی حضرت مرزا احسن بیگ قدس سرہ تھا جانا چاہتی ہے بہ ہزار دقت میانہ میں سوار کرواکر حضرت موصوف کے مکان کو میں لے گیا بعد دو پہر رات کے دست و پا مریض کے حرکت سے معطل ہوگئے برد اطراف ہوگیا اور بینائی چشم بھی زائل ہوگئی تھی چونکہ میں چار روز سے استراحت نہیں کیا تھا سرہانے مریض کے بقدر میری آنکھہ بند ہوگئی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ میری زوجہ مریض کی

رحلت ہوگئی غسل وغیرہ کی تیاری ہورہی ہے اور حضرت موصوف صحن خانقاہ
زیر سما اشکبار ہیں اور جناب باری میں حیات مریض کی دعا کررہے
ہیں آسمان سے ندا ہوئی کہ اگرچہ اس مریض کی موت ہوگئی تھی لیکن اے
حسن بیگ تیری خاطر سے ہمنے اوسکو حیات تازہ بخشا یہہ خوشخبری سنتے
میری آنکھہ کھل گئی تو دیکھا کہ فوراً مریض نے استعانت دیگری با ہوش وحواس
اوٹھہ بیٹھے آثار صحت کے بالکلیہ منودار ہیں دوسرے روز طاقت آمد ورفت کی
پیدا ہوگئی چنانچہ بفضلہ آجتک بخیریت زندہ ہیں۔ **نقل** حضرت مخدوم
حافظ کلام ربانی بدر الحق والدین فرماتے ہیں کہ مینے نہیں دیکھا کہ کوئی شخص
جو حضرت قبلہ عالم مخدوم العارفین قدوۃ السالکین شاہ مرزا حسن بیگ
چشتی النظامی القادری النقشبندی الابوالعلائی قدس سرہ کے ہان سے
بلا مقصود چلا گیا ہو اکثر فیضیاب ہوتے تھے اور کسیطرح کا حضرت قبلہ عالم
مزاج مبارک میں تکلف نہ تھا بلکہ اہل ظاہر تمیز نہیں کرتے تھے کہ یہہ صاحب
کرامت ہیں اور آپ مسند قضارت پر واقع تھا فی زمانہ لنی بلدہ حیدرآباد
دکن کے ہی جلوہ افروز تھے فرماتے ہیں کہ قبل از وصال کے حضرت نے
فرمایا تھا کہ ہمنے جمعہ کا دن مقرر کیا ہے چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ حضرت نے
بروز جمعہ انتقال فرمایا **مولف** کہتا ہے کہ ایک روز میں سویا ہوا تھا
پچھلی رات ابھی نہوی ہوگی کہ دیکھا ایک مسجد میں حضرت نماز ادا کررہے ہیں
اور میں مستفیض تھا اور صحن مسجد میں راگ ہورہا تھا مگر مطرب صورت
نظار دیتی تھی صرف دف کا باجہ تھا اور کچھہ مزامیر کے قسم سے نہیں تھا

پس از فراغ نماز کے مین داخل سماع ہوا مجہہ پر جو حالت اور کیفیت
گزری مین نہین کہہ سکتا کہ کیا تہی چنانچہ کئی دن اوسکا نشہ اور حالت
مستی مجہہ پر طاری رہی - القصہ اس گروہ سے مجذوب اور سالک
ہوتے ہین جسکا قدم شوق مین مستقل رہا وہ سالک اور جسنے سماع صبر و
قرار معشوق کے دربار مین پیشکش کی وہ مجذوب ہوا اکثر مجذوبون پر حد
بوجہ خلاف کرنے احکام شریعت کے حد شرع جاری ہوی - اوسکا یہہ
باعث ہے کہ شریعت ایک عام ہے خداوند تقدس تعالے کیطرف سے
جو اسکے خلاف کرتا ہے سزا پاتا ہے پس اگر بتقاضاء بشریت انسے کوئی
خطا سرزد ہوی تو حد شرع اونپر واجب آئی اور سیوا اسکے یہہ بات بہی ہے
کہ ناز معشوق کو عاشق پر ہوا کرتا ہے اور جو الطاف معشوق سے ہوتے ہین
وہ خفیہ ہوتے ہین اور اظہار اوسکا بے ادبی اور باعث عتاب ہوتا ہے
ایجا ظہور حد سے ہو ورنہ کسیکو کیا مجال ہے کہ واصلان خدا کو محدود
کرسکے نقل ہے کہ حضرت منصور علیہ الرحمتہ اکثر قید خانہ سے غایب ہو جاتے
الا ایک روز حضرت منصور علیہ الرحمتہ نے عالم رویا مین دیکہا کہ ایک خیمہ کے
اندر آنحضرت علیہ السلام تخت نشین ہین اور ایک روزن ہے کہ اس سے
دہوپ چہرہ مبارک پر پڑتی ہے تب آن حضرت صلعم نے منصور سے ارشاد
کیا کہ اگر چاہتا ہے کہ یہہ روزن موقوف ہو تو اپنا سر فدا کر کیونکہ یہہ خیمہ
شرع ہے اور وہ دنیا تیری سرکار رخنہ ہے پس موقوف کر بعد بیداری کے
منصور نے سولی پائی پس اسطرح پر حال ہے اولیاء اللہ کا کہ رضا جو ہے

راضی ہین ظاہر ہے کہ خدا تعالی نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اور
اسی شرف کے باعث سے اوسکو قلب سلیم عطا فرمایا ہے کہ جو مبدء
ادراکات ہے اور یہہ اسلیئے دیا کہ یہہ اپنی شرف کے سبب کو حاصل کرے
اور وہ شرف خدائے تعالی کے ساتھہ محبت اور اوسکی اطاعت اور اوسکا
شوق اور آخر اوسکی ساتھہ مصاحبت اور معیت ہے کہ جسکی وجہ سے
تمام مخلوقات پر عالی مرتبہ ہوجاتا ہے دیکھو مٹی بذات خود کچھہ خوشبو
نہین رکھتی مگر پھول کی ہمنشینی سے کیسی خوشبودار ہوجاتی ہے اسیطرح
عارف خدا کے مصاحبت مین عجب شان پیدا کرتا ہے سعدی
جمال ہمنشین در من اثر کرد ؛ وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم ؛ پس جسکو
یہہ بات نصیب ہوگئی تو وہ اصلی مقصد کو پہنچ گیا اور جس شخص نے کہ
اپنی ہستی خدا کے ہستی مین فنا کردے تو وہ نہایت ہی اعلی درجہ مین پہنچا
اور وہ اوسی فرقہ سے ہوجاتا ہے جسکو نہ جنت کا شوق اور
نہ جہنم کا خوف رہتا ہے وہ شوق دوست مین ہے مصروف ہے شعر
عاشقان نہ حور خواہند نہ بہشت ؛ از بہر آن تو فارغ اند از کشتہ ائے خانمان
کردہ خراب تو ؛ جو عاشق مجازی ہے اوسکو بھی مذاق حاصل ہے دیکھو
اونکے نزدیک درد مفارقت سے بدتر کوئی درد نہین اور آتش جدائی
سے زیادہ کوئی سوزش نہین اور وصل سے بہتر کوئی آرام نہین اس
بیان سے ثابت ہوا کہ اس گروہ کو نہ خوف دوزخ اور نہ شوق جنت
چنانچہ قرآن شریف ناطق ہے ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

ذکر گروہ مجذوبان

یعنے نہ خدا لکے دوستون کو خوف آئندہ ہے نہ کسی گذشتہ چیز کا رنج ہے
اگرچہ یہہ اشارہ قیامت کے دن کا ہے مگر اب انکے امرزش او آرام مختفی
مین کوی کلام نہین اور فرقہ مجذوبون کا مختصر بیان یہہ ہے کہ ایک
حالت سکتہ مین ہے اوسکو نہ کسی سے خوف اور نہ کسی نقصان سے
ہراس اور نہ کسی آرام سے خوشی پس جب انکو یہہ حالت نصیب ہوے تو
انکی یہی نجات یہی جنت یہی فوز کبیر ہی یہہ دنیا ہی مین داخل جنت ہین
کیونکہ حقیقت مین جنت رضای آلہی کا نام ہے اور دوزخ اوسکے غضب کا
مقام ہے نعوذ باللہ منہ اسی مقام پر ایک نقل ہے کہ جناب عدیم النطق
عدیم المثل حضرت خواجہ حاجی شریف لنیرالدین قدس سرہ کی عادت تہی
ہمیشہ روزہ طی رکہتے اور بعد تین دن کے سبزی بے نمک سی افطار کرتے
اگر اوس سبزی بے نمک مین سے کوی شخص کچہہ تہوڑی سے تناول کرتا
تو مجذوب ہوجاتا۔ اور فواید السالکین مین مذکور ہے کہ حضرت

کرامات اولیاء اللہ

خواجہ حذیفۃ المرعشی قدس سرہ کو ستر سال گذر گئی تہے مگر آپنے جاے
سجادہ گری سے پای مبارک باہر نہین رکہا اور کہین تشریف نہین
لیگئے مگر ہر سال مسافران اور حاجیان جو واسطے زیارت خواجہ کے
آتے تہے اور عرض کرتے تہے کہ ہم نے حضرت کو بیت اللہ شریف
او بیت المقدس مین دیکہا ہے۔ حکایت ہے کہ جب حضرت
خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس سرہ کو اشتیاق خانہ کعبہ کا
غالب ہوتا تو فرشتون کو فرمان ہوتا کہ خانہ کعبہ کو اوڈہاکر چشت مین

خواجہ کے نظر مین لاتے آپ جب طواف کعبہ سے فراغ حاصل کرکے
نماز دو گانہ ادا کرتے پہر کعبہ کو فرشتے واپس لیجاتے - نقل ہے کہ ایکدن
قاضی حمید الدین ناگوری اور مولانا علاؤ الدین کرمانی و سید نور الدین مبارک
اور سید شرف الدین و مولانا علیم الدین وغیرہ ہم اجمعین خدمت
بابرکت میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکے اوشی قدس سرہ کے
حاضر تہے اوسوقت مین مسافران خانہ کعبہ کے بہی حکایت تہی پس حضرت
خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہ نے فرمایا کہ جس جگہ
بندگان خدا رہتے ہین کعبہ کو فرمان ہوتا ہے کہ اوس جگہ جاوے
پس ہنوز یہہ بات پوری ختم نہونے پائی تہی کہ جتنے اصحاب موجود تہے
سب کے سب اوٹہے اور عالم تحیر مین مشغول ہوئے یہان تک کہ اپنی بہی
خبر نہین رکہتے تہے حضرت شیخ الاسلام فرید الدین گنج شکر اجودہنی
قدس سرہ فرماتے ہین کہ مین بہی اوسوقت حاضر تہا اوٹہا اور تکبیر باواز
بلند جیسا کہ طواف مین کہتے ہین کہا یہان تک تکبیر کہا کہ ہر ایک شخص کے
ناسیرہ خون روان ہوا اور ہر قطرہ نقش تکبیر مانند ہوتا تہا اوسوقت مین
اور تمامی اصحاب ہوکر حاضر تہے بچشم ظاہر دیکہا کہ خانہ کعبہ آگے کہڑا ہے
جب کعبہ کو دیکہا ہم نے اوسکے آداب بجالائی اور چہار مرتبہ طواف کیا
تب ہاتف غیب سے ندا آئی کہ ای عزیز و تمہے حج اور نماز تمہاری قبول کی
نقل ہے کہ یک قطعہ زمین زر خرید حضرت شیخ الاسلام زہد الانبیا
خواجہ فرید الدین گنج شکر کے تہی ناحق ایک شخص نے دعوی ملکیت زمین

مذکور کا حاکم دیپالپور کی نزدیک پیش کیا الغرض بعد تحریر اظہار مدعی
حاکم نے حضرت شیخ الاسلام سے جواب دعوی بذریعہ تحریر طلب کیا آپنے
بجواب اوس تحریر کے لکہہ بہیجا کہ تحقیقات مقدمہ ہذا کے ساکنان اجودہن سے
کیجائے کہ وہ واقف حال ہین پس حاکم نے بجواب اوس تحریر کے
جواب دیا کہ یہہ مقدمہ بے پروائی سے فیصل نہین ہوگا تا وقتیکہ
وکیل حاضر نہ آوے اور سند زمین پیش نکرے اس سخن تند و درشت
سے خاطر مبارک رنجیدہ ہوی اور فرمایا کہ اوس ناانصاف اور
کردن شکستہ حاکم کو کہو کہ نہ ہم سند رکہتے ہین نہ گواہ اگر ہماری قول کا
اعتبار نہین ہے تو خود بر سر زمین متنازعہ جاوے اور خود زمین سے
پوچہے کہ تو ملک کس کی ہے زمین خود ظاہر کریگی حاکم نے جبکہ یہہ سخن
سنا امتحاناً بر سر زمین گیا اوس وقت بہت لوگ ساکنان اجودہن
اور سوار پیدل ملازم سرکار اور خاص وعام موقع مذکور پر حاضر تہے
اول حاکم نے اوس مدعی کاذب کو اشارہ کیا کہ زمین سے دریافت
اور استفسار کر لہذا اوس شخص نے باواز بلند کہا کہ اے زمین سچ کہہ کہ
تو میری ملک ہے یا شیخ کی زمین سے کچہہ جواب نہوا پہر ایک خادم حضرت
بہی حاضر تہا آواز دی کہ ای زمین حکم خواجہ فریدالدین کا ایسا ہے کہ
تو سچ کہہ کہ کسکی ہے زمین سے آواز فصیح بلند ہوی کہ مین ملک سے
خواجہ فریدالدین گنج شکر کے ہوں بظہور اس کرامت کے غلغلہ عظیم برپا ہوا
اور مدعی کاذب منفعل ہوا و حاکم بعد تحقیقات مقدمہ حسب وقت دیپالپور

روانہ ہوا راستہ مین گہوڑے سے گر پڑا اور گردن شکستہ ہوگئی - اور
خزینۃ الاصفا کی روایت ہے کہ ایک دن غیب سے حضرت شیخ بہاؤ الدین
زکریا ملتانی قدس سرہ کو بشارت ہوئی کہ آج کے روز کوئی شخص تمہارا منہ
دیکہیگا آتش جہنم اوسپر حرام ہے نظر بران حضرت بہاؤ الدین زکریا
ملتانی قدس سرہ چڈول مین سوار ہوکر شہر مین برآمد ہوے باین غرض کہ
کوئی محروم نرہجاے اور ہر ہر کوچہ و بازار مین رونق افروز ہوتے
گئے تا مردم آتش جہنم سے باز رہے المختصر ایک ہجوم انبوہ ہمراہ سواری کے
اور شہرت برپا تہی اتفاقاً حضرت شیخ الاسلام زہد الانبیا خواجہ فریدالدین
گنج شکر قدس سرہ بہی ملتان مین تازہ وارد اور رونق افروز ہوے تہے
جسوقت سواری حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی قدس سرہ کے
پیش مسکن حضرت شیخ الاسلام کے گذرے بہوترا نامی ایک خادم
اور ایک غلام حضرت کے ہمراہ تہے بمجرد سننے اس خبر کے اونہون نے
پشت بجانب سواری شیخ بہاو الدین ذکریا قدس سرہ کے کرکے کہا
کہ اگر کفش برداری سے حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر قدس سرہ کے
آتش دوزخ حرام نہوگی تو صرف دیکہنے سے منہ حضرت شیخ بہاو الدین
قدس سرہ کے کب آتش دوزخ حرام ہوویگی جبکہ یہہ حال بہ نور باطن حضرت
خواجہ فریدالدین گنج شکر قدس سرہ پر منکشف ہوا آپنے اسمین بہی اغماض
حال فرمایا اونہون نے پہر وہی عرض کیا پس حضرت خواجہ فریدالدین
گنج شکر قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ شاید یہہ مرتبہ بہی بہاو الدین زکریا

قدس سرہ کو بدعاے غریب فقیر فریدکے عطا ہوا ہوگا اور جانے کہ جو شخص
کہ مرید فرید اور مرید مریدان فقیر فرید کے ہین اور جو کوئی کہ تا قیام قیامت
زمرہ مریدان فرید مین آوینگے حق سبحانہ تعالے نے اونپر آتش دوزخ
حرام فرمائی ہے ۔ اور اخلاق ومقامات اور احوال وکشف علویات
سفلیات اکثر پیران طریقت کو قبل از بیعت بہی ہوتا ہے ۔ نقل ہے کہ
حضرت شیخ الاسلام زہد الانبیا خواجہ فریدالدین شکرگنج اور مخدوم
شیخ بہاو الدین زکریا اور مخدوم شیخ نجم الدین کبری قدس اللہ ارواحہم
بہ نیت بیعت خدمت مین حضرت شیخ شہاب الدین قدس سرہ کے گئے تہے
پس مخدوم شیخ شہاب الدین قدس سرہ نے حضرت شیخ الاسلام زہد الانبیا
خواجہ فریدالدین شکرگنج قدس سرہ کو فرمایا کہ تمہارا نصیب خانوادہ
عالیہ چشتیہ مین ہے اور پیر قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی اوشی قدس سرہ شہر دہلی مین ہین وہان جاؤ اور مرید ہو اونسے
باقی وہ دونون حضرات کو دست بیعت دیا اور مرید کیا چنانچہ ایک دایہ کہنہ
خدمت مین مخدوم شیخ شہاب الدین قدس سرہ کے ملازم تہے اوسنے بموجب
ارشاد حضرت کے طشت اور آفتابہ لائے تا ہاتہہ مہمانونکی دہولائے اولا
حضرت شیخ الاسلام زہد الانبیا خواجہ فریدالدین شکرگنج قدس سرہ کے
پیش کی چنانچہ شیخ الاسلام نے یہان تک ہاتہہ مبارک دہونے مین پانی
صرف کیا اور دیر تک دہوئے کہ تمام پانی آفتابہ کا صاف ہوگیا پہر وہ
دایہ کہنہ دو بزرگونکے ہاتہہ دہولانے کو اور پانی لاسکے اور دہولایا حاصل الکلام

جسوقت طعام دسترخوان پر آیا اور تناول مین سب مصروف ہوئے
اوسوقت شیخ بہاء الدین زکریا اور نجم الدین کبری قدس اللہ سرہم نے
حضرت شیخ الاسلام خواجہ فریدالدین شکرگنج قدس سرہ سے استفسار فرمایا
کہ اے مخدوم دیر تک ہاتھہ دہونیکا کیا سبب تہا ہمکو کچھہ معلوم نہین ہوا
پس حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ دایہ کہنہ باوجود اسکے
کہ ایسے شیخ بزرگ واہر کے خدمت مین رہتی ہے نام اوسکا لوح محفوظ مین
دوزخیون مین لکہا رہتا مجکو افسوس و دریغ آیا لہذا مین نے اتنی مدت کے
اندر ان حروف کو لوح محفوظ سے دہوا اور محو کرکے اوسکا نام بہشتیون مین
ثبت کردیا چنانچہ مخدوم شیخ بہاء الدین زکریا اور مخدوم نجم الدین کبری
قدس سرہ کو عجب آیا اور تفحص کرکے دیکہا تو واقعی ویسا ہی نظر آیا
جیسا کہ حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا تہا۔ اور راحت القلوب مین
مذکور ہے کہ جسوقت کوئی بارادہ شیخی یا عالمی یا صاحب ولایتی اپنے کو
رجوع لاوے تو شیخ کو چاہئے کہ پہلی حرکات اور سکنات مین اوسکی نظر
کرے کہ یہہ بیچارہ صرف مبتلائی نفس امارہ ہے یا نفوس ثلثہ قال اللہ تعالی
وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء پہر نفس لوامہ پر اوسکی نظر کرے
قال اللہ تعالے فلا اقسم بالنفس اللوامۃ بعدہ نفس مطمئنہ کیطرف نظر ڈالے
یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ
پہر اوصاف قلوب ثلاثہ مین نظر کرے کہ قلب سلیم رکہتا ہے یا نہین بعد
از صیقل نظر ضمیر اوسکا روشن گردانے بعدہ دست بیعت دیکر اور مشرف

بہ بیعت کرے اگر کوئی بطریق سنت مشائخ اور سلوک و مقراض چلانا
نجانے تو باور کرے کہ وہ گمراہ ہے اور وہ بیچارہ جو کہ مرید ہوا اوسکو
بھی گمراہ کیا اور شیخ کو چاہئے کہ احوال مرید سے عارف رہے اگر شیخ مین
اسیقدر قوت ہووے کہ آنیوالا نیت ارادت سے خدمت مین اوسکے
آوے تو بنظر نور معرفت اور قوت ذات خود زنگار سینہ اوسکا صیقل
کرے تاکہ کچھ کدورت سینہ مین اوسکے باقی نرہے اور آئینہ کے مانند
روشن ہوجاے اور اگر اتنی قوت نہین رکھتا ہے تو شیخ کو نچاہیئے کہ اوسکو
مرید کرے صاحب اسرار العارفین فرماتے ہین کہ جسوقت آدمی چاہے
کہ مرید ہووے پہلے غسل کرے اور تمام شب بیدار رہکر خیریت اپنی اور
خیریت پیر کی درگاہ حضرت الوہیت جل جلالہ سے درخواست کرے
اگر قوت شب بیداری کی نہین رکھتا ہو تو بروز پنجشنبہ بعد از غسل
عزیزون اور صالحون کو جمع کرے اور روبہ قبلہ بیٹھے بعدہ دو رکعت
نماز پڑہے پہر شیخ اوس مرید کو اپنے روبرو بٹھلا کر آیاۃ توابع پڑہے
اور اوسپر دم کرے اوسوقت مقراض ہاتھ مین لیوے اور تکبیر
تین مرتبہ باواز بلند کہے لیکن تکبیر کہنے مین اور مقراض چلانیمین مابین
اہل سلوک کے مختلف مسئلہ ہے حاصل کلام یہہ ہے کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ فی الجملہ تکبیر کے کہنے مین حکم یہہ ہے کہ نفس امارہ
مارے جیسا کہ رسم اور سنت غازیون کی ہے کہ محاربہ مین تکبیر باواز
بلند کہتے ہین تا بار دیگر وسوسہ نہ آوے جسوقت فراغ حاصل ہووے

مرید کو کہے اکیس ۲۱ مرتبہ کلمہ توحید تکرار کرے اور اکیس بار صلواۃ انبیاء علیہ السلام پر بھیجے اور اکیس مرتبہ استغفار کہے جبکہ توحید او صلواۃ واستغفار سے فراغ ہوے مقراض مرید کے سر پر چلائے اور ایک تار موی پیشانی سے لیوے اور کہے کہ ملکا یا دشاہا بندہ گریختہ تیری درگاہ سے امان طلب کرتا ہے شعر باز آمد بندہ بگریختہ آبروی خود زعصیان ریختہ تاکہ حد بندگی مین اوئے اور جتاتا ہے کہ جو کچھ کہ غیر حق ہوے اوس سے غیرت پکڑے پھر ایک تار موئے دوسری طرف ناصیہ چپ اور راست سے لیوے زیادہ نہین لیوے اور ریہ تینوں تارون کو ایک جا کر کے گرہ دیوے اور دفن کرے بعض مشایخ فرماتے ہین کہ صرف ایک ہی تار موے ناصیہ سے لیوے زیادہ نہ لیوے لیکن قول صحیح وہ ہے جو امیر المومنین رئیس التابعین خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ امیر المومنین امام المسلمین حضرت علی ابن ابی طالب اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ نے بھی ایسی ہی مقراض چلای ہے اور تین تار موئے ہین پس اس طریقہ کی رعایت کرنا بہتر ہے کسلئے کہ خلیفہ اہل صفہ ہین جنکے شان مین حدیث شریف آنحضرت نے فرمایا اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا مقراض چلانا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے مروی ہے لیکن تلقین جبرئیل علیہ السلام سے ہے۔ اور پیران طریقت نے واسطے ثبوت بیعت اور برادری کے دو طرحکی علامت رکھی ہے ایک کاغذ جسمین اسماء مبارک

پیرون کے لکھتے ہین اور اوسکو شجرہ کہتے ہین کہ مناسبت درخت سے
رکہتا ہے جیسا کہ بیعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب
رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کے ساتہہ زیر درخت واقع ہوئی تہی
اوسکو کتبہ کرکے مریدون کو دیتے ہین اور علامت دوسری یہہ ہے
کہ کلاہ عطا کرتے ہین جسکی اصلیت راحت القلوب مین یون لکہا ہے
کہ ایک روز جبرئیل علیہ السلام چار کلاہ بہشت سے خدمت مین جناب
رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ایک ترکی اور دو ترکی اور تین
ترکی اور چار ترکی اور کہا کہ مجھے فرمان ہوا ہے کہ یہہ چارون کلاہ
آپ اپنی سر مبارک پر رکہین پہر جسکو مناسب سمجہین عطا فرما دین
پس رسول اکرم علیہ الصلواۃ والسلام نے وہ چار کلاہ کو اپنے سر پر
رکہکر پہر ایک کلاہ ایک ترکی سر پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کے رکہے اور فرمایا کہ یہہ کلاہ تمہاری ہے جسکو مناسب جانو دیدو
اور کلاہ دو ترکے سر پر حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کے رکہے
اور فرمایا کہ یہہ کلاہ تمہاری ہے جس کسیکو مناسب جانو دو اور
کلاہ سہ ترکی سر پر حضرت عثمان رضی علیہ عنہ کے رکہے اور فرمایا
کہ یہہ کلاہ تمہاری ہے جسکو مناسب جانو دیجیو وہ لایق ہووے
اور حق اس کلاہ کا بجالاوے اور کلاہ چار ترکے سر پر حضرت
علی ابن طالب اسد اللہ غالب رضی اللہ عنہ کے رکہے اور فرمایا کہ
یہہ کلاہ تمہاری ہی جس کسیکو مناسب سمجہو دو کیونکہ مجکو فرمان تہا

کہ کلاہ چار ترکی کے علیؓ کو دیا گیا ہے روایت ہے کہ جس وقت حضرت
خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ والغفران نے خرقہ خلافت کا اپنے
پیر روشن ضمیر کے پہنا اور حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی قدس سرہ
نے کلاہ چار ترکی بھی سر پر حضرت خواجہ عثمان قدس سرہ کے رکھی
فرمایا کہ مراد کلاہ چار ترکی سے چار ترک ہے اول ترک دنیا دوم
ترک عقبی سواے ذات حق کے کچھ مقصود نہووے تیسری ترک
خواب وخور الا قدرے موافق سد رمق کہ ضروریات سے ہے
چوتھی ترک خواہش نفس یعنی جو کچھ کہ نفس کے خلاف ہیں اوسکے کرے
پس جو شخص کہ یہ چار چیز ترک کرے کلاہ چار ترکی کا پہنا سزاوار ہے
والا فلا رباعی گر کلاہ فقر خواہی سر بسر تو از خود وحیلہ جہان یکسر بر
این کلاہ بے سر است ای بے شرکے و شدت تا تو می نازی لبسر تو
صاحب انوار الرحمٰن تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت سلطان
المشائخ نظام الحق والدین محبوب الٰہی قدس سرہ باؤلی کے کنارے پر
رونق افروز تھے کہ ناگاہ ایک پنجہ دست پانی سے نمودار ہوا
حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ نے اپنی کلاہ اوس پنجہ پر رکھدی
اور وہ پنجہ دست غائب ہوگیا مردمان حاضرین نے استفسار اور
استکشاف کیا حضرت نے فرمایا کہ یہ پنجہ شاہ شرف الدین بو علی قلندر
کا وہ باوصف استعداد عالی نسبت کے بیعت ظاہری نہیں رکھتے تھے
اسلیے میرے روبرو آئے ہیں نے خلعت خلافت عطا کی راحت القلوب

لکھا ہے کہ جناب رسالتماب رسول علیہ السلام نے شب معراج مین
خرقہ پایا اور جسوقت کہ معراج سے مراجعت فرمائے اصحاب رضوان
اللہ علیہم اجمعین کو طلب کیا اور فرمایا کہ مین نے خرقہ پایا ہے اور یہ
فرمان ہے کہ جو کوئی سوال کا جواب دیوے یہہ خرقہ اوسکو دیا جائے
لہذا مین تم سے جواب پوچھتا ہون معلوم نہین کون جواب دیوے
چنانچہ پہلے روئے مبارک جانب امیر المومنین حضرت ابابکر صدیق
رضی اللہ عنہ کے کرکے فرمایا کہ اگر یہہ خرقہ مین تمکو دون تو
تم کیا کروگے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ صدق کو
بڑہاؤنگا اور طاعت خدا تعالی کی کرونگا اور وہ جو کچہہ کہ مال
دنیا سے مجھے ملے گا اوسکو راہ مین خدا تعالے کے بخشش کرونگا۔
پہر طرف امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے متوجہ ہوئے اور استفسار
فرمایا انہون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر یہہ خرقہ
مجھے عطا ہوئے تو عدل کرونگا اور انصاف اور داد مظلومونکی بخوبی
سنکر دریافت کرونگا اور انصاف کو پہونچاونگا من بعد جناب رسالتماب نے
حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اگر یہہ خرقہ تم کو
دون تو تم کیا کروگے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر مجکو یہہ خرقہ
عطا ہوئی تو باتفاق ایک دوسرے کے کام کرونگا اور جو کچہہ حق اس خرقہ کا
ہوسے بجالاؤنگا اور سخاوت کرونگا بعدہ حضرت امیر المومنین علی ابن
ابو طالب کرم اللہ وجہہ سے استفسار فرمایا کہ اگر یہہ خرقہ تمکو دیون تو

تم کیا کروگے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر مجھکو یہہ خرقہ
عطا ہووے تو مین پردہ پوشی کرونگا اور عیب بندگان خداوند تعالے
کا پوشیدہ کرونگا پس جناب رسالتماب نے فرمایا کہ لو یہہ خرقہ مین نے
تمکو دیا کسلئے کہ مجھکو فرمان تہا کہ جو یہہ جواب دیوے خرقہ اوسکو دینا
اسپر قیاس کرنا چاہیئے کہ درویشی سے مراد پردہ پوشی ہے اور مقراض بہی
منجملہ ایک بہید ہے اور اسرار الہی سے پیری اور مریدی کچہہ آسان
کام نہین ہے جیسا کہ آجکل کے پیر اور مرید اور خلافت بخش اور خرقہ پوش
بہت سے پیدا ہوئے ہین نظم زہد و تقوی نیست این گر بہر خلق تو صوفی
باشی و پوشی کہنہ دلق تو شانہ و مسواک و تسبیح و ریا تو جبہ و دستار و
قلب بے صفا تو بیش و بس گردد مرید ناخلف تو چون خرابہ بے آب و
علف تو دام اندازی برای مرد و زن تو خویش را گوئی منم شیخ من تو
صاحب ارشاد الطالبین نے پوشش خرقہ پانچ قسم کا یون بیان کیا ہے
اول خرقہ اصل جو لم یزل نے چاہا کہ کسوت خلق موجودات کو پہنائے
بقولہ تعالے اِذَا اَرَادَ شَیْئاً اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ
آفرینش خرقہ اصلی سے وجود عالم کو پہنایا دوم خرقہ عرش سوم خرقہ زمین
چہارم خرقہ لیل و نہار سے قولہ تعالے وَجَعَلْنَا الَّیْلَ
لِبَاساً وَّجَعَلْنَا النَّہَارَ مَعَاشاً پنجم خرقہ بیم - پہر خرقہ اصلی
دو طور پر ہے اول یہہ کہ جملہ موجودات کو کتم عدم سے صحرائے وجود مین
لایا اور یہہ وجود معدوم تہا جب انکو نیستی سے ہستی مین لایا اور خرقہ دیا

دوم عشق ہے ۔ پیر و کاران طریقت باور کرنا چاہئے کہ حقوق عبودیت
کے ادا کر نہین توجہ سالک اسوقت درست آوے گی کہ ہوا و ہوس
اور دشمنی و فساد کے جڑ کو اپنے دل سے اوکھاڑ ڈالے اور بُرے رسوم
اور عادتون باطلہ اور اعتقادات فاسدہ سے اپنے کو بری کرے
اور نور جمال ازلی کے مشاہدہ کے لئے دیدہ بصیرت کھولے اور علم یقین
اور دلیل متین سے جانے اور دیکھے اور گواہی دے کہ مستحق عبادت کا
کوی نہین الا واجب الوجود جسکا وجود ازلی ہے اور بقا اور ہمیشگی
بذات خاص اوسکو واجب ہے اور کل صفاتین کمال کے علم و قدرت
ارادت وغیرہ سے اوسکے ذات پر ثابت ہین اوسکے عزت کا میدان
وہم و فہم کے تردد سے خالی ہے اور اوسکے بلند یکا پایہ خیال اور قیاس
کے نزدیکان سے نہایت بلند ہے اور زمین و آسمان اور جو شئے
کہ وہ صورت وجود کی پائی ہے کل پیدا کی ہوئی اوس آفریدگار کے
ہین اور ملایک اور رسول برگزیدہ حضرت کے اور پہونچانیوالے
اوسکے احکام کے اور مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نبی برحق ہین اور دین
و ملت اور کتاب شریعت اونکے سب دینون کے ناسخ ہے اور آنحضرت
نے جو کچھ کہ حشر اور نشر اور ثواب و عقاب سے خبر دی ہے محض صدق
اور عین صواب ہے اور اہل بیت اور اصحاب اونکی رضوان اللہ تعالی
علیہم اجمعین کہ وارث علم کے اور حامل قرآن کے ہین برکت قبول آثار
وحی سماوی سے اور مشاہدہ انوار اطوار نبوی سے صفای قلوب کی اور طہارت

انفاس کے انہون نے پائی ہے اور اونکا دین بصیرت نور یقین سے
منور ہوا ہے سالک کو چاہیئے کہ اپنے نفس امارہ کو ایسا قابو مین
لاوے کہ کسی وقت اوسکے حکم کا وابستہ نہووے اور ہر حال مین
احکام الٰہی کے تابعداری اور خواہش ربانی کے رضامندی کو اپنے
ہمت کے ذمہ پر لازم جانے تو سالک کا نور ایمان روز بروز زیادہ ہوگا
اور ہر چند نفس خود ایمان روشن اور صاف ہے مگر نور عمل کا جو اوس سے
پیوند ہوگا تو نوراً علی نور ہو جاویگا اور اول مرتبہ عمل سالک کا کلمہ طیبہ کے
مزاولت اور مداومت ہے بیان سے اون شرائط کا بیان ہے جن پر
سالک کو پابندی چاہیئے پہلی شہوت کی گرفتاری مین اور شہوتونکی
تابعداری مین قانون اسلام سے اور راہ شریعت سے منحرف نہووے
اور حضرت الٰہی کے توجہ مین ایسا مستقیم ہو کہ کسیوقت اوسکے غیر کیطرف
التفات نکرے دوسری یہہ ہے کہ ہمیشہ باوضو اور باطہارت رہے
بمصداق آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُطَّہِّرِیْنَ تا بزرگی مین محبت کے
مخصوص ہو تیسری یہہ کہ خلوت اختیار کرے اور سب غیر حق شغلون سے
علیحدہ ہو کر گوشہ نشینی مین عبادت و ریاضت مین شاغل ہووے
اسواسطے کہ حواس ظاہری کا رستہ جو اپنے اوپر بند کر دیگا تو حواس
باطن کا دروازہ اوسکے روحی حال پر کہل جاویگا چوتہی یہہ کہ
اکثر اوقات غیر ذکر حق تعالے سے اپنی زبان کو قید رکہے اسلیئے
تا ذکر قلب مین خلل نہ آجاوے کیونکہ معمول ہے کہ جسوقت زبان تکلم مین

شرائط سالک

آتی ہے تو ذکر سے دل بھی معطل ہوجاتا ہے ۵ بہر جائیکہ باشی بذکر
میگو بہر حالی خدا را شکر میگو بہر جائیکہ باشی با خدا باش تو زخود بیگانہ
باحق آشنا باش تو پانچوین یہہ کہ کہانا اور پینا اور لباس تشابہ کا
جو ظالم اور فاسق کے لباس سے مشابہ ہو قطعًا اوس سے پرہیز کلی کرے
بفحواے مَنْ تَشَبَّهَ قَوْمًا فَهُوَ مِنْهُمْ وَهُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ
چہٹی یہہ ہے کہ کہانا پینا موافق کہا بیسے مصداق كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا
ساتوین یہہ کہ خواب کمتر کرے تا اجزاء بدنی کے قوت مین یا ندگی اور
تکلف کے سبب سے ضعف ہو اور شہوت مین مضمحل ہوجائین اس حالت
مین شغل عبادت مین توجہ بہت ہوتی ہے آٹہوین یہہ کہ ہمیشہ افضل الاذکار
کہ نفی و اثبات ہے مشغول رہے نوین یہہ کہ رابطہ دل کا شیخ کے تصور مین
رکہے کہ وہ رفیق ہے اور سلوک مین اس راہ پر کہ وجود شیخ کا جملہ مقدمات سے
مقدم تر ہے کہ اَلرَّفِيْقُ ثُمَّ الطَّرِيْقُ آیا ہے دسوین یہہ کہ اپنی توقیر اور
منزلت کے توہم سے حضرت عزت مین پر حذر رہے اور عبودیت کے
حد سے اور عجز و مسکنت کے اظہار سے ہرگز تجاوز نکرے گیارہوین
یہہ کہ اکثر سرشت بشر کی اخلاق زشت سے خالی نہین ہوتی ہے چاہیے
کہ ریاضت شاقہ سے اوسکو ترک کرے اور نیک عبادت اختیار کرے
اور سالک کو چاہیے کہ یہہ چند آداب ہمیشہ ملحوظ رکہے تا راہ مین خطا نپاوے
پہلا آداب یہہ ہے کہ رحمت اور مغفرت کی سوال مین اور عاصیون
پر عذاب نکرنے مین حق سبحانہ تعالے سے امر و نہی کا خطاب نکرے

آداب سالک

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جسوقت اپنے امت کے گنہگارونکے لئے
بارگاہ آلہی مین عذر کئے اور کہا من عصانی فانک غفور رحیم اور یہہ کہا اغفر لہم وارحمہم
دوسرا ادب یہہ کہ اگر کسب دریاضت اور شغل واذکار کے واسطے
در رحمت سے کوئی دروازہ سالک کے روی حال پر مفتوح ہو جاوے
اور اسرار آلہی مین سے کسی راز پوشیدہ سے آگاہی ہو جاوے تو افشائے
راز ہرگز نکرے اسلئے کہ افشائی راز سالک کو قرب اور منزلت سے
دور کر دیتا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ افشاء سر الربوبیۃ
کفر تیسرا ادب یہہ کہ دعا اور سوال اور سکوت اور خاموشی کے
وقتون کے رعایت کرے اسلئے کہ جو کوئی اس ادب کی رعایت نکرے
یعنے دعا کیوقت خاموش رہے اور خاموشی کیوقت دعا کرے تو اوقات
اوسکی رائگان جاوے ۵ دو چیز تیرہ عقل است لب فروبستن
بوقت گفتن وگفتن بوقت خاموشی ؛ چوتھا ادب یہہ کہ کلام آلہی
کسی غیر کے زبان پر جاری ہو تو ادب اوسکا ایسا بجالاوے کہ گویا متکلم
حقیقی سے ہی سنتا ہے اور اپنی یا غیر کی زبان کو فقط واسطہ جانے لیکن ان
چارون ادبونکی رعایت جناب آلہی سے نسبت ہے پانچوان ادب
یہہ کہ جسطرح حق تعالے کو ہمیشہ اپنے سب ظاہر اور باطن کے حال پر مطلع
اور آگاہ جانتا ہے اسیطرح جناب رسول اللہ کو بہی اپنی سب احوال
ظاہر اور باطن پر دانا اور بینا جانے اور اونکی مخالفت سے سراً وعلانیۃً
محترز ہووے اور اونکے صحبت کے آداب سے کوئی دقیقہ فروگذاشت

سکے چھٹا ادب یہہ کہ کسیوقت اپنے خاطر مین نہ لاوے کہ کسی بندہ کو
ایسی قرب و منزلت اور علو مرتبت جو اونکو حضرت باریتعالی مین ہے ممکن ہو سکے
اور کوئی سالک بغیر ہدایت اور دلالت اونکی حضور کبریا مین راہ پا سکے
ساتوان ادب یہہ کہ اونکی سنت کی رعایت مین بہت ہی بڑی
سعی صرف کرے اور تعویق و درنگ اوسمین جائز نہ سمجھے اور بالیقین جانے
کہ حضرت باری مین قرب نہ پائیگا مگر اونکی سنت کی رعایت اور اونکی
اطاعت سے بحکم اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ حق کے اطاعت کے مقرون
سمجھے آٹھوان ادب یہہ کہ جو جناب رسول مقبول صلعم سے نسبت رکھتا ہے
خواہ صورت مین خواہ معنی مین مثل سادات اور علما اور مشایخ کہ اونکی
علم کی وارث ہین سبکو اونکی محبت کے واسطے دوست رکھے اور حرمت
اور تعظیم اونکی واجب جانے ان چارون آداب کی رعایت خاص جناب
رسالت پناہی کی نسبت سے ہے - نوان ادب یہہ کہ اپنے شیخ سے
ایسا اعتقاد رکھے کہ ہدایت اور ارشاد اور تادیب اور تہذیب مین
اوسکے عصر مین اوس سے کامل زیادہ دوسرا نہین ہے - دسوان
ادب یہہ کہ صحبت شیخ کی مداومت پر عزم مستحکم رکھے اور اعتقاد مضبوط
رکھے رد کرنے اور نکالنے سے شیخ کے اپنے ارادت اور عقیدت سے
برگشتہ نہو اسواسطے کہ مریدون کے دریافت حال کے لئے شیخ بہت امتحان
کرتے ہین گیارہوان ادب یہہ کہ تصرفات شیخ مین اپنے کو بہمہ تن سپرد
کرے اور ہر حال مین شیخ کا مطیع اور تابعدار رہے اور اپنی ظاہر و با

تصرفات شیخ پر کسیوجہ سے مجال اعتراض کی نرہے ع بمی سجادہ رنگین کن
گرت پیر مغان گوید کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا اور جو وقت
تصرفات شیخ سے کوئی اوسپر دشواری آوے اور سبب اوسکا اوسپر
منکشف نہووے تو حضرت موسی اور حضرت خضر علیہما السلام کے قصہ کو
یاد کرے اور خاموش ہو رہے بارہوان ادب یہہ کہ کسی امر مین
امور دینے اور دنیوی سے بے اجازت اور اشارت شیخ کے شروع
اور دلیری نکرے یعنے نہ کہنا دے اور نہ پیئے اور نہ پہنے اور نہ دیوے
اور نہ لیوے اور نہ خواب کرے الا باجازت شیخ مضایقہ نہین اور
اسیطرح عبادات مین بھی مانند روزہ اور افطار اور کثرت نوافل و قرات بعض
کے قصر پر اور ذکر اور تلاوت اور مراقبہ وغیرہ مین بغیر اجازت شیخ کے
شروع نکرے اور جس چیز سے شیخ کی خاطر کراہیت کرے اوس سے
خود بھی کراہیت رکھے اوسپر پیش قدمی نکرے تیرہوان ادب
یہہ کہ جو حالت کشف مین یا خواب مین یا بیداری مین واقع ہو اظہار اوسکا
شیخ سے کرے چودہوان ادب یہہ کہ شیخ کے روبرو بآواز بلند
بات نکہے اسلئے کہ بزرگون کے حضور مین چلا کر کلام کرنا محض ترک ادب ہے
پندرہوان ادب یہہ ہے کہ امور دینی مین سے یا دنیوی مین
جو شیخ سے بات کرنا چاہے تو پہلے حال شیخ کا دریافت اور معلوم کرے
کہ فرصت کلام سننے کی حاصل ہے یا نہین جلدی سے کلام مین پیشدستی
نکرے سولہوان ادب یہہ کہ جس حال مین کرامت اور واقعات

وغیرہ سے شیخ اخفا کرے اور سالک کو اوسکی اطلاع ہو جاوے تو
افشاء راز اوسکا نکرے اسواسطے کہ شاید نظر شیخ کی اوسمین مصلحت
دینی یا دنیوی پر ہووے کہ علم اور عقل سالک کی اوسمین نہ پہونچے
تیسرواں ادب یہہ کہ اپنا اسرار شیخ سے ہرگز پنہان اور پوشیدہ
نہ رکہے اور جو کرامت اور موہبت کہ بارگاہ کبریا سے اسکو پہونچے
اوسکو شیخ سے عرض کرے کسلئے کہ وجود شیخ کا مابین مریدونکے
تذکرہ ہے مانند وجود باجود نبی علیہ السلام کے درمیان اصحاب کے
اَلشَّیْخُ فِی قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِی اُمَّتِہٖ اور بزرگون سے روایت ہے
کہ اگر کوئی مرید کسی پیر کے ولایت کا مردود ہووے تو کوئی اور
شیخ اوس مرید مردود کو منزل مقصود تک نہین پہونچا یگا ہان البتہ
مرید صادق جو پیر کے خدمت مین نہ تربیت پایا ہو اور کسی ایک عذر سے
رکگیا ہووے پس جسوقت کہ وہ مرید دوسرے شیخ کے خدمت مین
ارادت لاوے بیشک شیخ اوس مرید صادق کو منزل مقصود تک
پہونچا سکتا ہے اور مرید کو لازم ہے جو کچہہ فیض شیخ سے حاصل کرے
اور فتوحات پہونچے اوسکو آثار قبولیت اپنے پیر کا جانے چنانچہ نقل ہے
کہ ایک دن سواری مبارک جناب سلطان المشائخ نظام الحق والشرع والد
والدین محبوب الٰہی قدس سرہ کے چوڈول مین جارہے تہے کہ اتفاقاً
ایک کہار رنجور ہوکر چوڈول سے معذور ہوگیا وہان پر ایک قلندر
جو کہ حاضر تہا اوسنے بجاے کہار رنجور کے چوڈول کے ڈنڈی کو خوش

اعتقادی سے اپنے کہاندے پر لیا اور پہونچا دیا جسوقت کہ حضرت
سلطان المشایخ محبوب الٰہی جو ڈول سے فرد کشش ہوے استفسار فرمایا
کہ یہہ کون شخص ہے پس اصحاب حاضرین نے عرض کیے کہ یہہ قلندر ہے
اور جو خدمت کہ قلندر مذکور سے ظہور مین آئی تہی سب نے عرض کیا
حضرت محبوب الٰہی نظر الطاف سے اوسکے جانب متوجہ ہوئے چنانچہ
اوسیوقت زنگ کدورت باطن سے قلندر مذکور کے صاف مانند آئینہ
ہوکر عالم علویات اور سفلیات قلندر مذکور پر منکشف ہوگیا قلندر وجد مین
آیا اور حالت جوش عرفان لاحق حال ہوی اور مست جام معرفت ہوکر
کہنے لگا فیض میرے پیر کا مجھکو پہونچا اور میرے پیر نے دستگیری کی
میرے پیر کی عنایت مجھہ مین اثر کی اوسوقت اصحاب حاضرین نے
کہا کہ ای قلندر قلندری کو چھوڑ یہہ نعمت عظما اور دولت کبرا صرف
نظر شفقت حضرت سلطان المشایخ کے تجکو پہونچی تو کہان اور تیرا پیر کہان
قلندر نے کہا کہ اے یارو اگر میرا پیر مجکو پہلے قبول نکرتا تو حضرت محبوب الٰہی کے
دربار مین کیسی رسائی ہوتی اور یہہ نظر عنایت کب میسر اور ارزانی ہوتی
اور جو فیض کہ جناب حضرت محبوب الٰہی سے مجکو پہونچا ہے بباعث آثار
قبولیت میرے پیر کا ہے چونکہ پہلے اوسنے مجکو قبول کیا تہا المختصر یہہ باتین
حضرت جناب محبوب الٰہی پر بہی منکشف ہوین آپنے سخن اور اعتقاد
قلندر کا پسند فرمایا اور ارشاد کیا کہ مرید کو ایسا ہی اعتقاد اپنے پیر سے
رکہنا چاہیئے مثنوی خاص بندے ہوگئے ہین عام تیرے ہاتہہ سے

نامور جگمین ہوئے گمنام تیرے ہاتھہ سے تو نام نامی ہے نظام الدین
ترا پایا شاہ دین تو زندہ اور روشن ہوا اسلام تیرے ہاتھہ سے تو دیگر گیا
سرشار و مست از حد شراب عشق ہین تو عشق کا جسنے پیا ہے جام تیرے
ہاتھہ سے تو نامراد آوے اگر در پر تیرے ہو بامراد تو کامیاب کام ہو
ناکام تیرے ہاتھہ سے تو خار ہو گلزار تاثیر قدم سے آپکے تو پختہ ہوجاوین
جو ہوویں خام تیرے ہاتھہ سے تو ہو گئے پتھر ہزاروں موم تیرے سلسلے
سیکڑوں کافر ہوئے ہین رام تیرے ہاتھہ سے تو یہانتک آداب مرید کے
مذکور ہوئے اب جو شرط اور آداب کہ شیخ کو اوسکی رعایت ضرور ہے
وہ بیان کئے جاتے ہین - اوّل یہہ کہ قبل از تصرف مرید کے شیخ کو چاہیے کہ
مرید کے استعداد پر نظر کرے اگر استعداد اوسکی سلوک مقرر ہونیکی
قابل دیکھے اوسکو بطریق حکمت کے روشنی احوال اہل قرب سے دعوت
کرے اور جب اوسکی استعداد نہین رکھتا ہے تو فقط نصایح نیک اور
بشارت و تہدید سے ہدایت فرماوے دوسرا یہہ کہ مال پر مرید کے
یا خدمت پر اوسکے کسیطرح طمع نکرے اور خاطر کو اوس سے ملتفت نکرے
اور جو مرید چاہے کہ مال اور املاک سے یکبارگی انقطاع کرے تو شیخ کو
اجازت دینی اوسوقت مسلم ہوگی جبکہ مقابلہ ہین اوسکے وہ حال کہ
مرید کی تسلی اور جمعیت خاطر کا سبب ہو عوض دیسکے تیسری یہہ کہ
قول شیخ کا موافق حال اور فعل شیخ کے ہو اسلئے کہ جسوقت کسی فعل کے
شروع کرنیکو یا ترک کرنیکے مرید کو دعوت کرے تو وہ فعل شیخ کی حالت

آداب پیر با مرید

ظاہر ہوا ہو۔ چوتھی یہہ کہ جسوقت مرید سے بیدلی اور ارادت مین
ضعف مشاہدہ کرے تو جانے کہ نفس امارہ کی مخالفت اور پسند خاطر
چیزونکے ترک کرنیمین نیت اور قصد صادق نہین رکھتا ہے پس اوس سے
آشتی اور دوستی کرے اور زیادہ باعث نہووے شاید کہ طول مدت
اور کثرت مخالفت سے کچھہ اثر اوسمین پیدا ہوجاوے پانچوین یہہ کہ
جب کسی مرید کے مکروہ یا بدکام پر اطلاع پاوے تو چاہیئے کہ مرید کو
اس سے جھڑکی یا سرزنش کرے اور تصریح اور تعین کی بات نکہے
بلکہ بطور کنایہ کے لوگون سے بات کہے کہ مفہوم اوسکا مرید پر دلالت
کرے چھٹی یہہ کہ راز مرید کا نگاہ رکھے اور مکاشفات و واقعات سے
اوسکے جو کچھہ کہ معلوم ہووے اوسکا اعلان اور اظہار نکرے بلکہ غلوتمین
روبرو مرید کے اوسحالت کے حقارت کرے یہانسے تزکیہ اور تخلیہ کا
بیان ہے تزکیہ صفت کرنا نفس کا ہے صفت فنا مین اور وہ دنیا اور
حرص و ہوا کے ترک کرنے سے حاصل ہوتا ہے رباعی خواہی کہ دلت
حیران شود آئینۂ دہ چیز برون کن ز درون سینۂ کذب و حسد
بخل و حرام و غیبت ٔ شہوت و حرص و ہوا و طمع و کینۂ اور یہہ
اول ہی مرتبہ ہے زہد کا اور دوسرا مرتبہ عبادت ہے اور وہ تخلیہ
اتصاف نفس کا ہے صفت بقا مین اور وہ خوش خوئی یعنے تخلق اخلاق
الہی سے ہوتا ہے اور جو خلق کہ سب اخلاق سے اول ہے وہ صدق ہے
قال اللہ تعالی کُونُوا مَعَ الصّادِقِینَ اور علامت صدق کی یہہ ہے کہ

تزکیہ و تخلیہ

اگر از روی سر کے ہو یا علانیہ حال ہو اوسکے تمام خلق عالم کے مطلع ہو جاۓ
تسغیر اور شرمندہ ہو خلق دوم بذل یعنے خرچ ہے اور وہ چند طرح
سے ہے اول یہہ کہ دوسرے کے بذل کے برابر بذل کرے اوسکو مکافات
کہتے ہین دوسرا یہہ کہ بر سبیل ابدا یعنے ہدیہ کے اور کشادگی سے ہووے
مکافات کے توقع کے لیے اوسکو مناجرہ کہتے ہین اور یہہ دونون قسمین
عوام کا خواص سے ہے تیسرا یہہ کہ بر سبیل ابدا ہووے مگر بے توقع
مکافات ہو اوسکو ایثار کہتے ہین خلق سوم قناعت ہے اور وہ عبارت
ہے سکون نفس سے حد قلت اور کفایت پر اور قطع طمع ہے طلب کثرت
اور زیادتی سے اور جو ان صفتون مین سالک متصف ہووے
اور اس خلق مین مخلوق ہووے تو دنیا اور آخرت کی خیر اور
تونگری اور فراغت کا گنج اوسکے لئے مسلم ہوا اور ابد کی راحت
اور ہمیشگی کے عزت کو پہونچا۔ خلق چوتھا تواضع ہے اور وہ عبارت ہے
وضع یعنے تربیت نفس اپنے حق کے ساتھہ مقام عبودیت مین اور خلق ہے
مقام انصاف مین وضع نفس حق کے ساتھہ اور مقام عبودیت مین
انقیاد یعنے اطاعت امر و نہی سے ہووے یا قبول تجلیات صفات سے
یا فنای وجود سے تجلی ذات مین انقیاد در امر و نواہی کا نفس مین
یہہ تواضع مبتدیون کی ہے اور قبول کرنا تجلیات صفات کا قلب مین
اپنے مشیت یعنے مرضی کی فنا سے مرضی حق مین یہہ تواضع متوسطون کی ہے
اور قبول کرنا تجلی ذات کا روح مین اپنے نفس کے فنا سے وجود

مطلق مین یہہ تواضع منتہیان کی ہے لیکن وضع نفس یعنے ترتیب نفس
کے مقام انصاف مین یا خلق مین یا قبول مین ہووے یا رعایت حقوق
یا ساتہہ ترک توقع یعنے غرور رکہے اور توقع کے ہووے اور مراد قبول
حق سے یہہ ہے کہ مناظرات ومحاورات مین جسوقت کہ حق دوسرے
کیطرف دیکہے تو حق کو نچہوڑے بلکہ تسلیم کرے اور گردن رکہے
اور مراد رعایت حقوق سے یہہ ہی کہ حق دوسرےکا اپنے حق پر مقدم رکہے
اور مراد ترک کرنے ترفع اور توقع سے یہہ کہ اگرچہ وہ اوس مرتبہ کے
مستحق نہووے پر لازم ہے کہ اپنے کو خلق سے محل فوق مین نہ لاوے
اپنے کو بلند رتبہ نجانے فروتنی کرے بلکہ اپنے مرتبہ کی رعایت توقع
اور دنبی ہی نرکہے خلق پانچوان حلم اور علم اوسکو کہتے ہین کہ غضب
کے حالت مین اپنے کو نگاہ رکہے اور جو کچہہ کہ شایان غضب کے ہے
مغضوب پر روا نہ رکہے وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ خلق چہٹا عفو ہے اور وہ درگذر کرنا ہے
جزائی بدسی قال اللہ تعالے خُذِ الْعَفْوَ خلق ساتوان احسان ہے
اور احسان یہہ ہے کہ بدی کے عوض نیکی کرے خلق اٹہوان یہہ کہ
شگفتگی اور تازہ روی سالک کو بسبب دوام بصیرۃ کے مشاہدۂ جمال
ازلی اور کمال لم یزلی سے جو ہمیشہ امداد فیض قدس کی دل وجان
پر اوسکے پہونچتی ہے اوسکی پیشانی پر ظاہر ہووے اور ہمیشہ بشاش
اور تازہ رو رہے خلق نوان تودد اور تالیف آدمیون کے ساتہہ

مقامات سالک

جملہ اخلاق کریمہ اور اوصاف شریفہ سے ایک خلق ہے اور آدمیونکے
ذات میں یہ خلق بہت ہوتا ہے اور خیر و نیک بختی اوس میں بہت
ہوتی ہے اب بیان سے مقامات سالک کا اجمالاً بیان کیا جاتا ہے
اوّل مقام توبہ ہے اور توبہ چند قسم کی ہے ایک توبہ ظاہری کی اور
وہ گناہ اور شبہات سے پرہیز کرنا ہے اور امر الٰہی کے خواہش کرنا ہے
دوسری توبہ باطن کی ہے یعنے جسطرح گناہوں سے ظاہر میں احتراز
کرے باطن میں بھی خطرات بد اور وساوس زشت سے محترز
ہووے اور یہ اول توبہ سالک کی ہے کہ عموماً خلایق کے توبہ سے
ملی ہوئی ہے دوسری توبہ زاہدونکے اور وہ لذائذ نفسانی سے پرہیز کرنا
ہے تیسری توبہ اہل حضور کے اور وہ توبہ غفلت سے ہے ساتھ حضور کے
چوتھی توبہ متحققین کے اور وہ رجوع کرنا ہے اخلاق زشت سے ساتھ
اخلاق حسنہ کے پانچویں توبہ عارفوں کے اور وہ رجوع ہے دیکھنا
اپنے احسانات کو ساتھ حق کے اسلئے کہ عارف جسوقت اپنے طرف
نیکیوں کے نسبت کرے تو اوسپر واجب ہے کہ اوس سے توبہ
کرے اور اپنے فعل کے تصور سے فعل حق کے تصور کیطرف پھر جاوے
چھٹی توبہ موحدین کے اور وہ رجوع ہے ماسوا حق سے حق کیطرف
اور اس قسم کو توبہ سے توبہ کرنا کہتے ہیں اسواسطے کہ اہل توحید جسوقت
غیر حق کے طرف نظر کرتے ہیں تو اوسکو گناہ جانتے ہیں اور اوس سے
توبہ واجب سمجھتے ہیں دوسرا مقام ورع ہے جسکو پرہیزگاری کہتے ہیں

وہ یہ ہے کہ از روئے قول اور فعل کے ظاہر و باطن میں شبہات
اور فضول امور کا ترک کیا جائے چنانچہ حضرت شبلی قدس سرہ
فرماتے ہیں کہ ورع یعنے پرہیزگاری تین قسم پر ہے ایک ورع
باللسان یعنے زبان کی ہے اور وہ خاموشی ہے فضول اور لایعنے
باتیں کرنے سے دوسری ورع بالارکان اور وہ ترک کرنا شبہات
اور خطرات کا ہے تیسری ورع بالجنان ہے اور وہ ترک کرنا دلکے
ارادہ بد کا اور دلکے برے باتوں کا ہے تیسرا مقام زہد ہے اور مراد
زہد سے انحراف رغبت کا ہے متاع دنیا سے اور اعراض قلب
یعنے پھیرنا دلکا ہے اوسکے غرضون سے اور یہ زہد عوام ہے
اور زہد خواص زہد اور ترک زہد ہی کیا معنے کہ زہد اول ترک لذائذ دنیا ہے حصول
لذائذ عقبی کے تمنا پر اور یہ بات میدان توحید پر اور عرفان کی
شہسوارون کے نزدیک ہیچ ہے شبلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں
الزُّهْدُ غَفْلَةٌ لِأَنَّ الدُّنْيَا لَا شَيْءَ وَالزُّهْدُ فِي لَا شَيْءٍ غَفْلَةٌ چوتھا مقام
فقر ہے اور فقر عبارت اوس سے ہی کہ اسباب دنیا کا مالک نہو حضرت
شبلی علیہ الرحمہ سے کسینے پوچھا کہ فقر کیا ہے اونہون نے کہا ان
لا یستغنی بشیٔ دون الحق اور فقرا متحقق کے چند طایفہ ہیں ایک
گروہ ایسی ہے کہ جو کچھہ دنیا کے نعمت اونکو ملتی ہے تو وہ سبکو ایثار
کر دیتی ہے اور اوسکے عوض کچھہ نفع دنیا اور آخرت میں نہیں رکہتے
اور ایک گروہ ایسی ہے کہ باوصف اس صفت کے کہ بیان ہوئی طاعات

اور عبادات جو وہ بجا لاتی ہے اوسکو اپنے ذات سے نہین سمجھتی
اور اوسپر امید عوض کی نہین رکہتی اور ایک جماعت ایسی ہے کہ
باوجود ان دونون صفتون کے کہ مذکور ہوئے اپنی ذات و ہستی کو
اپنی نہین جانتے اور نسبت خودی سے بالکل نکل گئی اور ذات حق مین
محو ہو گئی اور ایک گروہ فقیر کا ایسا ہے کہ انہون نے محو کو محو کیا ہے
اور یہہ مقام سب سے بالاتر ہے اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ اسی مقام کا اشارہ ہے
پانچوان مقام صبر ہے اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ
اور فرمایا مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْاِیْمَانُ نِصْفَانِ نِصْفُہٗ شُکْرٌ
اور صبر مراد استقلال سے ہے وقوع واقعات اور حادثات کے
حالتہین کہ مامول اور مقصود کے مخالف ہووے چھٹا مقام شکر ہے
اور شکر علما کے محاورہ مین اظہار کرنا نعمت منعم کا ہے بواسطہ اقرار دل
و زبان کے اور بعضونکے نزدیک اعمال جوارح یعنے اعمال اعضا کے بیچ مین
اوس چیز مین کہ اوسکے جہت سے مخلوق ہووے مثلاً اگر کہ زبان
ایک نعمت ہے شریف تر کہ نطق کے لئے بنی ہے اوسکی شکر اس نعمت کا تلاوت
قران شریف اور کہنا کلمۃ الحق کا اور نصیحت اور موعظت کا ہے اور
آنکھہ ایک نعمت ہے شکر اوسکا مشاہدہ کرنا آیات قدرت کا اور حکمت
الٰہی کا صحایف اور الواح سموات اور ارضین سے یعنے آسمان و زمین سے ہے
اور اسیطرح سب اعضا سے کہ حق تعالی نے کرامت فرمائے ہین اور
معلوم ہووے کہ نعمت دو قسم پر ہے نعمت دنیوی اور نعمت اخروی کہ

ہیں نعمت دنیا کے صحت اور عافیت وغیرہ ہے اور نعمت عقبی کے
ایمان اور اعمال صالحہ اور فقر اور مثل اوسکے اور اہل شکر کے دو فرقہ
ہیں مبتلاان اور محققان مبتلاان وہ ہین کہ سوائے نعمت ظاہری دنیا کے
شکر نہین کرتے ہین اور نعمت باطنی اخروی پر منہہ ہمت کا حق سے پھیرتے
ہین اور محقق وہ گروہ ہے کہ ثابت رہنا فقر پر اور تحمل کرنا بلای عزیز کے
نعمت شمار کرتی ہے اور جانتی ہے کہ بلا ایک نعمت خاص ہے کہ حق تعالی
اوسکو اپنے خاص بندونکو عطا کرتا ہے اسلئے کہ اوس حالت مین
شکر زیادہ کرین۔ **ساتوان مقام خوف** ہے اور وہ ضد طمانیت
کی ہے **نقل** ہے کہ ایک روز جبرئیل علیہ السلام حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین آئے اور اثر خوف کا اونپر ظاہر تہا
حضرت نے اوسکا سبب دریافت فرمایا جواب دیا کہ جس روز سے
معلم الملکوت کو تسبیح اور تقدیس کرنیوالون ملاء اعلی مین سے قہر ازلی
کے ہاتہہ نے باہر کھینچا ہے اور اوسکی پیشانی پر داغ لعنت کا رکہا ہے
ہم مین سے عبادتخانہ قدس مین کوئی ایک بہی سر پر امن و قرار پر نہین ہے
اور وقوع سے مثل اوس حال کے بخوف اور مطمئن نہین ہوا ہے اور خوف
دو چیز سے ہوتا ہے ایک خوف عذاب اور سیاست سے یہہ عوام
مومنون کے لئے ہوتا ہے دوسری خوف سوء عاقبت سے یعنے دور
ہوجانے مراتب قرب حضور سے اور یہہ ابتدائی حال مین سالکون کو
ہوتا ہے اور منتہی اور واصلونکو بمصداق لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

کچھ خوف اور ڈر نہین ہوتا ہے آٹھوان مقام رضا ہے اور وہ
ارتیاح قلب ہے یعنے شاد ہونا دل کا امید کرم الٰہی سے اگر نہوتا
رجا کا یعنے امید کا خوف کرنیوالون کے دلون کو ہوا نہ دیتا تو خایفونکی
دل حرارت خوف سے سوختہ ہوجاتی حکمت الٰہی نے مومن کے
دلمین خوف و رجا دونون کو تعبیہ کیا ہے اسواسطے کہ دونونکے ملنے سے
اعتدال ظاہر ہووے اور مزاج انکا مستقیم ہوجائے اور اہل رجا کے
دو گروہ ہین ایک طالب حظ ہین اور دوسرے طالب حق ہین اور
خوف و رجا خاص کر سالکون کے واسطے مانند دام کے ہے اوس سے
حق کے طلب مین قطع منازل و مراحل کرتے ہین کبھی قدم خوف سے
مہلکہ ناکامی سے گذرتے ہین اور کبھی قدم رجا سے یاس و حرمان کے
مخمصہ سے باہر آتے ہین نہ امن قرار ہے کہ طلب کے مرض کو شفا بخشی
اور نہ یاس و حرمان ہے کہ طمع وصل سے قطع کرے گویا مضمون
اس شعر کا اونکے حال کے مناسب ہے ؎ دو گونہ رنج و عذاب است
جان مجنون را * بلاے فرقت لیلی و صحبت لیلی * نوان مقام
توکل ہے اور وہ سپرد کرنا امور کا ہے اوپر تدبیر وکیل علی الاطلاق
کے اور اعتماد کرنا کفیل رزاق کی کفایت پر عَمَّت نِعمَائُہٗ
وَتَقَدَّسَت اَسمَائُہٗ اور توکل حقیقت ایمان کا نتیجہ ہے
قال اللہ تعالے وَعَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلُوٓا اِن کُنتُم مُؤمِنِینَ اور علامت
توکل کی یہہ ہے کہ سالک زمام تدبیر کو تقدیر کے قبضہ مین دیدیوے

اور متوکل حقیقی وہ ہے کہ اوسکی شہود دیدنے رویت کے نظر مین مسبب الاسباب
وجود کے سواے دوسریکا وجود نہین سماتا ہے اور توکل اوسکا وجود
اور عدم اسباب سے متغیر نہین ہوتا ہے روایت ہے کہ حضرت
ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ چالیس روز سے زیادہ ایک مقام پر
نہ ٹھہرتے تھے اور اپنی حال کے مخفی کرنیکے لئے نظر خلق سے احتیاط بلیغ کرتے
اسواسطے کہ اونکے توکل سے کوی آگاہ نہووے اور آگاہی خلق کی
اوسکے توکل پر اسباب رزق سے کوی سبب اونکے لئے نہ ہوجائے
دسوان مقام رضا ہے اور مراد اوس سے یہ ہے کہ احکام قضا
و قدر سے کراہت نکرے اور یہ مقام سالکون کے مقامات کے
انتہا ہے اور جو کوی کہ رضاء الہی کے مقام پر آجائے اور نظر طرف رضا کی
ہووے تو اوسکی سب عیب صواب معلوم ہودین اب بعض حالات

حالات سالک

سالک کے بیان کئے جاتے ہین جملہ حالات سالک مین سے ایک محبت ہے
کہ سب حالات عالیہ کے بنا اوپر ہے اور محبت دو نوع کی ہے
ایک محبت عام ہے کہ وہ خواہش دلکی ہے جمال صفات الہی کے
مطالعہ کیطرف دوسری محبت خاص ہے اور وہ خواہش روح کی
طرف مشاہدہ جمال ذات نامتناہی کے محبت عام سبب آمیزش غرضونکے
مثل اوس شراب کے ہے کہ صفای اور کدورت اور لطافت اور
کثافت کی حاصل ہو اور محبت خاص لطف اور صاف و مصفا ہوتی ہے
اسلئے کہ آمیزش اغراض سے خالی ہے اور حقیقت محبت کے اتحاد وسکے [?]

رابطون مین سے ایک رابطہ ہے محبت کو اوپر محبوب کے اثر
بخشش کرتا ہے اور ایک جذبہ ہے معشوق کے جذبون مین سے کہ
عاشق کو اپنے طرف کھینچتا ہے اور بتدریج اوصاف بشری سے
اوسکو خالی کرتا ہے اور لباس صفات سرمدی کا بخشتا ہے اور
محبت الہی کے حالات بہت ہین ایک اونمین سے یہہ ہے کہ دنیا
اور آخرت کی محبت سے دل خالی ہوتا ہے اور جس دلمین محبت
الہی جاگیر ہوگئی ہے محبت غیر کی ہرگز نہین سماتی ہے مگر شفقت
غیر پر کرنا البتہ ہوسکتا ہے اور آدمی اوس شفقت کو محبت جانتا ہین
اور امتحان شفقت اور محبت کا اسطرح پر ہے کہ جس شخص مین
دونو صفتین ہون اگر اوسکو ان دونون صفتون مین مختار کردینا
تو وہ شخص شفقت کو ترک کرے اور محبت کو اختیار کرے نقل ہے
کہ ایک دفعہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت امیر المومنین
علی اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ سے دریافت کیا کہ اے پدر
عالی قدر آپکو مجھسے محبت ہے حضرت نے جواب دیا کہ ہان بس حضرت
امام حسین علیہ السلام نے کہا کہ آیا ایک دلمین محبت اور شفقت ہوسکتی ہے
جناب علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے
آزمایش کیجائے ارشاد کیا کہ اس باب مین تمہارا کیا قول ہے
اوسوقت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر آپکو میرے
قتل کرنے پر اور ایمان کے چھوڑنے پر مختار کرین تو آپ ان دونون

یا تو ان مین سے کسکو اختیار فرماینگے جناب علی اسد اللہ الغالب کرم اللہ
ارشاد کیا کہ مین تمہارے قتل کو اختیار کرون امام حسین علیہ السلام نے
کہا کہ یہہ شفقت ہے جو آپ مجھسے رکھتے ہین نہ محبت اسلئے کہ شفقت ترک
ہوتی ہے اور محبت ترک نہین ہو سکتی ہے اور شفقت و محبت مین
یہی فرق ہے۔ حالت دوسری یہہ ہے کہ اگر کسی غیر کا حسن و جمال
اوس سے بیان کرین تو وہ عاشق اوسپر التفات نکرے اور
حسن محبوب کے دیکھنے سے آنکھہ دلکی نہ اوٹھالے تیسری حالت یہہ ہے
کہ جو شخص وصل محبوب کا مانع ہو گو وہ اپنا باپ ہی ہو تو اوس سے
پرہیز کرے چوتھی حالت یہہ ہے کہ محبوب کی تھوڑی رعایتونکو
بہت جانے اور اپنے بہت اطاعت کو تھوڑا سمجھے بمصداق فرمودہ
حضرت رسالت پناہ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ وَمَا عَرَفْنَاكَ
حَقَّ مَعْرِفَتِكَ پانچوین حالت یہہ ہے کہ جمال محبوب کے دیکھنے سے
نظر عاشقونکی پرتو شعاع نور سے عاجز اور رنجور ہو جاتی ہے چھٹی حالت
یہہ ہے کہ شوق ہے سبب دریافت ہونے مہربانی اور بخشش اور
احسان محبوب کے ساتوین حالت یہہ ہے کہ شوق محبان ذات کا
ساتھہ دیدار اور وصال و قرب معشوق کے کہ یہہ شوق نہایت کمیاب ہے
اسوجہ سے کہ اکثر اشخاص رحمت الٰہی کے طالب ہین طالب خدا نہین
ہین آٹھوین حالت قرب ہے اور اہل تصوف کی اصلاح مین یہہ قرب
استغراق وجود سالک ہے اپنی جمیع صفات کے عین غیبت مین اوس

انتہا تک کہ صفت قرب اور استغراق اور غیبت یعنے ناپدید ہونے
اپنے سے بھی غائب ہووے اور قرب حق سبحانہ تعالے کا سالک کے
دلمین ساتہہ اندازہ قرب دل سالک کے ہووے ساتہہ حق سبحانہ تعالے
یعنے ہرچند دل اوسکا ساتہہ خدا کے نزدیک تر ہووے مگر خدا اوس سے
بہت نزدیک ہے تو بین حالت قبض اور بسط ہے سالک راہ حقیقت کا
جو مقام عام سے گذرے اور محبت خاص کے اول درجہ مین پہونچے تو
اصحاب قبول اور ارباب احوال کے زمرہ مین داخل ہووے اور
قبض اور بسط کا حال سالک کے دل پر آنے لگے اور مراد قبض سے
کہینچ لینا خط کا ہے اور مراد بسط سے انشراح یعنے روشنی قلب کی ہے
روشنیون نور سرور سے اور سبب وجود قبض کا اوصاف نفس کا
ظہور ہے اور حجاب اور حائل ہونا اوسکا ہے اور سبب بسط کا دور ہونا
حجاب نفس کا ہے دلکے روبرو سے اور جو قبض اور بسط جملہ احوال مین
سے ہین مبتدیونکو اون سے نصیبا نہووے اور منتہی سبب خارج ہونے
تحت تصرف حال سے اوس سے گذر جاتے ہین پس قبض اور بسط
حال متوسطونکا ہے اور مبتدیونکو بجاے قبض اور بسط کی خوف اور
رجا ہووے اور منتہونکو بجاے اونکے فنا اور بقا ہے دسوین منزل حالت
فنا اور بقا ہے فنا عبارت ہے نہایت سیر الی اللہ سے اور بقا عبارت
بدایت سیر فی اللہ سے سیر الی اللہ اسوقت حاصل ہووے کہ صحراے
وجود کو یکبارگی قطع کرے اور سیر فی اللہ اسوقت متحقق ہووے کہ

سالک بعد فنا مطلق کے وجود اور ذات کو لوث حدثان یعنے حوادث سے
پاک پاوے اسواسطے کہ اوسکے سبب سے عالم انصاف بین اوصاف الٰہی سے
اور عالم تخلق بین اخلاق نامتناہی سے ترقی کرتا ہے ۔ جاننا چاہیے
کہ مرید دو قسم کے ہوتے ہین ایک رسمی اور دوسرے حقیقی رسمی وہ مرید ہے اقسام مرید
جو شخص کہ پیر کو پہنچا ہے اوسے کلاہ اور شجرہ لیوے اور اعتقاد پکا
دلسے سچا رکہے اور اوسنے جو کچھہ کہ مرید کو کہا ہے اوسپر ثابت قدم
رہے اور جس چیز سے کہ منع کیا ہے اوس سے قطعاً پرہیز کرے اور
مرید حقیقی وہ ہے کہ ظاہر اور باطن مرید کا تابع ظاہر و باطن پیر کے
ہووے اور جملہ حرکات اور سکنات اوسکے موافق حرکات اور
سکنات پیر کے ہووے بلکہ کبہی دم اور قدم مخالف راہ و روش پیر کے
نہ مارے اور پیر کو بہی چاہیئے کہ جسوقت مرید مین صدق معاملہ پاوے
اوسکو محلوق کرے اور خرقہ پہنائے اور تلقین ذکر اور مراقبہ وغیرہ
کرے اور خلوت مین بٹھلاوے و مجاہدہ اور ریاضت فرمائیے
اور مانند اپنے تربیت کرے لیکن لبس خرقہ چاہیئے کہ طالبان صادق
کو خالصاً اور مخلصاً للہ پہنائے نہ کہ واسطے رونق دکان اور گرم بازاری
اور مشیخت اور ناموری و شہرت کے نعوذ باللہ اور جبکہ طالب
صادق سکہ ملق اور خرقہ عنایت سے پیر و مرشد کے پاوے لازم ہے
کہ اس سکہ کو دولت دارین اور سعادت کونین جانے اور وسوسہ
و فکر فضول کو دور کرے اور اس سکہ مذکور سے روگردانی نکرے

پہنے زبان پر بہی نہ لاوے کہ فلان بزرگوار نے مجہے یہہ سکہ پہنایا اور
عطا کیا یہہ سب باعث انکے عنایت کا ہے والّا نہ مین کب اس خرقہ کے
لایق تہا اور اس وجہ سے پیر موی سر پر رکہے اور خرقہ عطیہ کو
صرف تبرکاً رکہہ چہوڑ کر دوسرا لباس پہنے لیکن اپنے عدم لیاقت
اس سکہ مین جاننا ہی کمال سعادت ہے اور فکر صواب و مفتاح خیریت
اور فتح الباب الّا اس سعادت سے باہر نہ جانا چاہیئے نظم پنجہ پیر
نقش اللہ است ؎ کی ازین رمز ہر کس آگاہ است ؎ از ید اللہ
فوق ایدیہم ؎ شد یقینم کہ مرشد اللہ است ؎ ہر کہ نگرفت دامن
پیری ؎ طفل نادان و مرد گمراہ است ؎ منکر پیری و مریدی را
حیف صد حیف آہ صد آہ است ؎ پیر آمد وسیلہ بہر نجات ؎
پیر بگزین کہ خواہ و ناخواہ است ؎ پیر و استاد و بیعت و خرقہ
ہمہ در کار اندرین راہ ست ؎ پیر را صورت پیمبر دان ؎ زانکہ
او رہنمای درگاہ است ؎ با دب پیش پیر باید بود ؎ کوز پیر تا
قدم ادب گاہ است ؎ صاحبان عقل و ہوش پر ثابت اور عیان
کہ از روی معنی کے آراستگی کارخانہ دنیا کے صرف اولیاء کرام
کی ہے ذات مقدس آیات کی برکت سے وابستہ اور متعلق ہے
اور اس گروہ حق پژوہ کی انواع موجودات سے علیحدہ علیحدہ
ہوتے ہین جنکا ذکر پہلے ہو چکا ہے - کہ انہین گروہ عالیہ مین سے
جو چار پیر چودہ خانوادہ مشہور ہین تفصیل انکی اسطرح پر ہے کہ

چہار پیر چاردہ خانوادہ

جناب ولایت مآب مطلوب کل طالب امیر المومنین حضرت علی
ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ نے چار حضرات کو علم حقیقت ومعرفت
تعلیم وتلقین فرمایا اور انہین حضرات کو چار پیر کہتے ہین اون حضرات
عالیہ مین سے پہلے حضرت امیر المومنین امام حسن علیہ السلام ہین
دوسرے امیر المومنین حضرت امام حسین علیہ السلام ہین تیسرے
رئیس التابعین حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ ہین چوتھے
امام اولیاء حضرت کمیل ابن زیاد قدس سرہ ہین حضرت رئیس التابعین
خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے حضرت خواجہ عبدالواحد ابن زید
اور حضرت حبیب عجمی قدس سرہ تلقین پائے اور حضرت عبدالواحد
ابن زید قدس سرہ سے پانچ خانوادہ نکلے پہلے زیدیان گروہ
حضرت عبدالواحد ابن زید قدس سرہ سے نسبت رکھتے ہین جو جنگل
اور بیابان مین سخت اور شاق ریاضتون مین مصروف رہتے تھے
اور چار روز بعد میوہ سے یا جنگل کے گھانس سے روزہ افطار
کیا کرتے تھے اور کسی جاندار کو ذبح نکرتے تھے اور درم ودینار
کو بھی نہین چھوتے تھے اور شہر ودہ وغیرہ مین نہین رہتے تھے
دوسرے عیاضیان حضرت قطب الفضایل خواجہ فضیل ابن عیاض
قدس سرہ خلیفہ حضرت خواجہ عبدالواحد ابن زید قدس سرہ سے
نسبت رکھتے ہین جو ہمیشہ مسافرت اور تنہائی مین رہتے اور ہرگز
کسی سے سایل نہوتے جو کچھہ اونکو غیب سے بہم پہونچتا تہا اوسی پر

قناعت کرتے تیسرے ادہمیان جو سلطان المساکین برہان العاشقین
بادل المملکة والسلطنة حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم قدس سرہ
خلیفہ حضرت خواجہ فضیل بن عیاض قدس سرہ سے نسبت رکھتے ہین
جنہون نے شوق و ذوق الٰہی مین آکر سلطنت پہ ٹھوکر مارے اور
تنہائی اختیار کی اور تزکیہ نفس و تصفیہ باطن مین انہی ہم عصرون
سے بہی بہت بڑہ گئے چوتہے ہبیریان حضرت خواجہ امین الدین
ہبیرة البصری قدس سرہ سے نسبت رکھتے ہین جو دوسرے واسطے سے
حضرت سلطان ابراہیم ادہم بلخی قدس کے خلیفہ تہے اور مخلوق سے
صحبت کم رکھتے اور رات دن خلوت مین عبادت الٰہی کیا کرتے تہے
اور چار روز کے بعد میوہ اور گہانس سے افطار فرماتے تہے
پانچوین چشتیان جو حضرت خواجہ ابو اسحاق قدس سرہ سے
نسبت رکھتے ہین جو ہمیشہ ریاضت اور عبادت الٰہی مین مشغول
رہتے تہے اور نو خانوادہ جو حضرت حبیب عجمی قدس سرہ سے نکلی انکی
تفصیل یہہ ہے اول عجمیان حبیب عجمی قدس سرہ سے نسبت رکھتے ہین
جو کہ حضرت رئیس التابعین خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کے خلیفہ تہے
اور اکثر پہاڑون اور جنگلون مین گشت کیا کرتے تہے اور تین دن کے
بعد خرمی سے افطار صوم کیا کرتے تہے اور تہوڑے کپڑے پر اکتفا
کرکے ستر عورت کو ڈہانکتے تہے دوسری طیفوریان حضرت بایزید بسطامی
قدس سرہ سے نسبت رکھتے ہین جنکا اسم مبارک طیفور تہا حضرت

نجات پاتا ہے صاف ہو کر حق تعالی کے ٹھہرنے کا مقام بنجاتا ہے اسو
کہ جبتک دل شہوتون اور خواہشون سے بھرا ہوا وس سے ذکر آلہی
ناممکن ہے اور ذکر اوسمین موثر نہین ہوتا اور حج وزیارت خانہ
خداوند کریم کا نام ہے اوس سے ہی صاحب خانہ کی یاد اور اوسکے
ملاقات کے شوق کا برپا کرنا مراد ہے تو ذکر آلہی سب عبادتونکا سر
اور خلاصہ ہے بلکہ اسلام کی اصل اور جڑ کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے
اور یہہ عین ذکر ہے اور عبادتین اس ذکر کے تاکید اور مضبوط
کرنے واسطے ہین اور ذکر کا ثمرہ یہہ ہے کہ خدا ہی ذاکر کو یاد کرتا ہے
پس اس سے زیادہ ثمرہ ونتیجہ اور کیا ہونا چاہئیے چنانچہ خداوند کریم
ارشاد فرمایا ہے فَاذْكُرُونِيْٓ اَذْكُرْكُمْ تم مجھے یاد کرو تاکہ
مین تمہین یاد کرون پس خداوند جلشانہ کو ہمیشہ یاد کرنا چاہئیے کیونکہ
آدمی کی فلاح اسکے ساتھہ وابستہ ہے اسواسطے حق سبحانہ تعالی نے اپنے کلام
پاک مین ارشاد فرمایا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ یعنی
فلاح کی امید رکہتے ہو تو کثرت ذکر اوسکی کنجی ہے بہت ذکر کرو تہوڑا
نہین اکثر اوقات کرو گاہ گاہ نہین قولہ تعالے اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ
اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ اون بندونکی تعریف فرمائی جو
کہڑے بیٹہے کبھی اوسکے یاد سے غافل نہین ہوتے اور فرمایا وَاذْكُرْ
رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ
بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ یعنی اوسے یاد کرو اپنے دلمین

زاری اور سوا اس سے پوشیدہ صبح و شام کو اور کسی وقت
غافل نہ ہو۔ اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے
پوچھا کہ یا رسول اللہ صلعم سب کامون مین کونسا کام افضل ہے آپ نے
فرمایا کہ مرتے وقت ذکر الٰہی سے تر زبان ہونا جناب رحمۃ اللعالمین نے
فرمایا کہ خداوند کریم کے نزدیک جو کام بہترین اعمال اور مقبول ہے اور
تمہارا بزرگترین درجات ہے اور سونا وچاندی صدقہ دینے سے
بہتر ہے اور خدا کے دشمنون کے ساتھ اسطرح جہاد کرنے سے بھی بہت
بڑہ کر ہے کہ تم اونکے گردنین مارو وہ تمہارے گردنین کاٹین اوس
کام سے مین تمہین آگاہ کردون جان نثارون نے عرض کیا کہ یا رسول
صلعم ارشاد فرمائے وہ کیا کام ہے آپ نے فرمایا ذکر اللہ یعنے حق تعالیٰ
کو یاد کرنا اور آپ نے فرمایا کہ خدا کو یاد کرنیوالا غافلون مین ایسا ہے
جیسے مردون مین زندہ ہے اور جیسے سوکہے گہاس مین ہرا درخت
اور جہاد سے فرار شدہ لوگون مین غازی ثابت قدم جاننا چاہیے
کہ ذکر کے چار درجہ ہین پہلا درجہ تو یہہ کہ فقط زبانی ذکر ہو دل اوس سے
غافل اور بیفکر ہو اوسکا اثر کم ہوتا ہے بالکل بے اثر ہے نہین ہے
اسواسطے کہ جو زبان ذکر الٰہی مین مشغول ہو اوسکو اوس زبان پر
جو بیہودہ باتون مین مصروف ہو یا بالکل معطل و بیکار رہے فضیلت ہے
دوسرا درجہ یہہ ہے کہ ذکر دل مین تو ہو لیکن قرار نہ پکڑے
اور پھر نہ کرے ایسا ہو کہ دلکو تکلف سے ذکر کے ساتھہ مشغول رکہین

مراتب ذکر

کہ اگر یہہ جہد اور تکلف نہو تو دل غفلت یا نفس کے خطروں سے پہر
طبیعت کے موافق ہو جائے تیسرا درجہ یہہ ہے کہ ذکر دل مین جم گیا
اور ایسا غالب اور متمکن ہو گیا ہو کہ اوسکو کام کیطرف اوسی تکلف سے
مشغول کرین یہہ بہت بڑی بات ہے چوتہا درجہ یہہ ہے کہ جسکا
ذکر ہے وہ دل مین بس گیا ہو اور وہ حق سبحانہ تعالے ہے اور
ذکر دل مین نہو اسواسطے کہ جس شخص کا دل بالکل مذکور یعنے خدا کو
دوست رکہتا ہے اوسمین اور اوس شخص مین جسکا دل ذکر کو دوست
رکہتا ہے بڑا فرق ہے بلکہ کمال یہہ ہے کہ ذکر اور ذکر کا خیال
بالکل دل سے جاتا رہے مذکور ہی مذکور رہ جائے اسواسطے کہ ذکر
عربی ہو خواہ فارسی نقش سخن سے خالی نہوگا بلکہ عین سخن ہوگا
اور اصل یہہ ہے کہ سخن عربی اور فارسی وغیرہ جو کچہہ ہے سب
چیزون سے دل خالی ہو اور سب وہی وہ ہو جائے دل مین
کسی دوسری چیز کی گنجایش ہی نہ باقی رہے فرط محبت جسکو عشق
کہتے ہین یہہ امر اوسکا نتیجہ ہے یعنے اوس سے حاصل ہوتا اور عاشق
ہمیشہ معشوق ہی کیطرف متوجہ رہتا ہے ایسا ہوتا ہے کہ اوسکے تصور
اور کمال خیال مین اوسکا نام ہی بہول جاتا ہے جب ایسا مستغرق
اور محو ہو جائیگا کہ اپنے کو اور غیر حق جو کچہہ ہے سبکو بہول جائیگا تو
تصوف کے پہلی راستہ ہو جائیگا پس اس حالت کو فنا اور نیستی
کہتے ہین یعنے جو کچہہ ہے وہ سب اوسکے ذکر سے نیست ہو گیا اور

خود ہی نیست ہوگیا کہ اپنے کو بالکل بھول گیا اور جسطرح حق تعالے
کے بہت سے عالم ایسے ہین کہ ہمین اونکی خبر نہین اور وہ ہمارے
حق مین نیست ہین اور ہم جنسے آگاہ ہین اور ہمین جنکی خبر ہے
وہ ہمارے نزدیک ہست ہین اگر یہہ عالم جو خلق کے نزدیک نیست ہین
اسکو بھول گئے تو اوسکے نزدیک نیست ہوگئے اور جب اپنے خودی کو
بھول گیا تو خود بہی اپنی نزدیک نیست ہوگیا - اور خدا کے سوا جب کوی
چیز اوسکے ساتھہ نرہے تو حق تعالی ہی اوسکے نزدیک ہست اور
اوسکے سامنے موجود رہتے جیسا کہ جب نگاہ کرے اور زمین و آسمان
اور جو کچھہ اوسمین ہے وہی دیکھے اوسکے سوا اور کچھہ نظر نہ آوے
تو بھی کہا جائیگا کہ اوسکے سوا عالم ہستی نہین اور تمام ہی ہے اسیطرح
یہہ ذاکر بھی خدا کے سوا کچھہ نہین دیکھتا ہے اور کہتا ہے ہمہ اوست
یعنے اللہ ہے اللہ ہے سوا اللہ کے کچھہ نہین اس مقام پر اوسکے
اور خدا کے درمیان جدای باقی نہین رہتی یگانگت حاصل ہوجاتی ہے
یہہ توحید اور وحدانیت کا پہلا عالم ہے یعنے جدائے اوٹھہ جاتی ہے
جدائی دوری سے کچھہ خبر ہی نہین رہتی اسواسطے کہ جدائی وہ
جانتا ہے جو دو چیزین جانے اپنے کو اور خدا کو پہچانے اور یہہ شخص
اوسوقت آپ سے بے خبر ہے ایک سوا دوسرے کو پہچانتا ہے نہین تو
جدائی کیونکر جانے - آدمی جب اس درجہ پر پہونچتا ہے تو فرشتونکی
صورتین اوسپر ظاہر ہونے لگتے ہین ملایک اور انبیا کے روحین اچھے اچھے

شغلون پر اوسے نظر آنے لگتے ہین جناب احدیت کیواسطے جو چیزین
خاص ہین وہ منکشف ہونے لگتے ہین اور بڑے بڑے احوال نمودار
ہوتے ہین کہ اونکا بیان ممکن ہی نہین البتہ یہہ معاملہ خود ارباب
بصیرت واحباب دانش وبینش پر منکشف اور ظاہر ہے جب یہہ ذاکر
اپنے مین آتا ہے اور اور کامون سے آگاہی پاتا ہے تو اوسکا اثر
اوسمین رہتا ہے اور اس حالت کا شوق غالب ہوجاتا ہے اور
دنیا ومافیہا اور جن کامون مین خلق مشغول ہے وہ سب اوسکے ناگوار
اور ناپسند ہوتے ہین اپنے جسم سے تو آدمیون مین ہوتا ہے مگر
دل سے غایب رہتا ہے اور تعجب کے نظر سے لوگون کو دیکھتا ہے
کہ دنیا کے کام مین مشغول ہین اور رحمت اور حسرت کے نگاہ سے
دیکھتا اسواسطے ہے کہ جانتا ہے کہ یہہ لوگ کتنے بڑے اور عمدہ کام سے
محروم ہین اور لوگ ہنستے ہین کہ وہ خود بہی دنیا کے کامون مین کیون
نہین مشغول ہوتا اور گمان فاسد کرتے ہین کہ اوسے سودا ہوگیا
اگر کوی شخص فنا اور نیستی کے درجہ کو نہ پہونچے اور یہہ حالات اور
مکاشفات اوسپر ظاہر اور لایح نہ ہون لیکن ذکر آلہی اوسپر غالب
اور مستولی ہوجائے تو یہہ بہی کیمیائے سعادت ہے اسلئے کہ جب
ذکر غالب ہوگا تو انس ومحبت مستولی ہوگی اور دل پر چہا جائیگی
یہانتک کہ حق سبحانہ تعالے کو دنیا ومافیہا سے زیادہ دوست رکہیگا
اور اصل سعادت یہی ہے اسواسطے کہ جب خداوند تقدس تعالے کی

طرف رجوع ہوگے تو موت سے اوسکے دیدار کی کمال لذت بقدر
محبت حاصل ہوگی اور جسکے محبوبہ معشوقہ دنیاے دون ہے اور
جواس پیر زال پر عاشق و مفتون ہے وہ بقدر عشق و محبت اوسکے
فرقت مین رنج و اذیت کھینچے گا حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ وَتَرْكُ
الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ اور اگر کوئی شخص بہت ذکر کرتا ہو اور وہ احوال
جو حضرت صوفیہ عالیہ کو حاصل ہوتا ہے اوسپر وہ نمودار اور ظاہر
نہو تو چاہیے کہ بیزار نہووے کہ سعادت اس حال پر موقوف نہین ہے
اسواسطے کہ دل جب نور ذکر سے آراستہ ہوا تو کمال سعادت پر
مہیا ہوا اور جو کچھہ اس جہان مین اوسنے نہ ظاہر ہوگا وہ مرنیکے بعد
معلوم ہوگا تو آدمی کو چاہیے کہ مراقبہ دلکا التزام کر رکھے -
تاکہ خدا سے لگا رہے اور کبھی غافل نہو اسواسطے کہ ذکر دائمی حضرت
الوہیت اور عجائب ملکوت کی کنجی ہے - اور راحت القلوب مین تحریر ہے
کہ ذکر خداوند تقدس تعالے سے چھہ چیز حاصل ہوتے ہین - اول
یہہ کہ جسوقت ذاکر ذکر آغاز کرتا ہے اوسکا دل حاضر ہوتا ہے
اور اوسمین حضرت مقدس کا دیدار میسر ہوتا ہے دوسری خداوند
جل شانہ اوسکو معاصی سے باز رکھتا ہے تیسری جبکہ ذاکر خداوند تعالے کا
بہت ذکر کرے تو شرف دوستی خداوند کریم کی اوسکے دلمین مستحکم ہوتا
ہے چوتھی جسوقت کہ آدمی خداوند تعالے کو یاد کرتا ہے تو خداوند
جل شانہ بھی اوسے دوست رکھتا ہے پانچوین جو شخص ذکر خداوند تعالے کا

بہت گہرے شر سے دیو و پری کے محفوظ رہتا ہے جیسی ذکر اللہ جلشانہ
کا قبر مین ذاکر کے مونس ہوتا ہے۔ اور مشایخ طبقات رحمۃ اللہ علیہم
اجمعین سے منقول ہے کہ ذکر بہی تین طرح پر ہوتا ہے۔ ایک لا الٰہ
الا اللہ محمد رسول اللہ دوسرا سبحان اللہ والحمد للہ و لا الٰہ الا
اللہ واللہ اکبر و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تیسرا یا حی یا قیوم
لیس کمثلہ شئ فی الارض و لا فی السماء اگر ذاکر لا الٰہ الا اللہ اختیار کرے تو چاہیے کہ نو مرتبہ کہے دسوین
مرتبہ محمد الرسول اللہ کہے اور اگر ذکر سبحان اللہ کہے تو اکیس بار تکرار کرے
اور اگر ذکر یا حی یا قیوم کہے سینتیس مرتبہ کہے لیکن غوث اعظم اور
قطب افخم زبدۃ الانبیا خواجہ فرید الدین شکر گنج قدس سرہ سے راحت القلوب
مین منقول ہے کہ ذاکر اتنا ذکر کرے کہ سر رونگٹے سے ذکر شروع ہو جاوے
چونکہ حضرت یحیی علیہ السلام اتنا ذکر کرتے تہے کہ بیہوش ہو جاتے
اور جب ہوش مین آتے تہے تو روئے مبارک صحرا کیطرف فرماتے
اور بسر غلبہ شوق مین باواز بلند یہہ کہتے کہ اے منزہ از مکان
کیا کہون کہ میرا دل پر ہوا اندیشہ سے تیرے ذکر کے اور مسلم مین
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جو لوگ بیٹہتے ہین خدا کی ذکر کرنے اور یاد کرنیکو تو اونکو
فرشتہ چارون طرف سے گہیر لیتے ہین اور خدا کی رحمت اونکو چہپا لیتی
اور اونپر آرام اور چین اوترتا ہے اور خدا اونکا ذکر کرتا ہے
اونمین جو خدا کے پاس ہین یعنے فرشتہ اور پیمبر ونکے روحون مین

پس اس سے ذکر کی بہت بڑی فضیلت ثابت ہے اب باقی رہا تعلیم طریقہ
اگرچہ وہ تعلیم و تلقین ہر ہر سلسلہ کے بزرگون سے علیحدہ علیحدہ اور
مختلف طریقون پر ہے لیکن ایک کیفیت اوسکی اجمالاً بیان کیجاتی ہے

تعلیم و تلقین ذکر بروز پنجشنبہ

جب مرشد ارادہ کرے اپنے مرید کی تلقین کرنیکا تو اوسکو امر کرے
روزہ رکھنے کا اگر پنجشنبہ کا دن ہو تو بہتر ہے اور اوس شخص سے
امر کرے دس بار استغفار کرنیکو اور دس بار درود پڑھنے کو پھر
مرشد کہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنی کلام مجید مین فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّ
قُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ یعنی اللہ کو یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے تو اوسکی
کوشش کر کہ کوئی زمانہ بدون ذکر کے تجکو نہ گذرے اور معلوم کرائے
طالب کہ تیرا دل رکھا ہے تیرے بائین چھاتی کے نیچے دو انگل ایسے
بصورت شگوفہ چلغوزہ کے اور اوسکے دو دروازہ ہین ایک دروازہ
اوپر کا ہے اور دوسرا نیچے کا جو حضرات کہ کاسب ہین انہون سے
مخفی و پوشیدہ نہین ہے اور باب فوقانی سے وہ مراد ہے جو جسم سے
ملا ہے اور باب تحتانی سے وہ مراد ہے جو روح سے متصل ہے

ذکر جلی

پس دلکے اوپر کے دروازے کی کشایش ذکر جلی سے ہوتی ہے اور نیچے
دروازہ کی کشادگی ذکر خفی سے ہے ای طالب جب تو ذکر جلی کا ارادہ
کرے تو چار زانو بیٹھ اور پکڑ اوس رگ کو جسکا کیماس نام ہے اپنی
داہنے پانو کے انگوٹھے اور بیچ کے اونگلی کو داب کر اور کیماس وہ رگ ہے
کہ زانو کے تلے ران کے جانب سے اتری ہے اور اوسکا اسطرح سے

یعنی نافی وساوس اور جمعیت ہمت کو مفید اور دلکو عجب گرمی کے ساتھہ
گرم کردیتا ہے اور یہہ طریق مذکور بیٹھے بطور نشست نماز کے روبقبلہ
حضور دل سے ہمت کو مجتمع کر کے پہر کہہ لا اِلٰہَ اِلّا اللّٰہ سختی اور کشیدگی کے ساتھہ
اور قوت کو دلکے اندر سے نکال کر اور لفظ لا کا ناف سے نکال اور
اوسکو کھینچ داہنے مونڈھے تک اور لفظ اِلٰہ کا دماغ کے جہلی سے اشارہ
کرے تو اس تصور سے گویا تونے غیر خدا کے محبت کو اپنے اندر سے
نکالا اور اوسکو اپنے پیٹھہ کے پیچھے ڈالا پہر دوسرے دم مین الا اللہ کو
دلمین بسختی اور قوت کے ساتھہ ضرب کر اور اس نفی اور اثبات سے
مبتدی ملاحظہ کرے نفی معبودیت کا غیر خدا سے اور متوسط نفی مقصودیت
اور منتہی نفی وجود کا اور شرط اعظم اس ذکر مین ہمت کا جمع کرنا
اور معنی کا سمجھنا ہے اور ذکر جلی کرنیوالیکو لایق یہہ ہے کہ کھانیکو
نہایت کم نکرے بلکہ اوسکو کافی ہے کہ چوتہائی پیٹ خالی رکھے اور
مناسب ہے کہ کچھہ چکنائی کھایا کرے تاکہ اوسکا دماغ نہ پریشان ہو
خشکی کے سبب سے اور جب کہ تو اے سالک پاس انفاس کا ارادہ کرے تو
بیدار اور اپنے دمونپر واقف ہوجا پہر جب دم باہر کو نکلے تو اسکے
نکلنے کے ساتھہ لا اِلٰہ کہہ گویا ہر چیز کی محبت کو سوای خدا کے اپنے باطن سے
نکالتا ہے اور جب دم اندر کیطرف آوے تو اوسکے داخل ہونیکی
ساتھہ اِلّا اللہ کہہ گویا تو داخل کرتا ہے اور محبت الٰہی کو ثابت کرتا ہے
اپنے دل مین - اور مشائخ چشتیہ عالیہ رحمت اللہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ

پاس انفاس

رابطۂ قلب بہ شیخ

رکن اعظم دل کا لگانا اور لگا رکھنا ہے مرشد کے ساتھ محبت اور تعظیم
صفت سے اور اوسکے صورت کا ملاحظہ کرنا اور حق تعالیٰ عالم مثال میں
تجلی ہے ہر شخص اپنے اپنے استعداد کے موافق اوسکو ادراک کرتا ہے
اور تجلی وہ عالم مثال کی حقیقت حضرات صوفیہ صافیہ نے اپنے کتب میں
مفصل تحریر فرمایا ہے اب رہا مراقبہ اوسکا بیان اجمالاً یہ ہے کہ
جب طالب رنگین ہوجاوے ذکر کے نور سے تو مرشد اوسکو مراقبہ
کرنیکا امر کرے اور مراقبہ رقیب یعنے محافظت اور نگہبان سے مشتق ہے
اوسکا مراقبہ اسواسطے نام رکھا گیا اگر سالک بعضے مراقبات میں
اپنے دل کی محافظت اور نگہبانی کرتا ہے یا بعضے مراقبات میں اللہ تعالیٰ کے
کا مراقب ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ اوسکی حفاظت کرتا ہے تو مراقبہ
کرنیکے وقت زبان سے کہے یا اپنے دل سے خیال کرے اللہ حاضری
اللہ ناظری اللہ شاہدی اللہ معی یا اسکا مراقبہ کرے اَلَا اِنَّہٗ
بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ یعنے آگاہ ہو جا کہ اللہ ہر چیز کو گھیرا ہوا ہے
یا اسکا مراقبہ کرے کہ گویا اللہ حاضر ہے تیرے درمیان اور تیرے
قلب کے درمیان میں اور تو اوسکو مشاہدہ کرتا ہے اور مراقبہ معیت
قال اللہ تعالیٰ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ اور مراقبہ قرب قال اللہ تعالیٰ
وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ اور مراقبہ مَا رَاَيْتُ شَيْئًا اِلَّا وَرَاَيْتُ اللّٰهَ فِيْهِ شعر
توحید حلول در نہاد است کو آنا نہ حلول اتحاد است مثنوی بشنو
از نے چون حکایت میکند وز جدائیہا شکایت میکند نے کہ بر دم

مراقبہ

آداب چلہ نشینی

نغمہ آرائی کند ٭ درحقیقت از دم نائے کند ٭ عشق جز نائے و ما خشک نئے
نہ ایم ٭ اودمی بے ما و مائیم او نہ ایم ٭ قطعہ ٭ چو آدم را فرستادیم بیرون
تو بودی عکس معبود ملائک ٭ دران نور جمال خود نہادیم ٭ ازان گشتی
تو مسجود ملائک ٭ طالب جبکہ چلہ مین داخل ہونیکا ارادہ کرے اوسکو
چند امور کے رعایت کرنا لازم ہے ہمیشہ روزہ رکھنا اور مدام قیام
شب کرنا اور بولنا اور کہانا اور سونا اور صحبت خلق کو کم کردینا
اور ہمیشہ باوضو رہنا جاگنے اور سونے کے حالات مین اور مرشد کے
ساتھ ہمیشہ دلکو لگائے رکھنا اور غفلت کو بالکل ترک کرنا یہانتک کہ
اوسکے نزدیک غفلت از قسم حرام کے ہوجاوے پھر جب حجرہ مین داہنا
پانون داخل کرے تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور
بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے اور قل اعوذ برب الناس کو تین بار
پڑہے اور جب بایان پانون داخل کرے تو اللہم سے آخر تک
دعا کرے یعنے خداوندا تو میرا کارساز ہے دنیا اور آخرت مین
میرا مددگار ہوجا بطفیل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے
اور مجھکو اپنی محبت دے اپنے جمال کے ساتھ مشغول کرلے اور مجھکو
عباد مخلصین مین داخل کر الٰہی میری نفس کے خواہشون کو مٹا دے
اپنے ذات کے کششون سے ای انیس اوسکے جسکا کوئی انیس نہین
اے رب مجھکو نہ چھوڑ تو تنہا اور تو بہتر وارثین سے ہے پھر مصلی پر
کھڑا ہو اور پڑھے اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

اکیس بار پڑھے پھر دو رکعت پڑھے پہلی رکعت مین آیۃ الکرسی
پڑھے اور دوسرے رکعت مین آمن الرسول پھر سجدہ مین تعویق
کرے اور دعا مین خوب کوشش کرے پانسو بار یا فتاح کہے پھر اون
اذکار مین مشغول ہو جسکو ہم ذکر کر چکے یعنے ذکر جلی اور پاس انفاس
اور مراقبات وغیرہ مین - ای طالب جبکہ گذر قبرستان مین ہو تو
سورہ انا فتحنا دو رکعت مین پڑھے پھر میت کیطرف سامنے ہو کر
کعبہ معظمہ کو پشت دیکر بیٹھے پھر سورہ ملک پڑھے اور اللہ اکبر اور
لا الہ الا اللہ کہے اور گیارہ بار سورہ فاتحہ پڑھے پھر میت سے قریب
ہو جاوے پھر کہے یارب یارب اکیس بار پھر کہے یا روح اوسکو
آسمان مین ضرب کرے اور یا روح الروح کی دل مین ضرب کرے
یہانتک کہ کشایش اور نور پاوے پھر منتظر رہے اوسکا جسکا
فیضان صاحب قبر سے ہو اسکے دیر - ای طالب ایک نماز ہے
جسکو صلواۃ کن فیکون کہتے ہین اور صلواۃ کن فیکون اسواسطے
کہتے ہین کہ مطلب بر آتی ہین اوسکی تاثیر بہت ہے جلدی اور قوی
ہوتی ہے پس جسکو سخت حاجت پیش آوے تو چاہیے کہ مقرر اوسکو
لیالی ثلثہ یعنے چارشنبہ اور پنجشنبہ اور جمعہ کے راتو نین دو رکعتین
ادا کرے پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ ایکبار اور قل ہو اللہ سو بار پڑھے
اور دوسری رکعت مین فاتحہ سو بار اور قل ہو اللہ ایکبار اور
سو بار یون کہے اے آسان کنندہ دشوار یہا دہسے روشن کنندہ

کشف قبور و استفاضہ ازو

صلواۃ کن فیکون

تاریکیہا اور استغفار کرے سو بار اور درود پڑہے سو بار اور
حق تعالے سے دعا کرے بحضور قلب پہر جب تیسری رات ہووے یہی
یہی کرے جو مذکور ہوا پہر دستار یا ٹوپی کو سر سے اوتارے اور
اپنے آستین کو اپنے گردن مین ڈالے اور رووے اور حق تعالی سے
دعا کرے پچاس بار تو بالضرور انشاء اللہ تعالے دعا مستجاب ہوگی
اور بعضے ناواقفون کا اسمین یہہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ آستین گردن مین
ڈالنا کیونکر جائز ہوگا حالانکہ ادعیہ ماثورہ مین ثابت نہین تو اونکا
یہہ جواب ہے کہ قلب ردا یعنے چادر کا اولٹنا پلٹنا نماز استسقا مین
جناب حضرت رسالتماب رسول علیہ السلام سے ثابت ہے جب حال
عالم کا بدل جاوے تو اسیطرح آستین کا گردن مین ڈالنا امر مخفی کے
اظہار کیواسطے یعنے تضرع یا واسطے شعار گردش حال کے حصول مقصود کے
کیونکر ناجائز ہوگا اور طالب کو چاہئے کہ جب خواب سے بیدار ہووے تو

بیان اوراد

پہلوے راست سے اوٹہے اور کہے بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ
الذی منزل الرحمن وبرکاتہ پہر تجدید وضو کرکے دوگانہ نماز کا گزارے
اور بر سر مصلا قرار لے اور ستر آیتہ سورہ بقر سے پڑہے اور ستر
آیتہ سورہ انعام اور تیس آیتہ سورہ یوسف کی پہر ذکر کو سو مراتب
تکرار کرے یعنے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پہر تیتیس ۳۳ آیتہ پڑہے
پہر سنت نماز صبح کی اسیطرح سے پڑہے کہ رکعت اول مین فاتحہ ایکبار
اور الم نشرح ایک بار اور رکعت دوم مین فاتحہ ایک بار اور الم ترکیف

ایک بار بعد از نماز سنت وقت صبح و تلاوت و سورہ مزمل کے
سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ بِحَمْدِہٖ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ بِحَمْدِہٖ
اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ پڑھکر بعد از نماز فرائض روبقبلہ بیٹھا
رہے پھر دس مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ
الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ
بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کہے بعدہ تین بار کہے کہ
اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پھر تین مرتبہ یہہ درود شریف پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی
مُحَمَّدٍ مَّا اخْتَلَفَ الْمَلَوَانِ وَتَعَاقَبَ الْعَصْرَانِ وَتَکَرَّرَ الْجَدِیْدَانِ وَاسْتَقَبَ
الْفَرْقَدَانِ بَلِّغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ مِّنَّا التَّحِیَّۃَ وَالسَّلَامَ یَا عَزِیْزُ یَا غَفُوْرُ
پھر تین بار کہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پھر تین مرتبہ کہے سُبْحَانَ
اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ
کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ بعد از ان تین مرتبہ کہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ
لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الَّذِیْ غَفَّارُ الذُّنُوْبِ سَتَّارُ الْعُیُوْبِ
عَلَّامُ الْغُیُوْبِ کَشَّافُ الْکُرُوْبِ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ
وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ پھر تین بار کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ
نَبِیِّکَ وَحَبِیْبِکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ پھر تین بار کہے
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ یَا قَدِیْمُ یَا دَائِمُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

یا احدُ یا صمدُ یا قدیمُ یا علیمُ یا حلیمُ یا عظیمُ یا علیُّ
یا نورُ یا اللہُ یا فردُ یا وترُ یا باقی یا حیُّ یا قیومُ پھر تین بار
کہے یا حیُّ یا قیومُ یا حنانُ یا منانُ یا دیانُ یا سبحانُ
یا بدیع السمٰوات والارض یا ذالجلال والاکرام برحمتک
یا ارحم الراحمین پھر نود و نہ نام باریتعالی کے ایک بار پڑھے اور
کہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یا قدیمُ یا دائمُ
یا قائمُ یا حیُّ یا قیومُ یا احدُ یا صمدُ یا قدیمُ یا علیمُ
یا حلیمُ یا عظیمُ یا علیُّ یا فردُ یا باقی یا حیُّ یا قیومُ اقض
حاجتی بحق محمدٍ و آلہ اجمعین پھر نود و نہ نام جناب رسالتمآب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پڑھے اللھم صل علی محمدٍ
و احمد و حامد و محمود و قاسم و عاقب و خاتم و حاشر و ماحی
و داعی و سراج و منیر و بشیر و نذیر و ھادی و مھدی
و رسول و نبی و طٰہٰ و یٰس و مزمل و مدثر و صفی و کریم
و حبیب و مجتبیٰ و مصطفیٰ و مرتضیٰ و مختار و ناصر و قائم
و حافظ و شہید و عادل و حکیم و نور و حجۃ و بیان و برھان
و مؤمن و مطیع و مذکر و واعظ و امین و صادق و ناطق و صاحب
و مکی و مدنی و ابطحی و ھاشمی و مصری و امی و عزیز و حریص
و رءوف و یتیم و غنی و جواد و فتاح و علیم و طیب و مطیب
و طاھر و مطھر و خطیب و فصیح و سید و متقی و امام

وسامی ومشفع ومتوسط وسابق ومقتصد ومتهجد وحق
وغنی واوّل واٰخر وظاهر ورحمة وشفیع ومحرم امر ناہی
مشفع حلیم وشهید وقریب ومنیب واوّلی عبدالله حبیب الله
خیر خلق الله محمد اکرامه الله محبّ الله محمد کرامة الله امانة الله
وسلّم تسلیما کثیرا برحمتک یا ارحم الراحمین پھر درود شریف
پڑھے اللّٰھم صلّ علی محمد حتی لا یبقی من الصلوٰة شیء وارحم
علی محمد لا یبقی من الرحمة شیء وبارک علی محمد لا یبقی من البرکة
شیء پھر آیت الکرسی پڑھے اور یہ سے قل اللّٰھم مالک الملک
تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل
من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیء قدیر پھر تین مرتبہ کہے
بسم الله الرحمن الرحیم قل هو الله احد تا آخر اسوقت پھر سات
مرتبہ پڑھے فان تولوا فقل حسبی الله لا اله الا هو علیه توکلت
وهو رب العرش العظیم بعدہ تین بار کہے ربنا ولا تحملنا
ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولٰنا
فانصرنا علی القوم الکافرین برحمتک یا ارحم الراحمین پھر تین بار
کہے اللّٰھم اغفر لی ولوالدی ولجمیع المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات
الاحیاء منهم والاموات برحمتک یا ارحم الراحمین اسوقت تین مرتبہ کہے سبحان
الاول المبدی سبحان الله الباقی الله الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد
بعدہ تین مرتبہ کہے واشهد ان الله علی کل شیء قدیر وان الله قد احاط بکل شیء علما

واحصی کل شیء عدداً پھر تین بار کہے عبدٌ ظالمٌ مذنبٌ ذلیلٌ لا یملکُ
لنفسہٖ نفعاً ولا ضراً ولا موتاً ولا حیوٰۃً ولا نشوراً پھر تین مرتبہ کہے اللّٰھم
یا حیُّ یا قیومُ اللہ لا الٰہ الا انت اسألک تحی قلبی بنور معرفتک ابداً یا اللہ
یا اللہ پھر سات مرتبہ کہے یا مسبب الاسباب یا مقلب القلوب والابصار
یا دلیل المتحیرین یا غیاث المستغیثین اغثنی توکلت علیک یا رب افوض
امری الیک یا رب لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ما شاء اللہ کان
وما لم یشأ لم یکن بحق ایاک نعبد وایاک نستعین پھر ایک بار کہے
اللّٰھم انی اسألک یا من یملک حوایج السائلین ویعلم ضمیر الصامتین
فان لکل من کل منھا لست منک سمعاً حاضراً جواباً عتیداً وان لک حی کل سائل
علماً ناطقاً فاعطنا مواعیدک الصادقۃ وایادک الفاضلۃ برحمتک
الواسعۃ ونعمتک السابقۃ انظر الی نظر برحمتک یا ارحم الراحمین پھر تین
مرتبہ کہے یا حنان یا منان یا دیان یا برھان یا سبحان یا غفران یا ذا الجلال و
الاکرام بعدہ تین مرتبہ کہے اللّٰھم اصلح امۃ محمد اللّٰھم ارحم امۃ محمد اللّٰھم فرج عن
امۃ محمد پھر تین بار کہے الحمد اللّٰھم انی اسئلک باسمائک الاعظم ان یعطینی ما
سألتک بفضلک وکرمک یا ارحم الراحمین انگاہ سہ بار کہے الحمد للہ الذی
فی السماء عرشہ والحمد للہ الذی فی القبور قضاؤہ وامرہ والحمد للہ
الذی فی البر والبحر سبیلہ والحمد للہ الذی فی جھنم سلطانہ والحمد للہ
الذی لا ملجأ ولا منجا الا الیہ رب لا تذرنی فرداً وانت خیر
الوارثین پھر سہ بار کہے سبحان اللہ ملأ المیزان ومنتھی العلم

وَزِنَةَ الْعَرْشِ وَمَبْلَغَ الرِّضَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِلْأَ الْمِيزَانِ وَمُنْتَهَى الْعِلْمِ
وَزِنَةَ الْعَرْشِ مَبْلَغَ الرِّضَا وَاللّٰهُ اَكْبَرُ مِلْأَ الْمِيزَانِ وَمُنْتَهَى الْعِلْمِ
وَزِنَةَ الْعَرْشِ مَبْلَغَ الرِّضَا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ پھر کہے
رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَكَرِيْمًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِالْقُرْاٰنِ
اِيْمَانًا وَبِالْكَعْبَةِ قِبْلَةً وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ اِخْوَانًا پھر تین بار کہے رَبِّ
لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ پھر تین مرتبہ کہے بِسْمِ اللّٰهِ
خَيْرِ الْاَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ
مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ پھر
دس مرتبہ کہے اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ يَا مُجِيْرُ پھر سو مرتبہ
ذکر کرے اور آخر میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے اور بعد فراغ
ذکر کے یہہ پڑھے اَشْهَدُ اَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَالنَّارَ حَقٌّ وَالْمَوْتَ
وَالْقَبْرَ وَالسُّؤَالَ حَقٌّ وَالصِّرَاطَ حَقٌّ وَالْمِيزَانَ حَقٌّ وَالشَّفَاعَةَ
حَقٌّ وَالرُّؤْيَةَ حَقٌّ وَكَرَامَةَ الْاَوْلِيَاءِ حَقٌّ وَالْمُعْجِزَاتِ الْاَنْبِيَاءِ
حَقٌّ فِي الدَّارِ الدُّنْيَا وَالسَّاعَةُ اٰتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ
يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ بعدہ ہاتھ اوٹھا کر یہہ دعا پڑھے
اَللّٰهُمَّ زِدْ نُوْرَنَا وَزِدْ سُرُوْرَنَا فِيْ صُدُوْرِنَا وَحُضُوْرَنَا
وَزِدْ مَعْرِفَتَنَا وَزِدْ طَاعَتَنَا وَزِدْ نِعْمَتَنَا وَزِدْ مَحَبَّتَنَا وَزِدْ
عِشْقَنَا وَزِدْ شَوْقَنَا وَزِدْ ذَوْقَنَا وَزِدْ قُبُوْلَنَا وَزِدْ
وَاُنْسَنَا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

اسوقت مسبعات عشر پڑہے بعدہ سورہ یسین و سورہ مزمل و سورہ جمعہ
پڑہے جسوقت کہ آفتاب بلند ہو پہر نماز اشراق ادا کرے دس رکعت
ساتھ پانچ سلام کے دو دو رکعت مین اول فاتحہ و انا انزلنا ایک ایک بار
اور شفعہ دوم مین فاتحہ ایکبار اور اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ ایکبار اور شفعہ سوم مین
فاتحہ ایکبار اور اِنَّا اَعْطَيْنَا ایک بار اور شفعہ چہارم مین فاتحہ ایکبار اور
قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ ایکبار اور شفعہ پنجم مین بعد فاتحہ اخلاص دس مرتبہ پڑہے
پہر جب نماز سے فارغ ہو تو دس مرتبہ درود شریف پڑہکر تلاوت
قرآن شریف مین تا نماز چاشت مشغول رہے پہر نماز چاشت گزارے
بارہ رکعت اور تین سلام اسطرح کہ بیچ ہر رکعت کے فاتحہ ایک بار
اور وَالضُّحٰى ایک بار جسوقت کہ نماز چاشت سے فارغ ہو سو مرتبہ
کلمہ سُبْحَانَ اللّٰهِ آخر تک کہے اور سو بار درود شریف پڑہکر بعدہ صلوٰۃ
استوا چہار رکعت سے پڑہے ہر رکعت مین فاتحہ ایکبار اور اخلاص
پانچ بار۔ اسوقت نماز پیشین پڑہے اور بعد ادای نماز پیشین کے
دس رکعت نماز صلوٰۃ الخضر کے پانچ سلام سے پڑہے اور سورہ آخرین
الم ترکیف سے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تک پڑہے جسوقت کہ سلام پہیرے دس مرتبہ
درود شریف پڑہکر ایصال ثواب کرے اور امید یہہ رکھے کہ حضرت خضر علیہ السلام سے
ملاقات ہووے بعدہ سورہ بروج پڑہے یہان سے اجمالاً بیان طریقہ
قادریہ کا کیا جاتا ہے فِي اَشْغَالِ الْمَشَايِخِ الْجِيلَانِيَّةِ وَهُمْ اَصْحَابُ اِمَامِ الطَّرِيْقَةِ
الشَّيْخِ اَبِيْ مُحَمَّدٍ مُحْيِ الدِّيْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيْلَانِي مَحْبُوْبِ سُبْحَانِيْ رَضِيَ

طریقہ قادریہ

عنہ وعنہم اجمعین پہلا شغل جسکو مشایخ قادریہ تلقین کرتے ہین
ذکر اللہ ہے جہر سے یعنے بلند آواز سے کرنا اور مراد اس جہر سے
یہہ ہے کہ افراط سے نہو تو اس تقریر سے کچھ اسکے جواز مین [illegible]
ترہے اور اوسمین جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا
اسطرح کہ اعتدال اختیار کرو اور نرمی کرو اپنے جانون پر کہ تم بہرے
اور غایب کو نہین پکارتے ہو الی آخر الحدیث ف اور پوری
روایت یون ہے ابو موسی اشعری سے کہ تم سمیع اور بصیر کو پکارتے ہو
اور وہ تمہارے ساتھہ ہے اور جسکو تم پکارتے ہو وہ تمسے قریب
یہہ تمثیل ہے شدت قرب سے والا حق تعالے حبل الورید سے بہی
طریقہ ذکر یکضربی
قریب تر ہے اور منجملہ ذکر جہر کے اسم ذات ہے خواہ ایکضربی
اور طریقہ ایکضربی کا یہہ ہے کہ لفظ مبارک اللہ کو سختی اور درازی
اور بلندی سے دل اور حلق دونون کے قوت کے ساتھہ کہے
پہر ٹہیر جاوے یہانتک کہ ذاکر کی سانس اپنے ٹہکانے پر آجاوے
طریقہ ذکر دوضربی
پہر اسطرح بار بار ذکر کیا کرے اور دو ضربی کا طریقہ یہہ ہے کہ نماز کی
نشست پر بیٹھے اور اسم ذات کو ایکبار داہنے زانو پر اور دوسری
بار دل مین ضرب کرے اور اسکو بار بار بلا فصل کرے اور مناسب
یہہ ہے کہ ضرب خصوصا قلبی قوت اور سختی کے ساتھہ ہوتا دل پر
اثر ہو اور خاطر یکسو ہو جاوے پریشان خاطری اور وسواس
طریقہ ذکر سہ ضربی
مندفع ہو اور طریقہ ذکر سہ ضربی کا یہہ ہے کہ چار زانو بیٹھے اور ایکبار

داہنے زانو مین اور دوسرے مرتبہ بائین زانو مین اور تیسرے بار
دل مین ضرب کرے لیکن تیسری ضرب سخت تر اور بلند تر ہو
خواہ ذکر چار ضربی ہو اوسکا طریقہ یہہ ہے کہ چار زانو بیٹھے اور
ایک بار داہنے زانو مین اور دوسرے بار بائین زانو مین اور تیسرے
دلمین اور چوتہے بار اپنے سامنے ضرب کرے اور چاہیے کہ چوتھی ضرب
سخت تر اور بلند تر ہو اور منجملہ ذکر جہر کے نفی اور اثبات ہے
اور وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا کلمہ ہے اور طریقہ اوسکا یہہ ہے کہ
بطور نماز رو بقبلہ بیٹھے اور اپنی آنکھ بند کر لے اور لا کہے گویا
اوسکو دماغ کی جلی سے نکالتا ہے پھر اِلَّا اللّٰہُ کو دلپر شدت اور
قوت سے ضرب کرے اور محبوبیت یا مقصودیت یا وجود کی
نفی غیر حق سے ملاحظہ کرے اور اثبات اسکا ذات مقدس مین
دہیان کرے اور یہہ ملاحظہ اور تصور باعتبار مراتب ذاکرین کے
مختلف ہے یعنے مبتدی نفی محبوبیت کے تصور کرے اور متوسط نفی
مقصودیت کے اور منتہی نفی وجود کے پھر جب طالب پر اس ذکر کا
اثر ظاہر ہوا اور اسکا نور اوسمین دکھائی دے تو اوسکو ذکر خفی
امر کیا جائے اور ذکر جلی کے اثر سے انبعاث شوق مراد ہے یعنے
شوق کا ابھرنا اور نام خدا سے دلمین چین آنا اور اجاد دیث
نفس یعنے وسواس کا دور ہونا اور حق تعالیٰ کو اوسکے ماسوا پر
مقدم رکھنا اور جو شخص کہ مواظبت کرے اسم ذات پر ہر دن مین

ذکر چار ضربی

نفی و اثبات

ذکر خفی

چار ہزار بار ساتھ تقدیم اون شروط کے جنکو ہم پہلے ذکر کر چکے ہین
اور دو مہینے یا مانند اسکے اس ذکر پر مداومت کرے تو اوسمین
جو اثر انقیہ شدہ ہو گا خواہ ذاکر کم فہم ہو خواہ تیز فہم اور منجملہ
ذکر خفی تو اسم ذات ہے اون صفات کی ساتھ جو اصول ہین
اور طریقہ اوسکا یہ ہے کہ اپنے دونون آنکھون اور دونون لبونکو
بند کرے اور زبان دل سے کہے اَللّٰہُ سَمِیعٌ اَللّٰہُ بَصِیرٌ اَللّٰہُ عَلِیمٌ یا انکو
اپنے ناف سے نکالتا ہے عرش تک پھر یون کہے اللہ علیم اللہ بصیر اللہ سمیع
اترتا ہوا انہین منزلون پر چنانچہ ان پر چڑہا تہا درجہ بدرجہ تو یہ
ایک دورہ ہوا اسیطرح بار بار کیا کرے اور اس طریقہ کے بعض
حضرات اللہ قدیر کو بھی زیادہ کرتے ہین اور توضیح اسکی یون ہے
کہ اللہ سمیع دل سے کہے ناف سے سینہ تک چڑہے اپنے تصور مین
پھر اللہ بصیر کہہ کر سینہ سے دماغ تک پہنچے پھر دماغ سے اللہ علیم کہہ کر
عرش تک پہنچے پھر یہی الفاظ کو خیال کرتا ہوا درجہ بدرجہ اترے
یعنی اللہ علیم کہتا ہوا عرش سے دماغ پر ٹہیرے اور اللہ بصیر کہہ کر دماغ
سینہ تک ٹہرے پھر اللہ سمیع کہتے ہوئے ناف تک ٹہر جاوے اسیطرح
بار بار کرتا رہے اور اگر اللہ قدیر کو زیادہ کرے تو تیسرے بار
آسمان تک پہنچے اور چوتہی بار عرش تک اور منجملہ ذکر خفی نفی اور
اثبات ہے اور طریقہ اوسکا یا اوسیطرح ہے جو ذکر جلی مین مذکور
ہو چکا یا اسیطرح پر ہے کہ ذاکر بیدار اور ہوشیار ہو جاوے

اپنے دمون پر آگاہ رہے پھر جب دم باہر نکلے خود بخود بدون اپنے
ارادہ اور قصد کے تو اوسکے باہر ہونیکے ساتھی زبان دل سے کہے
لا الٰہ پھر جب سانس اندر کو جاوے خود بخود تو اندر جانے کے
ساتھی الا اللہ کہے اشعار اگر تو پاس داری پاس انفاس ز بسلطانی
رسانندت ازین پاس خو پاس دار انفاس ای اہل خرد کو تا
ترا این قافلہ منزل برد شعر تا بجا ر دب کلانرو بے راہ کوشی
در مقام لا الٰہ الا اللہ رباعی در ذات مقدست کسی را راہ نیست کو ونہ
عین جلال بیچکس آگاہ نیست ز سر مایۂ رہ روان کہ راہش طلبند
جز گفتن لا الٰہ الا اللہ نیست پھر جب ذکر خفی کا اثر ہوا اور طالب مین
اسکا نور معلوم ہو تو اوسکو مراقبہ کرنیکا امر کیا جاوے اور ذکر خفی
کے اثر سے شوق مراد ہے اور غالب ہونا محبت الٰہی کا اور زیادہ
عزیمت کا پھیرنا فکر کے جانب اور تقدیم اللہ عز وجل کے اور ہمت کا
جمنا اوسکی طلب پر اور حلاوت پانا چپ رہنے مین اور گفتگو
اور اشتغال امر دنیاوی سے نفرت کا ہونا - لیکن مراقبہ بزرگان
طریقت کے نزدیک بہت اقسام پر ہے اور جامع اول اقسام
کثیرہ ایک امر ہے وہ یہہ ہے کہ ایک آیت قرآنی یا کوئی اور کلمہ
زبان سے کہے یا اوسکا دل مین خیال کرے اور اوسکی معنی کو
اچھی طرح سمجھے یا یہہ تصور کرے کہ یہہ مدعا کیونکر ہے اور اوسکی
تحقیق اور ثبوت کی کیا صورت ہے پھر اسی صورت پر خاطر کو

جمع کرے اسطرح پر کہ سوا اوسکے کوی خطرہ نہ آوے یہانتک کہ
اسمین استغراق متحقق ہوا ور ایک طرحکی ربودگی اور غفلت اسکے
ماسوا سے حاصل ہو حاصل کلام یہہ کہ لفظ کے مفہوم مین اسطرح ڈوبجانا
کہ سوا اسکے کوی چیز دہیان مین نرہے اسکو مراقبہ کہتے ہین
اور اصل مراقبہ کی وہ حدیث ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ احسان یہہ ہے کہ تو عبادت کرے اللہ کی گویا تو اوسکو
دیکہہ رہا ہے سو اگر تو اوسکو ندیکہہ سکے تو یہہ دہیان کر کہ وہ تجکو
دیکہتا ہے سالک اپنے زبان سے کہے کہ اللہ حاضری اللہ ناظری
اللہ معی یا اسکو دل مین خیال کرے بدون تلفظ کے پہر اللہ تعالے کی
حضور اور نظر اور اوسکی معیت یعنے ساتہہ ہونیکو خوب مضبوط تصور
باوجود پاک ہونے اوس ذات مقدس کے جہت اور مکان سے
یہانتک تصور کو جاوے کہ اوسمین ڈوب جاوے یا اس آیت کا
تصور کرے وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ یعنے حق تعالے تمہارے ساتہہ ہے
جہان کہین کہ تم ہو۔ تو اوسکے ساتہہ ہونیکو دہیان کرے کہ
اور بیٹہے اور لیٹے تنہائی اور لوگون کے ملاقات مین او
بیکار رہین۔ یہہ آیت پڑہے کہ اَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ
متوجہ ہو تو وہان اللہ کی ذات ہے یا یہہ آیت
یعنے انسان نہین جانتا کہ اللہ اوسکو دیکہ
مراقبہ کرے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ

رگ گردن سے یا اس آیت کا مراقبہ کرے وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا یعنے
اللہ ہر چیز کو گھیرا ہوا ہے یا اس آیت کا دھیان کرے اِنَّ مَعِیَ
رَبِّیْ سَیَہْدِیْنِ یعنے البتہ مرا رب میرے ساتھہ ہے وہ اب مجکو ہدایت کریگا
یا اس آیت کا مراقبہ کرے ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ
یعنے حق تعالے اول ہے اوسسے پہلے کوئی چیز نہین آخر ہے جو بعد فنا عالم کے
باقی رہیگا ظاہر ہے باعتبار اپنے صفات اور افعال کے باطن ہے باعتبار
اپنی ذات کے کہ اوسکے حقیقت کوئی نہین سمجھہ سکتا سو یہہ مراقبات اللہ
عز وجل کے ساتھہ دل متعلق ہونیکے واسطے مفید ہین اور وہ مراقبے جو قطع
علایق اور پورے مجرد ہو جانے اور بیہوشی اور فنا کے لئے مفید ہین
سو انہین سے ایک مراقبہ اس آیت کا ہے کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی
وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یعنے جو چیز کہ ہے وہ نیست و نابود ہونے
والی ہے اور باقی رہیگی تیرے رب کی ذات جو بڑائی اور بزرگی والی
[illegible]ر اوسکے مراقبہ کا طریقہ یہہ ہے کہ اپنے کو تصور کرے کہ مر گیا اور
[illegible] اکہہ ہو گیا جسکو ہوائین اڑاتے ہین اور آسمان ٹکڑے ٹکڑے
ہر چیز کی ترکیب اور شکل مٹ گئی پس اللہ کو باقی اور
[illegible]ہ کر اس تصور یہہ دیر تک قایم رہے تو یہہ فیض اور
گا [illegible] ایسے تصورات کی سند وہ حدیث ہے
[illegible]ر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے
[illegible] نے فرمایا قال اللھم اھدنی و
[illegible]

سددنی واذکر بالهدی هدیک الطریق وبالسداد سداد السهم یعنے اے علی کہہ کہ
خداوندا مجکو ہدایت کر اور سیدہا چلا اور ہدایت سے اپنی راہ کے
چلنے اور رستہ سے تیرگی راستے کو دہیان کر تو آنحضرت صلعم نے
امیر المومنین سید الاولیا کو وہ طریقہ سکہایا جس سے بتدریج محسوسات سے
حالات مطلوبہ کو انسان پہنچ جاوے تو اوسکو یاد رکہنا چاہیئے
اور نکات و باریکیان یہہ اشغال متذکرہ اور مراقبات کے ممکن نہین ہے
کہ خود بخود پہنچانے اور منزلین طے کر سکے تاوقتیکہ مرشد کے حضور مین
لیل و نہار بصد اعتقاد اپنے کو ثابت قدم اور سرگرم نہ کیے اور مرشد
تعلیم نفرماوے - مشایخ طریقت نے فرمایا ہے کہ اللہ کے ساتہہ صحبت
رکہو اگر تم سے نہو سکے تو اونکے ساتہہ صحبت رکہو جو اللہ جلشانہ کے ساتہہ
صحبت رکہتے ہین اور بمقتضاے اس حدیث معتمد کے هم قوم لا یشقی
جلیسهم یعنے اولیاء اللہ ایسی قوم ہے جسکا جلیس اور ہمصحبت
ہنہین ہوتا اور مرشد کی شرط یہہ ہے کہ واصل بمقام مشاہدہ ہوا،
نورانی تجلیات ذاتیہ ہو جسکے دیکہنے سے ذکر کا فائدہ حاصل ہ
اس حدیث صحیح کے هم الذین اذا رأوا ذکر اللہ یعنے اولیاء اا
جنکے دیکہنے سے خدا یاد آجائے اور جنکے صحبت فوائد صحہ
بموجب اس حدیث کے هم جلساء اللہ کہ ا،
حاصل کلام خلاصہ یہہ ہے کہ جسکے صحبت
دل ٹوٹ کر حضرت حق سے متعلق

اور محبت اکسیر اعظم ہے اور جب دنیا دل سے نہ منقطع ہووے تو
تضییع اوقات ہے اوسکے صحبت سے تو تنہائی بہتر ہے ۔ واجب ہے
کہ غلو عوام پر دہوکہا نکہاوے ہر شیخ سے بیعت نکرے بلکہ طریقت کے
بیعت اوس مرشد کامل مکمل سے کرے جسکی ولایت کی علامات ظا
اور باہر ہوں چنانچہ حضرت مولوی معنوی علیہ الرحمہ نے فرمایا شعر
ای بسا ابلیس آدم روی ہست پس بہر دستی نشاید داد دست
اصل یہہ ہے کہ اعتقاد اور محبت مرشد کی بہت عمدہ چیز ہے المختصر
جب اثر مراقبہ کا طالب میں ظاہر ہوا اور اوسکا نور مشاہدہ ہو تو
اوسکو توحید افعالی کا امر کرے اور توحید افعالی یہہ ہے کہ ہر فعل کو
جو عالم میں ظاہر ہو خدا کے جانب سے سمجھے نہ زید اور عمرو سے تاکہ
تی سے نہ خوف باقی رہے نہ توقع ۔ اب بیان سے اشغال طریقہ
ہدیہ کا بیان آغاز ہے فِیْ اَشْغَالِ الْمَشَایِخِ النَّقْشَبَنْدِیَّۃِ وَاَصْحَابِ
الطَّرِیْقَۃِ خواجہ بَہَاؤُالدِّیْن نقشبندی البخاری ہے
ہ وعنہم اجمعین حضرات نقشبندیہ عالیہ سے منقول ہے
تک پہنچنے کے تین راہیں ہیں ایک تو ذکر ہے منجملہ ذکر کے
ہے اور وہ ہی منقول ہے متقدمین نقشبندیہ سے
کہ ذکر کا یہہ ہے کہ فرصت کو غنیمت جانے
لوگونکے گفتگو سنا اور تشویشات انکو
ردردا اور سیری مفرط بہر موت کو

یاد کرے اور تصور مین اوسکو اپنے آگے سامنے کرے اور اللہ تعالے
سے مغفرت چاہے اون گناہونکی جو اوس سے صادر ہوئے
پہر دونون لبون اور دونون آنکہون کو بند کرے اور دم کو
اپنے پیٹ مین حبس کرے اور دل سے کہے لا اسکو اپنے ناف سے
داہنے طرف نکالے اور کہینچے یہانتک کہ اپنے مونڈہے تک پہنچے
پہر مونڈہے کو سر کے طرف جہکاوے اور ہلاوے اور کہے الٰہ پہر ضرب
لگاوے اپنے دلمین سختی سے الا اللہ کی طرف مبادی سلوک کی
اسم ذات ہے ہر روز بارہ ہزار بار اور نفی اور اثبات ہزار بار
ایکبار مواظبت کرنا آثار عجیب اور غریب کا ثمرہ ہے حضرات نقشبندیہ
فرمایا کہ حبس نفس یعنے دم روکنے کی عجیب خاصیت ہے باطن کی گرم
کر دینے اور جمعیت عزیمت اور عشق کے ابہارنے اور وسواس
قطع کرنے مین اور بتدریج اندک اندک حبس دم کے مشق کرے تا
اوس پر گران نہو جاوے اور خشکی کے بیماری نہ پیدا ہوئے
اور حبس دم سے حبس غیر مفرط مراد ہے جسکی نوبت مشایخ
پہنچے نقشبندیہ کی حبس دم مین اور جسکو جوگی تہامے ہین نزدیک انکے
رباعی حاشا کہ اکابر رہ جوگیہ روند کو اثبات مقالات رہا بینہ نقشبند
حبس نفس و حصر نفس دارد فرق تو حبس نفس را است انچہ نشانش بدہند
اور حبس دم کے مانند شمار طاق کے بہی عجیب خاصیت ہے تو اول
اپنے کلمہ توحید کو ایکبار ایکدم مین اپنے پہر تین بار ایکدم [illegible]

درجه بدرجه چند روز کے مشق مین اکیس بار تک پہنچے طاق عدد کے
مراعات کے ساتھہ یعنے اول بار ایکبار اور دوسرے بار تین بار
اور تیسرے بار پانچ بار اور چوتھے بار علی ہذا القیاس سات بار
اور شرط اعظم نفی اثبات کے ذکر مین ملاحظہ کرنا ہے نفی معبودیت
یا نفی مقصودیت یا نفی وجود کا غیر اللہ تعالے سے اور اثبات
معبودیت وغیرہ کا حق تعالے کیواسطے بروجہ تاکید اور اجماع
خاطر نہ اوسطرح جیسے دل مین خطرات اور باتونکے خیالات گہومتے
پہرتے ہین اور جو شخص کہ اکیس بار تک پہونچا اور اوسکے واسطے
جذب یعنے کشش ربانی اور خدا کے طرف گردش باطن کا دروازہ
نہ کہلا تو اوسکو اوسکے اسم کی مشغولی واجب ہووے اور نفرت اور
اشتغال سے لازم آئے تو چاہئیے کہ وہ معلوم کرے کہ اوسکا عمل
[مقبول نہین] تو شروط مذکورہ اوسکو پہر سرسے شروع کرنا چاہئیے
اور منجملہ ذکر کے اثبات مجرد ہی ہے یعنی فقط اللہ کا لفظ
ذکر کرنا بدون نفی اور اثبات وغیرہ کے اور گویا کہ یہہ ذکر متقدمین
نقشبندیہ کے نزدیک نتہا شاید اسکا اختراع حضرت خواجہ باقی اللہ
رحمۃ اللہ عنہ یا اور کوئی اونکے کسی قریب العہد سے ہوگا اور طریق
اثبات مجرد کا یہہ ہے کہ اللہ کے لفظ کو اپنے ناف سے بشدت
تمام نکالے اور اوسکو کہینچے یہانتک کہ دماغ کے جہلی تک پہنچے حبس دم کے
ساتھہ اور اندک اندک زیادہ کرتا جاوے یہانتک کہ اکیس دم مین

اوسکو ہزار بار کہے اور دوسری طریقہ وصول الی اللہ کا مراقبہ ہے
اور طریقہ مراقبہ کا یہ ہے کہ دم کو بند کرے ناف کے نیچے تہوڑا سا
پہر اپنے جمیع حواس مدرکہ سے متوجہ ہو معنی مجرد و بسیط کیطرف جسکو شخص
اللہ کے نام بولنے کے وقت تصور کرتا ہے لیکن ایسے لوگ کمتر ہین
جو اس معنی بسیط کو لفظ سے خالی کر سکین تو طالب کوشش کرے کہ
اس بسیط کو الفاظ سے جدا کرے اور اوسکے طرف متوجہ ہو بلا مزاحمت
خطرات اور التفات ماسوی اللہ کے اور بعض لوگون سے اس قسم کا [illegible]
ادراک نہین ہو سکتا ہے تو بعضے مشایخ ایسے شخص کو اسطرح سکے دعا تلقین کرتے
ہین اور طریقہ اوس دعا کا یہ کہ ہمیشہ دل سے کیا کرے یا الٰہی طرف میرے
ای رب تو ہے میرا مقصود ہے مین بیزار ہوا یا تیرے [illegible] اور تیسرا طریقہ
ماسوا سے اور مانند اسکے کوی اور مناجات کرتا ہے اپنے مرشد کے
وصول الی اللہ کا رابطہ اور اعتقاد کامل بہم پہنچا ہر خاندان اور
ساتہہ حاصل کلام طریقہ تعلیم اذکار و اشغال کا [illegible] در سلاسل جمیع اولیائے
سلسلہ مین علیحدہ علیحدہ اور مختلف طور پر ہے [illegible] کے طریقہ مین حصول نسبت
کامل و موصل بحق ہے اور اولیا طریقت [illegible] بعض کو بعض پر ترجیح دیکر
اور وصول الی اللہ کے جامع ہین پس [illegible] راجح ہے چشتیہ اور نقشبندیہ
یون کہنا کہ طریقہ قادریہ افضل او[illegible] دینا یا برعکس اسکے کہنا بیفایدہ
اور ایک طریقہ کو دوسرے پر فضیلت [illegible] اوسے وہ اوسکو اختیار کرے
ہے جو جسکو سہل معلوم ہو اور سینہ

مجاہدہ وریاضت

اب یہان سے ابتدائی مجاہدہ وریاضت کا جو مرید کو چاہیے بیان ہوتا ہے جاننا چاہیئے کہ جو شخص خدا کو نہ پہنچا اس سبب سے نہ پہونچا کہ راہ پر نچلا اور جو راہ پر نچلا اس باعث سے نچلا کہ اوسنے طلب نکیا اور جسنے طلب نہ کیا اس وجہ سے نہ کیا کہ اوسنے جانا نہین اور اوسکا ایمان پورا نہین اسواسطے کہ جو شخص یہ جانتا ہے کہ دنیا میلی ہے اور چند روزکی اور آخرت مصفا ہے اور ہمیشہ کی ارادہ زادِ آخرت طلب کرنیکا اوسمین پیدا ہوتا ہے اور اوسپر بہت دشوار نہین ہوتا حقیر چیز کو نفیس چیز کے عوض مین ہاتہ سے دیدے اسواسطے کہ ...کا پیالہ اسلئے چھوڑ دینا کہ کل سونے کی کٹوری ملیگی آدمی پر ...نہین ہوتا تو طلب ایمان ان سب باتونکا سبب ہے اور ضعف ...ث یہہ ہے کہ راہ بتانیوالے مفقود ہون جب راہبر اور... اٹھ گئے تو راہ خالی رہیگی اور خلق اپنے سعادت سے محروم ہوگئی ...ہون اونپر دنیا کی محبت غالب ہوا اور جب یہہ طلب ...ن تو خلق کو دنیا سے آخرت کے طرف کیونکر بلا سکتے ...اہ آخرت کے برخلاف ہے دنیا اور آخرت ...مغرب کہ آدمی جب ایک سے نزدیک ہوتا ہے ...ہے جیسے حق تعالی کا ارادہ پیدا ہوتا ہے حق تعالی فرماتا ہے وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ

نسش کی اوسکی .. واسطے کوشش آخرت کے ۱۲

وسعی لہا سعیہا آدمیکو جاننا چاہیئے کہ حق تعالے یہہ ارشاد فرماتاہے
وسعی لہا سعیہا تو یہہ سعی کیا ہے پس اس سعی سے مراد راہ چلنا ہے
اور راہ چلنے کیواسطے پہلے ہی مرتبے مین کئے شرطین ہین کہ پہلے ہی سے
اون شروط کو بجالانا چاہیئے پہر ایک دستاویز سے کہ اوسی تمسک
کرنا چاہیئے پہر ایک قلو اور حصار سے تا اوس سے پناہ لینا چاہیئے
پہلی شرط یہہ ہے کہ اپنی اور حق سبحانہ تعالے کے درمیان سے آڑ
اور حجاب اوٹہا دے تاکہ اوس قوم مین سے نہو جائے جیسے
خداوند تعالے یون ارشاد فرماتا ہے وجعلنا من بین ایدیہم
ومن خلفہم سدا اور حجاب چار ہین اول مال دوم
تقلید چارم معصیت پس مال اسلئے حجاب ہے کہ اوسکے
انگار رہتا ہے اور جب تک دل فارغ نہو تب تک آدمی
پہلے چاہیئے کہ قدر حاجت کے سوا باقی مال کو آدمی اپنے
اسواسطے کہ مال بقدر حاجت مین مشغلہ نہین ہوتا
ایسا ہو کہ اپنے پاس کچہہ رکہتا ہی نہین اور خدا
تو اوسکے راہ جلد طے ہوجائیگی اور جاہ وحشم
جاتا ہے کہ آدمی بہاگے اور ایسے جا جاوے
ہون اسواسطے کہ جب نامی ہوگا تو
لذت مین ہمیشہ مشغول رہیگا اور جو شخص
حق تعالے تک نہ پہونچیگا اور تقلید

مذہب کا اعتقاد اور کوئی اعتراض اور جدل کی بات سنے تو اوسکی
چیز کی اوسکے دلمین جگہ نہین رہتی پس چاہیئے کہ آدمی ان سب باتونکو
بھولا دے اور لا الٰہ الا اللہ کے معنی کا ایمان لائے اور اپنے دل سے
اسکی تحقیق طلب کرے اور اوسکی تحقیق یہہ ہے کہ حق تعالے کے سوا
اوسکا اور کوئی معبود نہ باقی رہے کہ وہ اوسکی بندگی کرے
جس شخص پر ہوا و ہوس غالب ہوتی ہے تو ہوا و ہوس ہے اوسکا
معبود ہوتی ہی فهو شغلك وهو صنمك جب یہہ مضمون حقیقت ہوا
کہ مجاہدہ اور ریاضت سے کامون کا کشف ڈھونڈے جدل
سے نہین اور معصیت تو بڑا ہی حجاب ہے اسواسطے کہ
گناہ پر مصر ہوتا ہے اوسکا دل تاریک ہوجاتا ہے
منکشف ہوگا خصوصا حرام کی روزی اسواسطے کہ حلال
روشن ہو نہین جراتم کرتی ہے اور کوئی چیز نہین
حرام کے لقمے سے حذر کرے اور حلال روزی
جو شخص ظاہر شرع پر عمل کرنے اور سب
ہے کہ دین اور شریعت کے بھید سمجھے
دی شخص علوم عربیہ پڑھنے کے پیچھے قرآن
سب حجاب اوٹھا دے تو اوس
کرکے نماز پڑھنے کے قابل ہوا ہو
اقتدا کرے وہ پیر ہے اسواسطے

کہ پیر کے بغیر راہ چلنا راست نہین آتا اسلئے کہ راہ پوشیدہ ہے اور
شیطان کے راہین خدا کے راہ سے ملی ہوے ہین حق راہ ایک ہی ہے
اور باطل راہین ہزارون ہین تو بے دلیل اور راہبر کے راہ چلنا کیونکر
ممکن ہوگا جب پیر مشفق ہاتھہ لگ جائے تو چاہیے کہ مرید اپنے سب کامونکو
اوسی پیر چھوڑ دے اور اپنا اختیار کچھہ باقی نہ رکھے اور یقین جانے
کہ اپنی رائے صائب کی بہ نسبت پیر کے خطا مین اوسکا بڑا فائدہ ہے
شعر بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید کہ سالک بیخبر نبود
زراہ و رسم منزلہا تو پیر سے جو بات ایسی وقوع مین آئے جسکا
بھید نہ معلوم ہو تو حضرت خضر اور حضرت موسی علی نبینا وعلیہ
والسلام کا قصہ یاد کرے کہ وہ حکایت پیر اور مرید ہے
کہ مشایخ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین ایسے بہت سے
ہین کہ عقل سے اونکے بھید کو مرید نہین پہونچ سکتا
پیر کے سپرد کر دے تو پیر پہلے آفتون سے حصار میں
محفوظ رہے اور اوس حصار کے چار دیوار ہے
دوسری خاموشی تیسری گرسنگی چوتھی تنہا
شیطان کی راہ بند رکھتی ہے اور بیخوابی
اور خاموشی باتونکی پراگندگی سے دل کے
خلایق کے ظلمت کو دور کرتی ہے
جب مرید دنیا کے اشغال سے الگ

راہ چلنے مین پہلے یہہ کرے کہ پہلے عقبات راہ کو صاف کر دے
اور عقبات راہ صفات مذموم ہین جو دل مین ہوتے ہین جن
کاموں سے بہاگنا چاہئیے یہہ صفات مذمومہ اونکی جڑ ہین جیسے جاہ و
مال کی حرص اور اچہے کہانے پینے کا لالچ اور تکبر اور ریا وغیرہ تاکہ
مادہ مشغلہ کو باطن سے قطع کر دے اور دل خالی ہو جائے اور ممکن ہے
کہ کوئی شخص ان سب باتوں سے تو پاک اور ایک سے صفت ذمیمہ باقی
رہ جائے تو اوس صفت کو چہوڑنے کے واسطے کوشش کرے
جو پیر مناسب جانے اور اوسکے لائق سمجہے کہ یہہ امر بمقتضای حال
ہے اب جبکہ زمین کو خالی کر چکا تو تخم ریزی شروع کرے
تعالے کا ذکر تخم ہے حب ماسوی اللہ سے خالی
مین بیٹہکر ہمیشہ دل و زبان سے اللہ اللہ کہا کرے
سے چپ ہو جائے اور دل سے کہنے لگے پہر دل ہی
وراس کلمے کا وہ معنی اور مقصود دل پر غالب
ہے نہ عربی نہ فارسی اسواسطے کہ دل سے
ت اوس تخم کا غلاف اور پوست ہے
معنی کا دل مین اسطرح متمکن اور مسلط
اسکے ساتہ دل وابستہ رکہنے مین
نق ہو جائے کہ تکلف سے ہی

دلکو اوس سے باز نہ رکھ سکے حضرت شبلی قدس سرہ نے اپنے
مرید سے حصر کرکے فرمایا کہ اگر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک
تو میرے پاس آئے اور ماسوی اللہ کا خطرہ تیری دل پر
گذرے تو میرے نزدیک آنا تجہپر حرام ہے جب دلکو وسواس
دنیا دی کے خار سے پاک کر چکا اور یہہ تخم اوسمین بو چکا تو کوئی
چیز باقی نہ رہے جو اختیار سے تعلق رکہے اور یہین تک اختیار ہے
اسکے بعد منتظر رہے کہ کیا گذرتی ہے اور کیا ظاہر ہوتا ہے
غالب ہے کہ یہہ تخم ضایع نہوا سواسطے کہ حق سبحانہ تعالے فرماتا
مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ
جو شخص آخرت کے کام مین ہوتا ہے اور بیج بوتا ہے
زیادتی نصیب کرتا ہون اور اس مقام پر مرید
مختلف ہوتے ہین کسیکو اس کلمہ کی معنی مین اور
اور خیالات باطل پیش آتے ہین اور کو
نجات پاتا ہے اور فرشتون کی اصل وا
اوس سے اچھے اچھے صورتون مین دکہ
نظر آئین یا کہلی آنکہہ سے ہی دیکہے اسکے
اونکی شرح اور تفصیل دراز ہے۔
کچہہ پوشیدہ نہین ہیہ جو ہم نے
اجمالاً ہر شخص اپنی اپنے مرشد کو

دریافت کر سکتا ہے وہان ظاہر و واضح ہو سکتی ہے ۵ مرید

ہمین قدر راست کافی ہو مریض راہ دین راحت شافی فصل سوم

اصطلاحات حضرات صوفیہ مین اصطلاح اوسکو کہتے ہین جسکو کہ بزرگان

دین اپنے علوم کو نادر زبان مین بیان کرین تاکہ کوئی شخص

ناواقف جب انکے مجلس مین آوے تو نہ سمجھ سکے اور نہ کتاب

دیکھے تو سمجھے پس مصطلحات اس طائفہ عالیہ کے دو قسم پر منقسم ہین

نظم مین اور دوسری نثر پہلے ہم اصطلاحات نقشبندیہ بیان کرتے

تاکہ نقشبندیہ کے چند کلمہ و اصطلاحات ہین کہ جنپر اونکے طریقہ کی

بعض اصطلاحات مین تو اونہین اشغال مذکورہ کے طرف

ہ جو مجملاً فصل دوم مین بیان کئے گئے ہین اور بعضے انکے

شرطون پر تو ہمکو اونکا ذکر کرنا چاہیئے ہوش در دم

در وطن خلوۃ در انجمن یاد کرد بازگشت

اشت یہہ آٹھ کلمے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی

ل ہین اور اونکے بعد تین اصطلاحین حضرت

سے مروی ہین وہ یہہ ہین وقوف زمانی

ردی اور ہوش در دم کے معنی ہوشیاری

ساتھ تو ہمیشہ بیدار اور متجسس رہنے

ہین کہ ایک قوم واسطے معین کرنے معنی لفظ

کے اتفاق کرے ١٢

اپنے ذات سے ہر سانس مین کہ وہ غافل ہے یا ذاکر اور یہہ طریقہ ہے
بتدریج دوام حضور کے حاصل کرنیکا اور اسطرحکی ہوشیاری مبتدی
کیواسطے مخصوص ہے پھر جب آگے بڑہے اور سلوک کے درمیان مین
آوے تو چاہیئے کہ کھوج کرتا رہے اپنے ذات کا تہوڑی تہوڑی
مدت مین اسطرح کہ تامل کرے ہر ساعت کے بعد کہ اس ساعت مین
غفلت آئی یا نہین اگر غفلت آگئی ہو تو استغفار کرے اور آئندہ کو
اوسکے چہوڑنیکا ارادہ کرے اسطرح مدام تفحص کرتا رہے یہانتک کہ
دوام حضور کو پہنچ جاوے اور یہہ پہلی طریق کی ہوشیاری مسمی
بوقوف زمانی ہے اسکو حضرت خواجہ نقشبند یہ علیہ الرحمہ نے استخراج کیا
کر اونہون نے معلوم کرا کہ متوجہ ہونا علم العلم یعنے دانست کو دریافت کی
ہر دم مین سالک متوسط کے حال کو پریشان کرتا ہے اوسکے مناسب تو
استغراق ہے توجہ الی اللہ مین اسطرحپر کہ اوسکو اپنے متوجہ ہونیکی
دانست بہی فراحم حال نہو اور صاحب شفاء العلیل فرماتے ہین کہ
ہر ہر دم کا محاسبہ عبارت ہے ہوش در دم سے سو یہہ مبتدیکی
مناسب ہے نہ متوسط کے اور قدرے مدت کا محاسبہ جسکا نام وقوف
زمانی ہے لایق بمرتبہ متوسط ہے کہ وقوف زمانی کو صوفیہ محاسبہ
کہتے ہین حدیث شریف مین وارد ہے کہ ہوشیار وہ شخص ہے
جسنے اپنے نفس کو دابا گویا مابعد موت کے واسطے عمل کیا اور امیر المومنین
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خطبہ مین فرمایا کہ اپنے جانونکا

محاسبہ کرو قبل اسکے کہ تمسے حساب لیا جاوے اور اونکو وزن کرو
قبل اسکے کہ وزن کئے جاوین اور مستعد ہوجاؤ عرض اکبر کے واسطے
یعنے خدا کا سامنا جو قیامت مین ہوگا اوسدن تم سامنے کئے جاؤگے
تمہاری کوئی خبر نہ چھپ سکیگی اور نظر بر قدم سے یہہ مراد ہے کہ
سالک پر واجب ہے کہ اپنے چلنے پھرنیکے وقت کسی چیز پر نظر نہ ڈالے
سواے اپنے قدم کے اور نہ اپنے بیٹھنے کے حالت مین دیکھے مگر اپنے آگے
اسواسطے کہ نقوش مختلفہ کا دیکھنا اور تعجب انگیز نیرنگون کا نظر کرنا
سالک کے حالت کو بگاڑ دیتا ہے اور اوس سے روکتا ہے جسکے
وہ طلب مین ہے اور نظر کے حکم مین ہی لوگون کے آوازین اور
اونکے باتون کیطرف کان لگانا حاصل کلام نظر کو نیچے رکھنا یہہ نسبت
مبتدی کی ہے اور منتہی پر تو لازم ہے کہ تامل کرے اپنے حال مین
کہ وہ کس نبی کے قدم پر ہے اسواسطے کہ بعضے اولیا اللہ سید المرسلین
محمد مصطفے علیہ الصلواۃ والسلام کے قدم پر ہوتے ہین اور اونکو
پورے جامعیت کمالات کی حاصل ہوتی ہے اور بعض اولیاء اللہ
موسی علیہ السلام کے قدم پر ہوتے ہین وعلی ہذا القیاس پھر جب منتہی
اپنے پیشوا کو پہچان لی تو چاہیئے کہ اوسکے حالات اور واقعات اپنے
پیشوا کے واقعات کے ساتھہ مناسب ہون اور سفر در وطن کا مطلب
نقل کرنا ہے صفات بشریہ خسیسہ سے صفات ملکیہ فاضلہ کیطرف تو
سالک پر واجب ہے کہ اپنے نفس کا متفحص رہے کہ آیا اوسمین کچھہ حب خلق

باقی ہے پھر اوسکو پہچان لے تو پھر نوسرے توبہ کرے اور جانے کہ
یہہ پھر اثبات ہے اسواسطے کہ جو چیز تجکو خدا سے باز رکھے وہی فی الواقع
تیرا بت ہے پھر کہے کلمہ لا الٰہ الا اللہ لا الٰہ سے ارادہ رکھے کہ مینے فلانی
چیزکے محبت کو نفی کر دیا اور الا اللہ سے قصد کرے کہ اللہ کی محبت
یعنے اوسکے مقام پہ ثابت کردی اور وجہ اسکی یہہ ہے کہ غیر خدا کے
محبت کے رنگین دلکے اندر بہت چھپے ہوئے ہین اونکا نکالنا مشکل ہین
مگر بکمال تفحص اور تلاش سے اور سالک پہ واجب ہے کہ تلاش کرے
کہ آیا اس کے دلمین کسیکا حسد یا کسیکا کینہ یا اعتراض موجود ہے تو
اوسکو اس کلمہ کی مداومت سے توڑا کرے ف حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جسنے اللہ کے محبت کا خالص مزا چکھا
اوسنے اوسکو طلب دنیا سے باز رکھا اور سب لوگون سے اوسکو وحشی
کردیا - خلوت در انجمن کا یہہ مطلب ہے کہ دل سے خدا کے ساتھہ
مشغول رہنے یعنے جمیع حالات مین پڑہانے مین اور کلام کرنے اور کہانے
اور پینے اور چلنے مین شعر از درون شو آشنا و از برون بیگانہ وش
اینچنین زیبا روش کم می بود اندر جہان تو سالک کو واجب ہے کہ
خداہی کے طرف متوجہ رہنے کا ملکہ یعنے قوت راسخہ بہم پہنچاوے ان
اشتغال مذکورہ کے مشغولی کے وقت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند
قدس سرہ نے فرمایا کہ اسیطرف اشارہ ہے حق تعالے کے قول مین رجال
یعنے مرد وہ لوگ ہین جنکو سوداگری اور خرید و فروخت ذکر اللہ سے

غافل نہین کرتے دل بیار و دست بکار گویا اسی کلمہ کا ترجمہ ہے
بلکہ حق یہہ ہے کہ لباس فقرانہ نہ ہونا اور ہمیشہ متعلق بذکر خدا
رہنا اسطرح بہت لوگون پر مخفی رہتے ہیں اکثر دکھانے اور سنانے
کیلئے ہے تو بہتر سمجھتے کہ خرقہ اور لباس تو علم اور دیانت اور جہاد
وفی الطاعات کا لباس ہو اور دل ہمیشہ حق جلشانہ کے ساتھ رہے
چنانچہ حضرت خواجہ علی رامتنی قدس سرہ نے فارسی شعر میں یہ مضمون
ادا فرمایا یعنے اندر سے آشنا رہ اور باہر سے بیگانہ کے مانند ایسے
پیاری چال کمتر ہے جہان میں یاد کرد سے مراد ذکر اللہ ہے یا
نفی اور اثبات مجرد چنانچہ اسکی تفصیل پہلے مذکور ہو چکی اور مراد یاد کرد
سے یہہ ہے کہ ہمیشہ اوس ذکر کو تکرار کرتا رہے جسکو مرشد سے
سیکھا ہے یہانتک کہ حق جلشانہ کے حضوری حاصل ہو جاوے حضرت
خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ مقصود ذکر سے یہہ ہے کہ دل
ہمیشہ حضرت حق جلشانہ کے ساتھ حاضر رہے بوصف محبت اور تعظیم
کیواسطے کہ ذکر یعنے یاد دفع غفلت کا نام ہے۔ اور باز گشت
یعنے رجوع کرنا اور پہرنا اس سے عبارت ہے کہ قدرے ذکر کے
تین بار یا پانچ بار مناجات کے طرف رجوع کرے یعنے یون دعا کرے
اللہ عزوجل سے بحضور قلب کہ اے میرے رب تو ہے میرا مقصود
یعنے دنیا و آخرت کو چہوڑا تیرے ہی واسطے اپنے نعمت کو [illegible]
اور یہہ وصال اپنا مجکو نصیب فرما اور دوا کر جب کلمہ طیبہ کو دل سے

لیے تو اوسکے بعد اوسطرح کہے الٰہی تو ہے میرا مقصود ہے اور تیرے ہی
رضا میرے کو مطلوب ہے یعنی اس ذکر سے تو ہی مقصود اسواسطے
یہہ کلمہ ہر خاطر نیک و بد کا نافی ہے تو دم بدم اخلاص تازہ کرکے
ذکر کو خالص کرنا چاہئیے تاکہ باطن ماسواے حق سے صاف ہوجاوے
اگر ذاکر ایسا اخلاص نہ پاوے تو دعاے مذکور کو بطریق تقلید
مرشد کیا کرے تو مرشد کی برکت سے اوسکو انشاء اللہ تعالیٰ اخلاص
حاصل ہوجاویگا اور بار بار گشت سے اخلاص حاصل کرنا اسواسطے
ذکر مین شرط اعظم ٹھہرا کہ ذاکر کے دلمین وسوسہ آتا ہے سرور کا
اور سیر غرور ہوجاتا ہے اور اوسیکو مقصود ذکر قرار دیتا ہے حالانکہ
اوسکے حق مین یہہ زہر سے زیادہ تر مضر ہے نگاہداشت تو عبارت
خطرات اور احادیث نفس کے ہانکنے اور دور کرنے سے تو سالک کو
لایق ہے کہ بیدار اور ہوشیار رہے اور کسی خیال اور خطرہ کو
اپنے دل مین جانہ دے کہ خطور کرسکے حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ
سے روایت ہے کہ سالک کو لایق ہے کہ خطریکو اوسکے ابتدا مین ظہور مین
روک دے اسواسطے کہ جب ظاہر ہوچکیگا تو نفس اوسکے طرف مائل
ہوجاویگا اور نفس مین اثر کریگا پھر اوسکا دور کرنا مشکل ہوگا تو
یہہ نگاہداشت ایک طریقہ ہے حصول خلو رکھنے ذہن کا خطرات اور
وسواس کے خطور کرنے سے پس حاصل مطلب یہہ ہے کہ خطریکو
ساعت دو ساعت بھی دل مین رکھنا نچاہیئے بزرگون کے نزدیک

یہہ امر مبہم ہے اور اولیای کاملین کو یہہ دولت تا زمان دراز
حاصل رہی ہے یاد داشت تو عبارت ہے توجہ صرف سے جو
خالی ہے الفاظ اور تخیلات سے واجب الوجود کے حقیقت کیطرف
اور حق بات یہہ ہے کہ ایسا متوجہ رہنا باستقامت حاصل نہین ہوتا
مگر فنای تام اور بقای کامل کے بعد خلاصہ یہہ ہے کہ یاد داشت
ذات مقدس کی دھیان کا نام ہے جو بلا ذریعہ الفاظ اور تخیلات
کی ہو یہہ دولت منتہیان ولایت کو البتہ حاصل ہوتی ہے — اور وقوف
زمانی کی تفسیر کو تو ہم نی ہوش در دم کے ذکر مین بیان کیا یعنی بعد
ہر ساعت کے تامل کرنا کہ غفلت آئی یا نہین درصورت غفلت استغفار
کرنا اور آئندہ کو اوسکے ترک پر ہمت باندھنا اور وقوف عددی تو
عدد طاق کے محافظت کرنیکا نام ہے جسکا بیان فصل دوم مین ہو چکا
یعنی ذکر کو طاق ذکر کرنا نہ جفت اور وقوف قلبی عبارت ہے
اوس قلب کیطرف جو بائین طرف چھاتی کے نیچے موضوع ہے اور
حکمت اس توجہ کی ویسی ہے جیسی ضربات کی رعایت مین حضرات
مشایخ قادریہ کے نزدیک یہہ حکمت ہے تا اپنی غیر کی سوا توجہ نہ باقی رہے
اور خطرات بیرونی دل مین داخل نہون المختصر توجہ دلی اسطرح
ہو کہ اوسپر واقف رہے اثنای ذکر مین اور دلکو ذکر حق سے مشغول
کرے اور اوسکو ذکر اور اوسکے مفہوم سے مہمل اور بیکار نہ چھوڑے
حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ نے حبس نفس اور رعایت عدد کو ذکر

لازم نہین فرمایا اور وقوف قلبی تو اونکے نزدیک اثنای ذکر مین
لازم ہے چنانچہ رابطہ مرشد اور مراقبات لازم نہین بلکہ مقصود ذکر سے
دفع غفلت ہے اور یہہ حاصل نہین بدون وقوف قلبی کے اب یہانسے
بیان اصطلاح حضرت خواجہ حافظ شیراز علیہ الرحمۃ کا آغاز ہے (ساقی)
سے یہہ مراد ہے کہ مرشد ومحبوب حقیقی کہ ہر دو زندہ درون عارفان
کامل ہو (شراب) سے مراد معرفت ومحبت حق سبحانہ تعالی کی جو قوت
دل سالکان فانی ہے (پیر مغان ومغبچہ) مراد مرشد عالم معانی
وروحانی سے ہے کہ صفات ذمیمہ ونفس امارہ سے تغیر اور تبدل
ہوکر متصف بصفات حمیدہ ہوا ہووے اور ارادت غیبی عالم لاریبی سے
قلب پر اوسکے وارد ہووے (بتخانہ ومیخانہ) مراد باطن عارف
سے ہے اور عالم جبروت سے ہے (تجلیات) عشق حقیقی سے
مراد ہے کہ دل مین عارف کی انوار چمکتے ہین (کلیسا وکنشت)
سے مراد عالم تعین اور شہود معرفت ہے (جام) مراد دل پاک
عارف سے ہے کہ مشاہدہ غیبی ظہور مین آوے (عاشق) سے
مراد وہ مرد ہے جو لواحق دنیا سے گذر کر معشوق حقیقی کا ناظر اور
رنج ومحنت پر راضی وشاکر ہو (محتسب) مراد تشریع ظاہری ہے
(آب) فیض جو عارفان فانی کو پہونچتا ہے (مطرب) مراد یہہ کہ
سالک روحانی ترانہ توحید گاتا ہے (صیاد) مراد غفلت باطنی سے
ہے کہ ہمیشہ معرفت دکھلائی دیتی ہے (عید) مراد وصال محبوب حقیقی کا

کہ فرحت عارفون کی ہے (بہار) مراد ذوق و شوق سالکان اُردو ہے (خزان) مراد لوازے معرفت سے کہ عارفان مبتدیکو دکھلائی دیتا ہے (بلبل) مراد عارف ربانی سے ہے کہ مدام ذکر اور فکر حق جلشانہ مین شاغل ہے اور نفس امارہ سے فارغ البال (صبا) مراد مژدہ کہنے والا درمیان عاشق و معشوق کے ہے شعر صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را کہ سر بکوہ و بیابان تو دادہ مارا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام سے بہی مراد ہے (رقیب) مراد نفس امارہ اور حواس خمسہ ظاہری اور باطنی سے ہے۔ (وصال) سے مراد یہہ ہے کہ روح صفت ہو کر مقام مین پہونچا ہو تاکہ ما بین اوسکے اور حق سبحانہ تعالے کے کچہہ حجاب باقی نرہے (فراق) مراد محنت سے کہ بہت محنت کیا ہو اور مراد کو نہ پہونچے (راز) مراد عالم لاہوت اور ملکوت سے ہے (زنار) علامت یک رنگی ہونا ہے دین اور یقین مین (دم) مراد ذوق سے ہے کہ دل کو عارف کے حاصل ہوے (مست و شیدا) مراد اہل جذبہ اور تارک الدنیا سے ہے (قلاش و رند) عبارت قاطع آلایش دنیا سے ہے (شمع و کرشمہ) عبارت پر انوار معرفت سے ہے کہ دل مین سالک کے ظہور پاتے ہین (معشوق) مراد ذات آلہی سے ہے کہ پرتو بخش معرفت سے ہے (زلف) عبارت جذبہ آلہی سے ہے۔ (روی) عبارت وجہ حق سے ہے (رخسارہ) عبارت وحدانیت سے ہے

(دہان) مراد اسرار الٰہی سے ہے (خط) عبارت برزخ کبریٰ سے ہے کہ درمیان صفات کے واقع ہوا ہو۔ (خال) عبارت صفات و لطف سے رب الودود کے ہے۔ (زنخدان و غبغب) مراد لطف سے ہے لیکن قہر آمیز کس لئے کہ سالک کو چاہ نورانی سے چاہ ظلمانی میں ڈالتا ہے (قامت) عبارت حمیت وجود عارف فانی ہے (میان) عبارت برزخ صغریٰ سے ہے (چشم و مژگان) مراد بصیرت ازلی سے ہے (فیض) عبارت جذبۂ باطنی سے ہے (عارف) عبارت سیر سے ہے یعنی رَاَیْتُ رَبِّیْ بِعَیْنِ رَبِّیْ سے ہے۔ اب یہاں سے اصطلاحات حضرت شیخ فریدالدین عطار اور مولانا فخرالدین عراقی اور مغربی اور حضرت شاہ شرف الدین بوعلی قلندر اور مولانا مولوی روم کے بیان کئے جاتے ہیں (عشق) ذات حق کو کہتے ہیں اور اوسکو عالم لاہوت بھی کہتے ہیں (معشوق) صفات حق کو کہتے ہیں اور اوس سے عالم جبروت و وحدت اور تعین اول و برزخ کبریٰ و ام الکتاب اور روح اعظم اور حقیقت محمدی سے بھی مراد ہے (عاشق) اسماے حق کو کہتے ہیں اور اوس سے واحدیت اور مرتبۂ آدم اور تجلی ثانی اور عالم شہادت اور متناہی کثرت اور عالم ملکوت اور عالم ماسوا اور عالم معنی سے بھی اشارہ ہے مثنوی

ہست انسان بحر نور ذوالمنن گرچہ گشتہ چون سبو در قید تن

قید تن گشتہ سبو مر بحر را ٭ قید تن کردہ سبو مر بحر را ٭ گر بیند از د
ہمائے سایہ ٭ شاہ گردد مفلس بے مایہ ٭ (چشم) عبارت احاطہ
حق سے ہی ساتھ اعیان کے کہ ہماری مہجوران اور ہستی و اصلان کے سے
ہے شعر کیا رسیلی ہے آنکھ ساقی کے ٭ بیخبر کردیا جدھر دیکھا ٭ -
(لب) مراد نفس رحمانی سے ہے کہ نیستی کو صورت ہستی میں
دکہلاتا ہے (جان) ارواح مجردہ کو کہتے ہیں (غمزہ) جذبہ کو
کہتے ہیں (بوسہ) افاضہ وجود کو کہتے ہیں (خواب و مستی)
ہستی مجازی سے اشارہ ہے (زلف و دل) اس سے مراد انسان
کامل سے ہے (رخ) ذات حق کو کہتے ہیں (خط) عالم روح کو
کہتے ہیں (رخسارہ) مراد حقیقت جامع سے کہ فاتحہ الکتاب سے ہے
(خال) غیب ہویت اور وحدت کو کہتے ہیں (شراب)
ذوق سے مراد ہے کہ خلوت محبوب سے پیدا ہووے اور تجلی
ذات کو بہی کہتے ہیں (شمع) نور عرفان اور نور آلہی کو کہتے ہیں
(شاہد) محبوب حقیقی سے مراد ہے کہ سب پر جلوہ کرتا ہے
(جام) حقیقت جامع (مے) نفس رحمانی کو کہتے ہیں (خراباتی)
مراد اس سے یہہ ہے کہ خلاصی تعین سے پاکر مقام محو اور فنا میں
ہووے (حدیث و واقعہ) اس سے مراد یہہ ہے کہ مرید جو کچہہ
شیخ سے عرض کرے (شطح) مراد یہہ ہے کہ جو کچہہ غلبہ میں
احوال واقع ہووے (دلق) تعین کو کہتے ہیں (شب و ترسابچہ)

حقیقت محمدی کو کہتے ہین (سیمرغ) عقل کل کو کہتے ہین (کوہ قاف)
حقیقت انسان کو کہتے ہین (قد) مراد حضرت آلہی سے ہے کہ
برزخ وجوب و امکان ہے (زلف) اشارت تجلی جلالی سے
مراد ہے کہ صورت ہای جسمانی اور صفا اور قہر ہین جگہہ رہیکے
اور وہ حجاب روئے وحدت کا ہے یعنے مشکلات حقایق طریقت
کہ پیچ در پیچ ہے (ابرو) اس سے مراد کنایہ حجاب ربوبیت
اور عبودیت سے ہے یعنے اسماء آلہی اوسکے حاجب اور مراد
اوس سے مرتبہ صفات ہے اور حجاب ذات اور اشارہ طرف
قاب قوسین کے بہی ہو سکتا ہے (چشم) مراد سہو وحق سے ہے
(طرہ) حجاب سالک ہے (روے) عبارت ہے کشف انوار ایمان
اور عرفان حجاب جمال سے (خط) مراد حقیقت محمدی سے ہے
اور عالم ارواح سے (لب) اشارت قبض و بسط نوازش
فرمای عاشق سے ہے (فراق) غیب کو کہتے ہین مقام وحدت سے
اور آنا سالک کا وطن اصلی سے کہ عالم بطون ہے یہہ عالم فراق
اوسکا ہے اور پہر ساتہہ عالم بطون کے رجوع ہونا وصال ہے
اور وہ مرگ ہے (جلال) احتجاب حق سے ہے (جمال) تجلی حق کی
ہے بوجہہ حق واسطے حق کے (مہر) محبت سے اشارہ ہے کہ اپنے
اصل سے تہا آگہی یا یاد (محبت) دوستی بے علاقہ مراد خود حق تعالی
(ذوق) مستی شراب عشق سے کنایہ ہے خاص عاشق کہ بالکلیہ

اپنے حس سے محو ہوتا ہے (میل) رجوع اپنے اصل سے ساتھ شعور کے
آگہی پانے کو کہتے ہین (عشرت) لذت سالک کو کہ حق سبحانہ تعالی
کے ساتھ باشعور ہوتے ہی کہتے ہین (تجلی شہودی) ظہور وجود
ہے کہ مسمی ساتھ اسم نور کے ہووے اور اوس سے مراد ظہور حق
ہے بصور استاد اکوان اور اکوان صور اسمار اللہ تعالے ہین
اور وہ ظہور نفس رحمان سے (عارف) مشاہدہ کرنیوالا ذات
اور صفات اور اسمار آلہی کو کہتے ہین (واصل) اس سے یہہ
مراد ہے کہ خود رستہ اور محو تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللہ ہوا ہووے (صوفی)
اس سے مراد یہہ ہے کہ وہ گم ہووے اور بے خبر اور موافق
شریعت کے قدم پر قدم جناب رسالتمآب کے رکہے اور غیر خدا سے
اپنے کو نگاہ رکہے (قلندر) مراد اوس شخص سے ہے کہ تجرید اور
تفرید مین کمالیت رکہتا ہووے اور تجرید مین عادت اور عبادت
مین کوشش کرے (رند) اس سے وہ شخص مراد ہے جو شراب
نیستی پیچتا ہے اور نقد ہستی سالک کے لیتا ہے (زاہد خشک) کہ
جاہل اور بے معنی اور ریاکار کو کہتے ہین (شیخ) سے انسان کامل
شریعت مین مراد ہے (طالب) سے وہ شخص مراد ہے کہ
طلب مین مولے کے فانی ہووے نہ ساتھ امید ہست کے (عالم)
مطلع ذات اور صفات و اسمار آلہی کو کہتے ہین (فقر) عبارت
فنا فی اللہ سے ہے (ننگ و ناموس) سے یہہ اشارہ ہے کہ

شہرت چاہیے (خرابات) عبارت مظہر الٰہی سے ہی کہ سالک
دس جا بین تجلی سے قہاری کے محو اور فانی ہوتا ہے اور غلت
خانہ پیر سے ہی مراد ہے (پیر خرابات) سے وہ مرشد کامل
مراد ہے جو افعال وصفات اشیاء کو محو افعال اور صفات الٰہی جانے
(مسجد) مظہر تجلی جمالی کو کہتے ہین اور آستانہ پیر سے ہی مراد ہے
(خمار) مقام تلوین سالک ہے اور ظاہر ہونا پردہای کثرت بر
روئے وحدت ہے (شراب) عشق کو کہتے ہین (شمع)
پرتو انوار الٰہی سے اشارہ ہے جو دل پر سالک کے ہے کہ عرفان
ہووے (مستی) عبارت حیرت سے ہے جو مشاہدہ ہین
جمال معشوق کے ہو (میخانہ) خانقاہ پیر کو کہتے ہین (بت)
عبارت مظہر ہستی مطلق سے ہے کہ وہ حق ہے (زنار) کنایہ
عقد خدمت اور طاعت محبوب حقیقی سے ہے اور یہی اشارہ زلف
سے ہے (حجاب) صفات ذمیمہ سے مراد ہے (ساقی) پیر کامل
کہتے ہین می سے مراد دو قسم کی ہے ایک باواسطہ اور دوسرے بے واسطہ
ذات حق سے ہووے۔ چنانچہ سَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا کے تفصیل مین
مذکور ہے دوسری باواسطہ انبیا و اولیا و ملائکہ وغیرہ سے مراد ہے
(مطرب) پیر کامل سے کنایہ ہے (نی) سے مراد ذات وجود
انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے (دیر و کلیسیا) عبارت عالم اطلاق
نہ عالم روحانی سے ہے (قلندری وسلامتی) عبارت تجرید کو

اور تفرید دارین سے ہے (نماز و روزہ) عبارت توجہ باطن
الی اللہ سے ہے اور اغراض ما سوا اللہ سے (محراب و قبلہ)
سے مراد وہ مطلوب اور مقصود ہے کہ جسکے طرف دل متوجہ ہوا
ہووے (انسان الحق) انسان کامل کو کہتے ہین کہ ثابت ہو
ہووے مظہریت اسم متکلم مین (لطیفہ انسانیہ) دل کو کہتے ہین
کہ حقیقت مین منزل روح ہے (ہوا) میل کرنا نفس کا طرف
پستی کے (بت خانہ و بتکدہ و شراب خانہ) مراد باطن عارف
کامل سے ہے (دیر و خرابات عالم) مراد باطن عارف کامل
سے ہے (گبر و کافر بچہ) عبارت ایک زنگی بیچ عالم وحدت کے
(ساغر و بت خانہ) مشاہدہ انوار غیبی سے اشارہ ہے (محبوب و صنم)
حقیقت روحیہ کو کہتے ہین (غمزہ و بوسہ) فیض و جذبہ باطن کو
کہتے ہین (چشم ابرو و جمال) الہام غیبی سے اشارہ ہے —
(قلاش و قلندر) اہل ترک و تجرید کو کہتے ہین (مست و شیدا)
اہل جذبہ و شوق کو کہتے ہین (خمار و بادہ فروش) پیرون
اور مرشدون کو کہتے ہین (ساقی و مطرب) فیض پہونچانیوالیکو
اور ترغیب دینے والیکو کہتے ہین (پیر مغان و پیر خرابات)
کاملان اور مکمل کو کہتے ہین شعر پیر کو بخرابات نشد بے دین است
زیرا کہ خرابات اصول دین است (عاشق) شیفتہ جمال اور
جلال الٰہی کو کہتے ہین (جمال) اظہار کمال معشوقیت کا ہے واسطے

ترغیب اور طلب عاشق کے (جلال) اظہار کمال استغنائی
معشوقیت کا ہے عشق سے عاشق کے اور اوس سے دلیل نفی وجود
اور غرور عاشق کے ہے (لقا) ظہور معشوقیت کا ہے جیسا کہ
عاشق کو یقین حاصل ہووے کہ وہی ہے (شکل) وجود
ہستی کو کہتے ہین (حلاوت) ظہور انوار کو کہتے ہین (شوخی)
کثرت التفات کو کہتے ہین (تشنگی) مراد لوامع اور طوامع نور سے
ہے (شمائل) امتزاج جمالیات اور جلالیات سے مراد ہے
(شیوہ) جذبہ کو کہتے ہین کہ بعضے احوال ہین کبھی ہوتا ہے اور
کبھی نہین ہوتا ہے (مکر) غرور دنیا معشوق کو کہتے ہین (فریب)
استدراج الٰہی کو کہتے ہین (وفا) سے مراد عنایت ازلی ہے
(جور) باز رکھنا سالک کو سیر سے عروج ہین (خشم) ظہور
صفات قہریہ کو کہتے ہین (جنگ) امتحان الٰہی کو کہتے ہین (صلح)
قبول اعمال اور عبادت سے مراد ہے (پردہ و حجاب و نقاب)
موانعات کو کہتے ہین (سلطانی) جریان اعمال اور احوال کو کہتے ہین
(توانائی) اس سے مراد صفت فاعلی مختاری ہے (تونگری)
جمیع صفات کمال سے مراد ہے (غارت) جذبہ الٰہی کو کہتے ہین
(تاراج) صلب اختیار سالک کو کہتے ہین جمیع احوال اور اعمال
ظاہری اور باطنی ہین (آشنائی) تعلق رفیقہ ربوبیت سے
اشارہ ہے کہ تمام مخلوقات سے پیوستہ ہے مانند خالقیت مخلوقیت کے

(بیگانگی) استغنای عالم الوہیت کو کہتے ہین (یار) صفت
نصرت آلہی کو کہتے ہین (غمگسار) اثر صفت رحمانی سے اشارہ
(مہربان) صفت ربوبیت کو کہتے ہین (دلکشای) صفت
فتاحی کو کہتے ہین (رہانان) صفت قیومی کو کہتے ہین (جان فزا)
صفت بقا کو کہتے ہین (سبق) محبت آلہی کو کہتے ہین (قد) استیلا
اور استواری آلہی کو کہتے ہین (قامت) پرستش کو کہتے ہین
(زلف) غیب ہویت کو کہتے ہین کہ کسیکو اسمین راہ نہین ہے
(موی) ظاہر ہویت کو کہتے ہین (گیسو) طلب طریق کو کہتے ہین
کہ عالم ہویت ہین حبل المتین اوس سے ہے (خم زلف)
اسرار کو کہتے ہین اور اشکال آلہی سے بھی مراد لیتے ہین (چشم) صفت
ستر آلہی کو کہتے ہین (چشم پرخمار) ستر کرنا سالک کا سالک سے عذر
لیکن کشف اوسکا احوال نزدیک اہل کمال کے ظاہر ہے (شراب خانہ)
عالم ملکوت کو کہتے ہین (بتخانہ) عالم ناسوت سے اشارہ ہے
(مسکدہ) قدم مناجات کو کہتے ہین (میخانہ) عالم تجلیات کو
کہتے ہین کہ عالم قلب ہے (صراحی) مقام کو کہتے ہین (خم) موقف کو
کہتے ہین (جرعہ) اسرار مقامات کو کہتے ہین سلوک ہین سالک سے
پوشیدہ رہتے ہین (مست خراب) استغراق عاشق جو عشق مین
محبوب کے ہووے (خرابات) خرابے عالم تبریت ہووے
(شمع) نور اللہ کو کہتے ہین (شاہد) تجلی کو کہتے ہین (فقار)

کشف معانی کو کہتے ہین (کباب) پرورش دل کو کہتے ہین
تجلیات صوری ہین (روزنہ) تابع انوار کو کہتے ہین (شب)
عالم غمی کو کہتے ہین اور عالم جبروت کو بھی کہتے ہین اور یہہ عالم
ایک خط ہے ممتد درمیان عالم خلق اور عالم ربوبیت کے (شب قدر)
بقای سالک کو کہتے ہین (شب یلدا) نہایت انوار کو کہتے ہین
(عید) مقام جمع کو کہتے ہین (نوروز) مقام تفرقہ کو کہتے ہین
(کفر) ظلمت عالم تفرقہ کو کہتے ہین (ترسای) دقایق حقایق کو
کہتے ہین (دیر) عالم انسانی کو کہتے ہین (چلیپا) عالم طبعی کو کہتے ہین
(ناموس) مقام تفرقہ کو کہتے ہین (بت) مقصود اور مطلب کو
کہتے ہین (تار) یعنی ناچیز ناقص سے اور نازل کو بھی کہتے ہین اور
منتہی انا طرف چیز کامل اور عالی کے (ایمان) مقدار دانش کو
کہتے ہین بحضرت حق سبحانہ تعالے (اسلام) متابعت کو کہتے ہین
ساتھہ انبیا علیہم السلام کے (دین) اور اعتقاد کو کہتے ہین
کہ عالم تفرقہ سے اوپر سر کے کیا گیا ہو (زکوۃ) ترک اور ایثار کو
کہتے ہین (کعبہ) مقام وصلت کو کہتے ہین (حج) سلوک الی اللہ
سے مراد ہے (بیابان) وقایع طریق کو کہتے ہین (طامات)
معارفی کو کہتے ہین کہ اوایل سلوک ہین زبان پر سالک کے گذرتے
(ابر) حجاب کو کہتے ہین کہ مانع سبب وصول کا ہووے
(باران) نزول رحمت کو کہتے ہین (نسیم) یاد دلانا عنایت الہی کی

مراد ہے (بوئی) علاقہ دل کو کہتے ہین (مطرب) آگاہ کرنیوالا
عالم ربانی سے مراد ہے (نائی) پیغام محبوب کو کہتے ہین (سماع)
مجلس انس کو کہتے ہین (چشم ترک) سیر مراتب عالیہ سے مراد ہے
کہ اہل کمال اوسکو پوشیدہ رکھتے ہین کہ سواے خدا کے کسیکو اطلاع
نہین ہے (ماہ رومی) تجلیات صورتی کو کہتے ہین (چہرہ گلگون)
تجلیات کو کہتے ہین کہ عیر مادہ ہین نہ یا خواب ہین یا حالت
بیخودی ہین (خال سیاہ) عالم مستی سے مراد ہے (خط سیاہ)
عالم غیب کو کہتے ہین (خط سبز) عالم برزخ سے مراد ہے
(لب) کلام معشوق کو کہتے ہین (لب لعل) بطون کلام معشوق سے
مراد ہے (لب شکرین) کلام منزل کو کہتے ہین کہ انبیا کو بواسطہ
ملائکہ کے حاصل ہے اور اولیا کو تصفیہ باطن سے حاصل ہوتا ہے
(دہان کوچک) صفت متکلمی کو کہتے ہین (سخن شیرین) اشارات
الہی کو کہتے ہین کہ انبیا کو بواسطہ وحی اور اولیا کو بواسطہ الہام
کے ہوا (سیب زنخ) مشاہدہ کو کہتے ہین کہ مطالعہ جمال سے روئے
(بناگوش) دقیقہ محبوب کو کہتے ہین (دست) صفت قدرت کو
کہتے ہین (بازو) صفت مشیت کو کہتے ہین (ساعد) صفت قوت کو
کہتے ہین (انگشت) صفت احاطت کو کہتے ہین (پیام) اوامر و
نواہی سے اشارہ ہے (وصال) مقام وحدت کو کہتے ہین
(فراق) غیبت کو کہتے ہین مقام وحدت سے (ہجران) التفات

غیر سے کرنا مراد ہے (کلبہ احزان) ہجر محبوب کو کہتے ہیں۔
(غمکدہ) مقام پوشیدہ سے مراد ہے (میدان) مقام شہود کو
کہتے ہیں (چوگان) احکامات تقدیر کہ نسبت عاشق کے ہوں
اشارہ ہے (نالہ) مناجات عاشق کو کہتے ہیں معشوق سے
(زندگی) قبول اقبال محبوبے کو کہتے ہیں (بیہوشی) مقام
طمس کو کہتے ہیں کہ محو ہونا صفات ہیں سے (دیوانگی) مغلوبی
عاشق کو کہتے ہیں (بندگی) مقام تکلیف کو کہتے ہیں (ازادی)
مقام محو ذات عاشق سے اشارہ ہے (فقیری) عدم اختیار کو
کہتے ہیں (پاکبازی) وجہ خاص کو کہتے ہیں (حضور)
مقام وحدت کو کہتے ہیں (گرمی) حرارت محبت کو کہتے ہیں
(سردی) نفس فارغ کو کہتے ہیں (خواب) فنای اختیار کو
کہتے ہیں افعال بشریت میں (بیداری) عالم صحو کو کہتے ہیں
(علف) شہوات و آرزوہای نفس کو کہتے ہیں اور ریاضت
و مجاہدہ سے بھی اشارہ ہے (سیم) تصفیہ ظاہر و باطن کو کہتے ہیں
(گوہر معنی) صفات و اسماء الٰہی کو کہتے ہیں اب جاننا چاہیے
کہ یہ چار اصطلاحیں جو ذیل میں لکھے جاتے ہیں حضرت قدوۃ الفضائل
خواجہ فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ سے منہاج العابدین میں
منقول ہیں (مرگ سفید) گرسنگی سے مراد ہے (مرگ سرخ)
مخالفت کرنا شیطان سے اشارہ ہے (مرگ سیاہ) برا کہنا آدمیوں

مراد سے (امر لِ بشر) واقعات سے اشارہ ہے جو چیز کہ اوپر
اوسکے پڑے - فصل چہارم حقایق وحدت و توحید مین -
جاننا چاہئیے کہ کلمہ طیبہ واسطے اثبات توحید اور ابطال شرک کے نازل
ہوا ہے اور لفظ توحید مصدر باب تفعیل کا ہے خاصیت باب
تفعیل کے نسبت ہے جیسا کہ صرف مین مذکور ہے معنی نسبت کے
یہہ ہین کہ اضافت کرنا ایک مقولہ خاص کے طرف کسی کے مانند تسبیح
نسبت مقولہ سبحان اللہ کے طرف خدا کے کرنا علی ہذا تہلیل نسبت مقولہ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کے طرف خدا کے کرنا توحید نسبت اَللہُ وَاحِدٌ
کے طرف خدا کے کرنا لیکن یہہ نسبت باعتبار لحاظ و حیثیت معتقدین کے
تین قسم پر ہے - ایک توحید ذاتی دوسری توحید شرعی
تیسری توحید واقعی و تحقیقی یعنے نسبت ہین منقولہ اَللہُ وَاحِدٌ
کے اعتقاد وحدت و یکتائی خداوند جلشانہ کے کونسی صفت مین
چاہئیے - توحید ذاتی اوسکو کہتے ہین کہ صرف یہہ اعتقاد رکہین
کہ خداوند عالم اپنے ذات مین یگانہ و یکتا ہے جیسا کہ عوام کہتے ہین
کہ خدا ایک ہے محمد برحق ہے یعنے بہت خدا نہین ہین اس قسم کے
توحید ایمان کے لیے پوری کفایت نہین کرتی جب تک کہ توحید شرعی
حاصل نہ کیجائے - توحید شرعی وہ ہے کہ خداوند جلت قدرتہ
کہ مدار شریعت کا کلام ہے اوسکے ہے اپنے کلام مین خبر دی ہو کہ
واحدنیت پر میری فلان صفت مین ایمان لانا چاہئیے جیسا کہ فرمایا

إِنَّمَا اللّٰهُ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا إِلٰهَ
إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اور کسیکو فلان صفت مین میرا شریک
نکرنا چاہیئے جیسا کہ فرمایا فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا
وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ أَحَدًا و لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ
یعنے جو کوئی کہ امید رکھے اپنے رب کے دیدار کے پس چاہیئے
کرے نیک کام اور شریک نکرے عبادت مین میری کسیکو
اس آیت شریف مین ایک صفت عبادت کو توحید اور شرک
خدا مین اللہ تعالی نے متعین کر دی پس جو کوئی کہ اللہ کے معبودیت
دوسرےکو شریک کرے وہ مشرک کہلاتا ہے - توحید تحقیقی
نفس الامری وہ ہے کہ مدلول لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کا ہو اس سے
یہہ مراد ہے کہ اعتقاد کرنا وحدانیت خدائی سبحانہ تعالے کا
صفت وجود و نفی غیریت مین سر موجود سے یعنے نہین ہے
کوئی موجود بجز خداوند تعالے کے اور جو کچھہ کہ ہے اللہ ہی ہے
شعر غیرتش غیر در جہان نگذاشت ٭ لاجرم عین جملہ اشیا شد
اگر کوئی یہہ کہے کہ قسم دوم جو توحید شرعی ہے اسلام جملہ قائلین
لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کا توحید شرعی سے ثابت ہوا اور کفار عرب
ومشرکین اہل اسلام کے ساتھہ مساوی الاعتقاد ہوگئی پس
تناقض لازم آیا - اسکا یہہ جواب ہو سکتا ہے کہ شرک پانچ
صفت مین پایا جاتا ہے ایک شرک فی العبادت دوسرا شرک

فی الوجود تیسرا شرک فی التاثیر چوتھا شرک فی التکوین والتخلیق
پانچوان شرک فی الغیرت توحید شرعی سے صرف نفی شرک فی العبادۃ
والالوہیت کے ہوتی ہے باقی اقسام اربعہ شرک کے - نفی سے
عبادت غیر خدا کے نہین اوٹھہ سکتے - اور نفی غیرت سے بنیاد
شرک اقسام باقی ماندہ کی مٹ جاتی ہے کسواسطے کہ جسوقت غیر خدا
موجود نہوا ایسی کوی صفت عبادت و وجود و تاثیر و تکوین غیر
مین نہین پائی گئی اور اسی سبب سے اعتقاد غیرت کو شرک
نفس الامری اور اوسکے نفی کو توحید نفس الامری قرار دیا گیا
کہ نفی غیرت سے نفی جمیع اقسام شرک کی ہوتی ہے چنانچہ مولوی
معنوی فرماتے ہین مثنوی چیست توحید خدا آموختن ٭ خویشتن را پیش واحد
سوختن ٭ چون دلت آموخت شمع افروختن ٭ آفتاب اورا نیارد
سوختن ٭ گر همی خواهی کہ بفروزی چو روز ٭ هستی همچون
شب خود را بسوز ٭ هستیت در هست آن هستی نواز ٭ همچو مس
در کیمیا اندر گداز ٭ ہرچند تمام کلام اللہ جلشانہ کا معجز دربلاغت ہے
لیکن سورہ اخلاص سے کمال اعجاز اور بلاغت قائل عزاسمہ کی
ظاہر ہوتی ہے کہ سورہ مذکور باوجود اپنے قلت الفاظ کے
شامل ہے کثرت معنی و اسرار ربانی پر اور مثبت ہے جملہ اقسام
توحید کا اور مبطل ہے جمیع عقاید مشرکین وملحدین کا اور شان
نزول اس سورہ کا علماے مفسرین یون بیان فرماتے ہین کہ

بیان سورۂ اخلاص کے معنی

ایک روز کفار قریش اور گروہ یہود بارگاہ عالیہ رحمتہ للعالمین حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مین حاضر آکر عرض کرنے لگے کہ آپ جسکی طرف ہماری دعوت فرماتی ہو اوسکے اوصاف بیان فرمائیے تا ہم ایمان لائین کہ وہ کیا چیز ہے اور کیا کھاتا ہے اور کیا پیتا ہے اور کس سے میراث لی اور کون میراث لیگا اور کارخانہ عالم مین اوسکا کون مددگار ہے اوسکی جواب مین یہہ سورہ نازل ہوا قُل کہدے اے محمد ہُوَ اللّٰہُ جسکو کہ تم پوچھتے ہو وہ خدا ہے یعنی خود آئندہ ہے اور خدا کسی سے میراث نہین لیا اَحَدٌ ذات وصفات مین اپنے یگانہ اور منفرد ہے یعنی دونو عالم مین بجز ذات وصفات اوسکے دوسرا کوی نہین ہے اَللّٰہُ الصَّمَدُ وہ خدا صمد ہے لفظ صمدؔ سے رد کردیا تمام توہمات ومعتقدات فاسدہ سائلین کو یعنے خدا بے نیاز ہے تمام سے اور وہ ہے پناہ نیاز مندون کا نہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے اور نہ پایندہ ہے کہ فانی نہین ہوتا لَمْ یَلِدْ نہین جنا کسیکو اس سے رد یہود کا ہے جو کہتے تہی کہ عزیز بیٹے اللہ کے ہین وَلَمْ یُوْلَدْ - نہین جنا گیا کسی سے اس سے رد نصارے کا ہے کہ وہ کہتے تہے اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ اور نہین ہے اور نہوا ہی اوسکا کوئی

ف صمد بزرگ وبے نیاز وبلند دایم ومردے کہ تشنہ وگرسنہ نباشد وانکہ قصد کردہ شود بسوی او وقت حاجت روائی ۱۲

ہمتا و ہمسر - اس سے رد مجوس و مشرکان عرب کا ہے جو کہتے ہے
مَا اتَّخَذَ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا جیسا کہ حضرت مریم علیہا السلام کو
زوجہ خدا اور ملائکہ کو دختران خدا اقرار دیا ہے - یہہ سورہ
سورۂ اخلاص سے بدین وجہ نامزد ہوا ہے کہ اعتقاد معنی اس
سورہ کا خالص کر دیتا ہے دلکو مومن کے واسطے معرفت ذات
وصفات حق کے اور خلاص کرتا ہے اوسکو عقاید باطلہ مشرکین سے
اور مستعد کرتا ہے جان کو مسلمان کے واسطے اذعان توحید کے
اور صاحب عوارف فرماتے ہین کہ قال اللہ تعالےٰ شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ
اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ علمائی اہل تصوف کے بہ سبب
انقطاع شواغل معدن علم سے اتصال پاکر قدم ارواح اور قلوب
انہون کا اوس مین مستقر اور ثابت و راسخ ہوکر دیدہ بصیرت اونکا
نور مشاہدہ ازلی سے مکتحل ہوا بطریق علم الیقین اور دلیل
نہین کے بلکہ بوجہ کشف اور عیان و ذوق و وجدان کے جانتے ہین
اور دیکھتے ہین اور پاتے ہین اور گواہی دیتے ہین کہ کوئی شخص
اور کوئی چیز لایق مسجودیت اور مستحق معبودیت کے نہین سواے
خداے یگانہ الہ احد صمد کہ وہ منزہ اور پاک ہے ذات اوسکے
قدیم اور ہمیشہ وصف وحدانیت سی موصوف اور نعت سے فردانیت کے معروف ہے نظم

سورہ اخلاص کو سورہ اخلاص کیون کہتی ہین

متوحد ہے ذات مین اپنے
متفرد وصفات مین اپنے
نہ وہ اپنا شریک رکھتا ہے
وحدہٗ لاشریک دیکھتا ہے

وہ خدا بے نیاز پر حق ہے — یعنی بے احتیاج مطلق ہے

ہی وہ حاجت روائے محتاجان — کچھ نہ رکھتا ہے عیب اور نقصان

مثنوی

اکنون در توحید میگویم سخن — نیست اینجا گفتگوئے ما و من

ما و من اینجا مگو ای بے ادب — زانکہ توحید ہست اسقاط النسب

نسبت ما و من تو اینجا گذار — غیر را دخلی مدہ میباش یار

بیان توحید فعلی

گویم از توحید فعلی اولا — کانچہ معنی دارد ای اہل ولا

در جہان فاعل نہ بینی جز خدا — فعل الله ہست جملہ فعلہا

دادن و بخشیدن و کردن زدن — جملہ باشد فعل حق ذو المنن

کو مرا قدرت کہ ما چیزے کنیم — ما ہمہ مجبور و مقہور حقیم

در ہمہ عالم خدای فاعل است — غیر او نسبت بدیگر باطل است

بیان توحید صفاتی

ہمچنین باشد صفاتے ای گدا — نیست موصوفی دیگر جز یک خدا

قادر و حی و توانا ہست او — عالم و بینا و دانا ہست او

قدرت و علم و ارادت در جہان — جملہ از حق است و دیگر نیست آن

آنچہ آید وصفہا اندر نظر — جملہ وصف حضرت حق می نگر

ہم جلال و ہم جمال و ہم کمال — نیست غیر از وصف حق ذو الجلال

در بیان توحید ذاتی

بعد ازان توحید ذاتی گوش کن — ای موحد ہوش ازین بشنو سخن

این وجود خلق یک ذات است بس — نیست جز الله دیگر ہیچ کس

اوست ما و تو ہم او ہست و جہان — عرش و کرسی و زمین و آسمان

اوست آب و خاک ہم سنگ و شجر — آتش و باد است و ہم زید و بکر

زید و خالد جمله وهم است و خیال / حضرت حق است ظاهر ذوالجلال
میکنم الحال تمثیلی بیان / تا شود آن رمز شان بر تو عیان

فرض کردم خاک را اصل وجود / گر ز وی آمد چه صورت در نمود
فرق صوری هست با جام و سبو / فرق معنی نیست با هم هیچ رو

آن وجود خاک کاندر جام هست / در سبو هم ای همه گلفام هست
گر سبو و جام گوییم عین خاک / صادق است و در حقیقت نیست باک

چون نظر بردارم از جام و سبو / جمله خاک افتد نظر ای نیک خو
حفظ شرع است آنکه میگوییم جام / پاس ظاهر است کس گر نهیم نام
در حقیقت نی سبو باشد نه جام / خاک باشد در نظر ما را تمام

اصل خاک آمد چه در جام و سبو / نتوان گفتن در اینجا جمله او
این تعین وهمی است ای نامور / وهم بردار و باصل افکن نظر
تا بکی جام و سبو بینی بسر / تا بکی از خاک می پوشی نظر
همچنین زید و بکر سنگ و شجر / جمله معشوق است ای اهل نظر
غیریت وهم است بر ما و شما / وهم بیرون کن خدا باش و خدا
تا بکی زید و بکر بینی عیان / تا کجا داری حقیقت را نهان

مذهب اهل وجود است اینچنین / یاد باید داشت این رای رزین
مذهب اهل شهود است اینچنین / که خدا پاک است از آن هست و نه این
جمله مخلوق اند از وی انس و جان / اوست قیوم زمین و آسمان
او محیط خلق از علم است و بس / بیرون از علمش نباشد هیچ کس

دارد از سر تا قدم تنزیه صرف ‌‌ پاک ذاتش هست از تشبیه صرف

همچو نور مهر هر جا می فتد ‌‌ گردی از امکان نه بروی میرسد

علم او با جمله عالم بالیقین ست ‌‌ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ همین ست

در حقیقت جمله او نبود دردا ‌‌ کاو منزه هست از ما و شما

گر همه حق در نظر آید ترا ‌‌ نیست هرگز فی الحقیقت هکذا

بسکه غالب گشت بر تو عشق او ‌‌ در نظر آیند او هر چار سو

همچو مجنون کو ز بس مشتاق بود ‌‌ هر کجایش روی لیلی می نمود

در حقیقت نیست لیلی هر کجا ‌‌ بل خیال اوست هر جا رهنما

کو جمال لیلی و کو جمله چیز ‌‌ غلبه عشق است بروی ای عزیز

همچنین نزد شهودی ای گدا ‌‌ بنده غیر محض باشد با خدا

اهل تحقیق است هر کو اندرین ‌‌ مذهبش این است ای مرد دین

حق عزوجل با ما و شما ‌‌ غیر هست و عین هست ای آشنا

غیر از روی تعین است او ‌‌ در حقیقت عین است ای نیک خو

حضرت ذاتش وجود مطلق است ‌‌ این مقید صورت و شان حق است

نسبت اطلاق و تقید ای جوان ‌‌ همچو دریای بسیط و موج دان

بحر در صورت ز موج خود جداست ‌‌ در حقیقت لیک عین موجهاست

غیر محض از موج را گوئی خطاست ‌‌ عین صرف ار گوئی ایضا ناروا ست

چونکه با دریاست قایم موجها ‌‌ گر جدا از وی شود گردد فنا

از ره صورت همیگوییم از د ‌‌ در حقیقت ثابتم شد جمله او

این چنین جملہ جہان را با خدا ٭ نسبت عین وجودی ہست ای گدا
پس بظاہر غیر میگو خلق را ٭ در حقیقت دان تو پس عین خدا
نیست تحقیقی دگر نیکو ازین ٭ ای موحد اینچنین مذہب گزین
مذہب حق است این ای رشکت ٭ نیست الحاد اندرین نے زندقہ
ملت ناجیہ از ہفتاد و دو ٭ این بود بے شبہ ای مرد نکو
گر خلاف شرع آید در نظر ٭ در شریعت شد حقیقت جلوہ گر

پس جاننا چاہیئے کہ جو کچھ موجود ہے جملہ ایکبارگی وجود رکہتا ہے اس لیئے کہ وجود من حیث الوجود ایک
وجود ہے کہ دوی و کثرت نہین رکہتا ہے بقول حضرت مولوی
جامی قدس سرہ ؎ ہمسایہ و ہمنشین و ہمرہ ہمہ اوست ٭ در دلق
گدا و اطلس شاہ ہمہ اوست ٭ در انجمن فرق و نہان خانہ جمع ٭
باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست ٭ پس بالضرورت لازم ہے
کہ جو کچھ کہ موجود ہے ایکبارگی وجود حق کا ہو کیونکہ شانہ ہو الاول
ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن کے بہی معنی ہین اگر غیر وجود خداوند تعالی
کے دوسرا وجود ہووے تو لاجرم دو وجود لازم آئینگے اور جبکہ
دو وجود ہونگے تو پس بالضرورہ وہ متصل ہوگا یا منفصل اور وجود
حق سبحانہ تعالی متصل چیزوں نہین اور منفصل کسی سے نہین عالم عین حق
اور حق عین عالم ہے کیونکہ اس جگہ ظہور حق کا اسی علم سے ہوا ہے
پس جب تک نام خدا کا باقی ہے اسم تیرا بہے باقی ہے کسینی کیا خوب
کہا ہے ؎ آنکہ گویند فنا ہست غلط میگویند ٭ تا خدا ہست درین

معرکہ یا ہم ہیں یہ سولہ آیات محکمات قرآنی توحید پر دال ہیں اول لا الہ الا اللہ دوئم
لا الہ الا ہو سوئم لا الہ الا انا چہارم لا الہ الا انت سبحنک پنجم انما الھکم الہ
واحد ششم ما لکم من الہ غیرہ در مواضع عدیدہ ہفتم ہو الاول والآخر والظاہر
والباطن ہشتم اینما تولوا فثم وجہ اللہ نہم وہو معکم اینما کنتم دہم واللہ علی
کل شیء قدیر یازدہم وہو الذی فی السماء الہ وفی الارض الہ دوازدہم
قل ہو اللہ احد سیزدہم ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ہو رابعہم ولا خمسۃ الا ہو
سادسہم ولا ادنی من ذلک ولا اکثر الا ہو چہاردہم لو کان فیہما الہۃ الا اللہ
لفسدتا پانزدہم لو کان ہؤلاء الہۃ ما وردوہا شانزدہم ما کان معہ من
الہ اذا لذہب کل الہ بما خلق ولعلا بعضہم علی بعض اور احادیث صحاح
بہت حدیث دال ہیں توحید و وحدت پر پہلی حدیث شریف وہ ہے کہ صاحب مشکوۃ در باب
الایمان بالقدر آوردہ اخرج احمد عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فی تفسیر قول اللہ
عزوجل واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم قال
جمعہم فجعلہم ازواجا ثم صورہم فاستنطقہم فتکلموا ثم اخذ
علیہم العہد والمیثاق واشہدہم علی انفسہم الست بربکم
قالوا بلی قال فانی اشہد علیکم السموات السبع والارضین
السبع واشہد علیکم اباکم آدم ان تقولوا یوم القیامۃ لم نعلم
بہذا اعلموا انہ لا الہ غیری ولا رب غیری ولا تشرکوا
بی شیئا انی سارسل الیکم رسلی یذکرونکم عہدی ومیثاقی
وانزل علیکم کتبی قالوا شہدنا بانک ربنا والہنا لا رب لنا غیرک

ولا الٰہ لنا غیرک ولا رب لنا غیرک ۔ دوسری حدیث شریف
سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الٰہ
غیرک ۔ تیسری حدیث شریف کان اللہ ولم یکن معہ غیرہ
چوتھی حدیث شریف والذی نفس محمد بیدہ لو انکم دلیتم
بحبل الی الارض السفلیٰ لہبط علی اللہ ثم قرأ ھو الاول
والاخر والظاہر والباطن ۔ حدیث پنجم قولہ علیہ السلام
لا تسبوا الدھر فان الدھر ھو اللہ ۔ حدیث ششم قولہ تعالیٰ
فی الحدیث القدسی کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف
فخلقت الخلق لاعرف ۔ حدیث ہفتم کہ صحیح بخاری میں ہے
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یزال عبدی ولا یتقرب الیّ
بالنوافل حتی احبتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ
الذی یبصر بہ ویدہ الذی یبطش بہ ورجلہ الذی یمشی بہا
حدیث ہشتم قولہ علیہ السلام واصدق کلمۃ قالہا اللبید الا کل شئ ما خلا اللہ باطل
اب جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کو یگانہ اور بے شرکت غیر کے پانا
علمائے اہل تصوف گیارہ قسم پر بیان فرماتے ہیں اول قسم
ایمانی موافق اسلام ظاہر کے ۔ دوسرے الفنی کہ حق تعالیٰ شانہ
کمال قربیت کے مطابق وھو معکم وفی انفسکم کے ذات عارف میں
تجلی فرماتا ہے نور عقل کہ فرق کنند د اشیا ہمہ و نفس کہ مدبر ہوا

جسم کا ہے نور مین اوسکے مستہلک ہوتا ہے اور بے اختیار سبحانی اور انا الحق کہتا ہے تیسرے آفاقی ہے حق سبحانہ تعالے موافق اللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے نظر مین عارف کے تجلی فرماتا ہے تو عارف عالم کو شخص واحد مانند ایک درخت کے سمجھکر ہمہ اوست بے اختیار کہتا ہے چوتھی اسمائی ہے کہ بکثرت ذکر مسمی کے رنگ مین وہ ہے اسم کیا انفسی اور کیا آفاقی متجلی دیکھتا ہے اور ذکر سلطانی پاتا ہے اور سوا اوسکے کوی نظر مین نہین آتا ہے پانچوین صفاتی ہے کہ اعضاء حسی سالک پر مانند سمع اور بصر وغیرہ کے تجلی فرماتا ہے - کہ بی یسمع و بی یبصر الی آخرہ - سالک کو رو دکھلاتا ہے ۵ ہمہ گوش شیم تا چہ فرمائی ۵ ہمہ چشم شیم تا نظر آئی ۵ چھٹی تخئیلاتی کہ تجلی تمثیلی ہر ایک فرد کو افراد موجودات سے جداگانہ عین حق نظر آتا ہے اور سجدہ بت عین سجدہ حق ہوتا ہے ساتوین شیوناتی ہے یہ تجلی افعالی - یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ افعال حق نظر مین آتا ہے چنانچہ دینیے والا اور مارنیوالا برابر ہووے لیکن رنج اور راحت اس جا مین سالک کو باقی ہے ہرچند رضا اوسکے ہے پس شادی اور رنج تمام حق سے ہے آٹھوین شہودی ہے کہ تجلی رفع پردہ ظلماتی اور بعض کشف نورانی دکھلائی دیتے ہین کہ چشم دل طالب مطلوب کے ساتھ دوچار ہووے اور یقین کامل جانے کہ تمام محبوب ہے اور

معرفت درمیان مین رد سے بے کیف کے چنانچہ روئدا دسے
اس توحید کے ہے مشاہدہ مین مستغرق ہووسے ور رضا اور
تسلیم جبر اور قہر سے اشارہ لیوسے اور تمیز رنج اور راحت
کے نہ ہے کہ تیغ سے مارنا محبوب کا بہتر ہے نوش دارو سے اور
فرق شہودی اور آفاقی مین وہ ہے کہ آفاقی مین شہود بر رنگ
تشبیہ کے ہے اور شہودی مین کیف درمیان نہین ہے تو نہین دوئی
ہے کہ وجود سالک کا مانند چاند کے خورشید الٰہی مین پوشیدہ ہو
اور مشاہدہ اور شہود کہ دوئی ہے اسجا یہ کفر ہے - اور اس
توحید مین سالک مانند تیر کے ہے کہ حرکات سے خبر نہین رکھتا ہے
رونیکے وقت روتا ہے اور ہنسنے کے وقت ہنستا ہے لیکن بحکم
بقول حضرت شاہ خاموش صاحب قدس سرہ شعر عاشقان روتے بھی ہیں
کبھی ہنستے ہین ؎ دونون طرح یار کے تاثیر سے ہے ؎ نقل ہے کہ
حضرت شیخ محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ نے لینیے یارون سے
استغفار فرمایا کہ یہہ سال مجہپر کیونکر گذرا کہو کچہہ خلاف شریعت تو
مجھسے نہین ہوا ہے کہا نہین - آپ نے فرمایا کہ یہہ سال مین مین
اس عالم سے خبر نہین رکھتا تھا اور اوپر حقایق اور معارف
اوس سال کے کہ لکھے گئے حاضر تھا لیکن اس توحید مین اگر عارف
بقای محمدی مین سرفراز ہوا ہووے ہرگز خلاف شریعت کے ہمین
نہ آوے ورنہ آوے دسوین تنزیہی ہے اور تنزیہ و تقدیس کے

یہہ معنی ہین جو کچہہ کہ وہم وخیال ہین آئے وہ اوس سے پاک
اور مقدس ہے اگرچہ کوئی جگہہ حق تعالے کے تصرف سے خالی نہین
مگر کسی جای کے ساتہہ منسوب ہو سکنے سے وہ بری اور منزہ ہے
اور آدمی اس تنزیہہ اور تقدیس کا نمونہ خود اپنے مین دیکہتا ہے
جیسا کہ دل وہ بہی اون چیزون سے جو وہم اور خیال مین آئین
پاک اور منزہ ہے۔ غور کرکے دیکہین تو نہ مقدار وکمیت سے ہے
اور نہ وہ قابل قسمت ہے اور جب کمیت کیفیت قسمت دل سے
دور ہے تو دل کا بیرنگ ہونا بہی ضرور ہے اور جس چیز کا
نہ کچہہ رنگ ہو کا نہ مقدار وہ کبہی خیال مین نہین آئیگی اس لئے
کہ خیال مین وہی چیز آتی ہے جیسے یا جسکے مثل کو آنکہہ دیکہہ
پاتی ہے اور رنگ اور شکلونکے سوائے خیال اور نظر مین کچہہ نہین
آتا ہے نظم ہے حدیث سر در کون ومکان کہ حق سماتا ہے نہین
اندر مکان کہ دلمین مومن کے ہے جا اسکی مگر تو اون دلونمین
کر طلب ای جلوہ گر تدبیس جس چیز مین چگونگی کو دخل نہین
اگر کوی اوسے دریافت کیا چاہے تو پہلے اپنے حقیقت مین
غور کرکے دیکہہ لے تو اپنی حقیقت جو خدا تعالے کے معرفت کی
جگہہ ہے وہ نہ قابل قسمت ہے اور اوسکے نہ کچہہ مقدار نہ کمیت
وکیفیت ہے۔ اور اگر کوئی پوچہے کہ روح کیا چیز ہے تو یہہ ہے
کہنا ہوگا کہ چگونگی مین کچہہ دخل نہین قولہ تعالے یسئلونک

عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی روح اللہ کے کامون اور
عالم امر سے ہے اور عالم خلق جدا ہے اور عالم امر جدا جسمین چیزین
ناپ اور مقدار اور کمیت راہ پائے اوسے عالم خلق کہتے ہین
کسواسطے کہ لغت مین خلق کے معنی اندازہ کرنیکے ہین اور آدمی کے
دلکے لئے اندازہ نہین - لیکن ایک چیز اور ہی اوسکو بہی روح
کہتے ہین وہ ٹکڑے بہی ہوسکتی ہے اور جانورون کو بہی ہوتی
ہے - مگر جس روح کو اہل صوفیہ دل کہتے ہین وہ خداتعالے کی
معرفت کا محل ہے جانورون کے واسطے وہ نہین ہے اور وہ نہ
جسم ہے نہ عرض بلکہ فرشتون کی گوہر کی جنس سے ایک جوہر ہے
اور یہ معرفت منجملہ اوس ہدایت کے ہے جو حق تعالے نے فرمایا
ہے - وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنے
جنہون نے محنت کی جاری ہم سجہائینگے اونکو اپنے راہین جبتک بندہ
اپنے کو جانا کہ چگونگی سے پاک اور مبرہ ہے تو حق تعالے کا چگونگی سے
منزہ اور پاک ہونا بدرجہ اولی جاننا چاہئیے اور جو لوگ تعجب کرتے
ہین کہ بیچون اور بے چگون بہلا کوئی چیز کیونکر موجود ہوگی اور
اپنے حقیقت کو نہین پہچانتے کہ خود بیچون اور بے چگون موجود
ہین جیسا درد غصہ عشق مزہ آدمی مین موجود ہے ان
چیزون کے چون اور چگونگی دریافت کرنے محال ہے پس اپنے
بیچونی اور بیچگونگی سے حق تعالے کی بیچگونگی اور بیچونی آدمی خود

پہچان سکتا ہے جیسا کہ جان موجود ہے اور جسم کی بادشاہ ہی
اور جسم مین جن جن چیزون کی واسطے چھوٹی اور بڑائی حاصل ہے
وہ اوس جان کی مملکت ہے اور جان خود بے چون و بے چگون
ہے اسیطرح بادشاہ عالم یعنے خداوند اقدس تعالی شانہ بیچون اور بیچگون
ہے اور محسوسات جو چھوٹے اور بڑائی رکھتے ہین حق تعالی کی
مملکت ہے حق سبحانہ تعالی کی تنزیہ کا دوسرے طور پر یون بیان ہے
کہ حق تعالے کو کسی جگہہ کے ساتھہ منسوب نہین کر سکتے کہ خدا اس
جگہہ ہے اور جانکو بھی کسی عضو کے ساتھہ منسوب نہین کر سکتے کہ جان
ہاتھہ مین ہے یا پانو مین ہے یا سر مین ہے یا اور کسی عضو مین ہے
بلکہ بدنکے سب اعضا قسمت پذیر ہین اور ٹکڑے ہو سکتے ہین اور
جان قسمت پذیر نہین یعنے ٹکڑے نہین ہو سکتی اور جو چیز قسمت
پذیر نہو قسمت پذیر چیز مین اوسکا سمانا محال ہے اسواسطے کہ
اگر وہ اومین سما جائے تو قسمت پذیر ہو جاویگی اور باوجود
اسکے کہ جان کسی عضو کے ساتھہ منسوب نہین ہو سکتے مگر کوئی
عضو جان کی تصرف سے خالی نہین ہے بلکہ سب اعضا جانکے
تصرف اور حکم مین ہین اور جان سب اعضا کے بادشاہ ہے
اسیطرح تمام عالم بادشاہ عالم یعنے حق تعالے کے تصرف مین ہے
اور حق تعالے اس امر سے منزہ اور پاک ہے کہ کسی خاص جگہہ
کے ساتھہ منسوب کیا جائے گیارہوین توحید الہی یعنے ذاتی ہے

اب جاننا چاہیئے کہ خداوند عالم اپنے مملکت مین کسطرح سے پادشاہی
کرتا ہے اور فرشتونکا حکم بجالانا اور ملائکہ کے ہاتھہ سے کام لینا
واسمان سے زمین پیہ حکم بہیجدینا آسمان و تارونکو جنبش مین
لانا زمین کے باشندون کے کام کو وابستہ آسمان بتانا رزق کی
کلید آسمان کے حوالہ کرنا کیونکر ہے پس یہہ بہی حق سبحانہ تعالے
کے معرفت مین سے ایک باب ہے اگر آدمی یہہ نہ جان سکے کہ
اپنے مملکت بدن مین کیونکر پادشاہی کرتا ہے اور کسطرح احکام
جاری کرتا ہے تو یہہ بہی نجانیگا کہ پادشاہ عالم کس طور سے
حکم رانی فرماتا ہے تو اوسکو چاہیئے کہ پہلے اپنے کو پہچان لے کہ
جسوقت کاغذ پر وہ بسم اللہ لکہنا چاہتا ہے تو پہلے لکہنے کی خواہش
اور ارادہ پیدا ہوتا ہے بعدہ دل مین حرکت و جنبش پیدا ہوتی
واضح ہو کہ اوس دل مین جو گوشت ہے اور بائین طرف
لٹکتا ہے حرکت نہین پیدا ہوتی بلکہ دل سے ایک جسم لطیف جنبش
کرکے دماغ مین جاتا ہے چنانچہ اوس جسم لطیف کو طبیب روح
مین حس و حرکت کی قوتونکو اوٹہائے ہوئے ہے اور یہہ روح
اور ہے کہ چارپایون کے بہی ہوتی ہے اور موت کو اوسمین دخل ہے
اور وہ روح اور ہے جسے حضرات صوفی دل کہتے مین وہ بہائم
کو نہین ہوتی اور وہ روح کو موت نہین کیونکہ حق تعالے کی
معرفت کی جگہہ ہے جب یہہ روح جنبش کرتی ہے اور دماغ مین

پہونچتی ہے تو دماغ کے پہلی خزانہ مین جو قوت خیال کی جگہ ہے
بسم اللہ کی صورت پیدا ہوتی ہے اور دماغ سے پٹھون مین
کچھ ایک اثر پہونچتا ہے پٹھے دماغ سے نکلکر بدن مین سب طرف
پہونچتے ہین اور انگلیون مین دہاگے کی مثال بندہے ہین جنکی
اوس اثر سے یہ پٹھے جنبش کرتے ہین اور سر انگشت کو جنبش دیتے ہین
سر انگشت قلم کو جنبش دیتا ہے تو بسم اللہ کی صورت اوس صورت کے
موافق جو خزانہ خیال مین ہے حواس خصوصاً آنکھ کے اعانت سے
پیدا ہوتی ہے اسواسطے کہ آنکھ سے زیادہ احتیاج پڑتی ہے تو
جسطرح اس کام یعنی لکھنے کی ابتدا رغبت ہے جو پہلے ظاہر ہوتی ہے
اسیطرح حق تعالے کے سب کامونکا آغاز اوسکے صفات مین سے
ایک صفت ہے اور ارادہ اسی صفت سے عبارت اور اشارہ ہے
جیسا کہ لکھنے کے ارادہ کا اثر پہلے تیرے دل مین پیدا ہوتا ہے
پہر دل کیواسطے سے اور اور جگہہ مین پہونچتا ہے اسیطرح حق تعالے
کے ارادہ کا اثر پہلے عرش پر پیدا ہوتا ہے پہر اورونکو پہونچتا ہے
اور جیسے بخارات کیطرح جسم لطیف دل کے رگون کی راہ اوس اثر
کو تیری دماغ مین پہونچاتا ہے اور اوس جسم لطیف کو روح کہتے ہین
ویسی ہے حق تعالے کے واسطے بہی ایک جوہر ہے کہ اوسکے ارادہ کو
عرش سے کرسی پہ پہونچاتا ہے اور اوس جوہر کو فرشتہ اور روح القدس
کہتے ہین اور جسطرح دلسے دماغ کو اثر پہونچتا ہے اور دماغ دلکی

حکومت و تصرف مین ہیں کہ نیچے ہے اوسی طرح حق تعالیٰ کے ارادہ کا
اثر عرش سے کرسی کو پہلے پہونچتا ہے اور کرسی عرش کے نیچے ہے
اور جسطرح بسم اللہ جو تیرا مقصود ہے اور تیرا فعل ہوگا اوسکی صورت
دماغ کے خزانہ اول مین ظاہر ہوتی ہے اور اوسکے موافق فعل
ظاہر ہوتا ہے اوسیطرح جس چیز کی صورت عالم مین ظاہر ہوگی
اوس کا نقش پہلے لوح محفوظ مین ظاہر ہوتا ہے اور تیرے دماغ
مین جسطرح قوت لطیف ہے کہ پٹھون کو جنبش دیتی ہے تاکہ پٹھے
ہاتھ اور اونگلی کو جنبش دین اور اونگلی قلم کو حرکت دے اسیطرح
جواہر لطیف یعنے فرشتہ جو کہ عرش اور کرسی پر مقرر ہین آسمانون
اور تارون کو جنبش دیتے ہین اور جسطرح دماغ کی قوت رگون
اور پٹھون کی اعانت سے اونگلیون کو جنبش دیتی ہے اوسیطرح
وہ جواہر لطیف جنکو ملائکہ کہتے ہین تارون اور تارون کے طبیعتون
کے واسطے سے عالم سفلی یعنے یہہ عالم مین امہات عالم سفلی کی طبیعتونکو
جنبش دیتے ہین یا انکو چار طبع یعنے گرمی اور سردی اور تری و
خشکی بھی کہتے ہین اور جسطرح قلم سیاہی کو جنبش دیتا ہے اور
پراگندہ جمع کرتا ہے تاکہ بسم اللہ کی صورت پیدا ہو اوسیطرح
یہ گرمی سردی بھی پانی اور مٹی اور ان مرکبات کی اصلون کو
جنبش دیتے ہین اور جسطرح کاغذ پر سیاہی کو قلم پراگندہ اور
جمع کرتا ہے تو کاغذ اوسے قبول کرلیتا ہے اسیطرح تری ان کی

شغل کے قابل کرتا ہے اور خشکی اونہین شغل کا نگہبان کردیتی ہے
تاکہ مرکبات اس شغل کی حفاظت کرین اور اس شغل کو چھوڑ
نہ دین اسواسطے کہ اگر تری نہو تو مرکبات خود شغل قبول نکرین
اور اگر خشکی نہو تو شغل کی حفاظت نہ کرسکین اور جسطرح قلم جب اپنا
کام تمام کرتا ہے اور اپنے حرکت کو اختتام کرتا ہے تو بسم اللہ کی
صورت انکہہ کی مدد سے اوس نقش کے موافق جو خزانہ خیال
مین تہا پیدا ہوتی ہے اوسیطرح جب سردی گرمی ان مرکبات
کے اصلون کو حرکت دیتی ہے فرشتون کی مدد سے حیوان
اور نبات کیصورت اس عالم مین اوس صورت کی موافق جو
لوح محفوظ مین تہے پیدا ہوتی ہے اور جسطرح تیرے سب کامونکا
اثر تیرے دل سے پیدا ہوکر سب اعضا مین پراگندہ ہوتا ہے
اوسیطرح عالم اجسام کا آغاز کار عرش مین ہوتا ہے اور جسطرح
اس خاصیت کو پہلے دل قبول کرتا ہے اور اعضا اوسکے بعد اور
لوگ دل کو تیرے ساتہہ نسبت دیتے ہین اور جانتے ہین کہ
تو دل مین رہنے والا ہے اسیطرح جب سب چیزون پر تصرف
عرش کیواسطے سے ہے لوگ جانتے ہین کہ حق تعالے ساکن عرش
اعلی ہے اور آدمی جب دل پر غالب ہوا اور دل کا کام درست
ہوگیا تو مملکت بدن کی تدبیر کرسکتا ہے اسیطرح جب حق سبحانہ نے
عرش پیدا کرنے سے عرش پر غالب ہوا اور عرش سیدہا کہڑا ہوا

اور خلوت میں گیا تمام مملکت عالم کی تدبیر کیلئی ثم استوی علی العرش یدبر الامر مثنوی

مرد لی گر عشق یزدان زنده شد | از حیات معنوی پاینده شد
از حیات معنوی گر بو برے | از درخت معرفت ہان برخورے
رو درخت معرفت در دل نشان | تا بگیری بی نشان از بے نشان
بے نشان را کس نیابد از نصوص | ہم نیابد از فتوحات و فصوص
عمر را ضایع مکن در گفتگو | گفتگو چون پرده ہاے تو بتو
پرده ہاے تو بتو در دم بسوز | تا به بینی روی آن فیروزه روز
ہر که روی یار در دنیا ندید | ہم نه بیند او بعقبی اے مرید
جہد کن تا تو بچشم دل عیان | روئے یار خویش بینی در جہان
تا به بینی یار را ہر سو عیان | بے دلیل و بے اشارت بے بیان
این ہمه علمم ز تسلیم حق است | نے ز جہد و جہد نے از بحث است
نے ز ہر علم رسمی گوش دار | جہد و جہدم بود ہر روئے یار
علم رسمی رہزن ہر سالک است | این عقیده حنبل و ہم مالک است
ہر که او در بند قال و قیل شد | ہمچو فرعون غرق اندر نیل شد
کیست فرعون آنکه او خود را بدید | کیست موسی آنکه از خود وارہید
بند دین مشکل تر از بند حدید | ای خدا برہان ازین قید شدید
دیده یعقوب بیند روے او | خویش را قربان کند بر کوے او
گریه فرما دکن یعقوب وار | تا بتو بوے رسد از سر دیار
بوے یوسف سرمه یعقوب بود | زان بصر در دیده ہاش بر فزود

یوسف کنعان نهان در چاه دل / تو همی جوئی ورا در آب و گل
جان فدائے یار کن در سر قدم / تا تو گردد عیان سرّ قدم
چون بجنبش آمده این بحر جان / صد هزاران موج گشته رو عیان
ما و من پیدا شده زان موجها / بل ازو پیدا شد صد فوجها
موجهایش عین بود و غیر شد / از یکے مسجد ز دیگر دیر شد
بحر جان محفوظ از امواج بود / پاک تر از مال و ملک و تاج بود
از سر دیوانگی گویم سخن / زان نفهمد در جهان کس حرف من
گاه حرفم پست باشد گه بلند / صد زبان بهتر نزد هوشمند
هیچ ذره چه نهان و چه عیان / نیست غافل یکدمے از سر جان
سر جان بر هر کسی مکشوف نیست / کشف او بر هیچ شئے موقوف نیست
جمله عالم در حجاب اندر حجاب / ورنه دلبر اظهر ست از آفتاب
هر که نفس خویش را بشناخته / غیر را از دیده ها انداخته
غیر چون از دیدها بیرون شود / هم درون و هم برون بیچون شود
کس بچشم سر ندیده سرّ حق / کس نشد محرم ز اوراق سبق
صد کتاب و صد ورق در نار کن / سینه را از عشق او گلزار کن
هم گل و گلزار و هم بوئے توئے / رخت بیرون کن ازین ملک دوئے
هر یکے را ملتمس چون قند شد / آدمی بیچو مگس در بند شد
هست انسان بحر نور ذو المنین / گرچه گشته چون سبو در قید تن
قید تن گشته سبو مر بحر را / قید تن کرده سبو مر بحر را

گر بیند از دہماے سایۂ	شاہ گردد مفلس بے مایہ

پس حضرات صوفیہ صافیہ کو مکاشفہ سے صاف یہ ظاہر ہوا ہے
اور فی الحقیقت وہ جانتے ہین اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ
کا مطلب اے عزیز اگر تجھکو تیرے مملکت پر بادشاہ نہ کیا ہوتا اور
خداوند تعالے اپنی مملکت کا مختصر سا نمونہ تجھے خود نہ دیا ہوتا تو
خداوند عالم کو ہرگز پہچان نہین سکتا لازم ہے کہ اوس شہنشاہ عالم کا
شکر کیا جاے کہ جسنے پیدا کیا اور رتبہ پادشاہی دیا اور اپنے مملکت کا
نمونہ تجھکو دیا اے سالک دیسے تیرا عرش روح حیوانی جسکا منبع
دل ہے اوسے تیرا اسرافیل بنایا اور دماغ سے کرسی خزانہ
خیال سے تیری لوح محفوظ بناے آنکھ کان اور سب حواسون سے
تیرے فرشتے دماغ کے گنبد سے جو پٹھون کا منبع ہے تیرا آسمان
دنا دیسے بناے اور انگلی قلم سیاہی سے طبایع تیری مسخر فرمائے
اور تیرے دل کو اے سالک پہچون اور بیچگون پیدا کر کے
دیکھ سب اعضا پر پادشاہ کر دیا تب تجھسے کہا کہ اپنی اور اپنے
پادشاہی سے رنہار غافل نہ رہنا والا نہ اپنے خالق سے غافل
رہیگا ۔ فَاِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ فَاعْرِفْ نَفْسَکَ
یا اِنْسَانُ تَعْرِفْ رَبَّکَ یعنے بے شک اللہ تعالے نے پیدا کیا آدم کو
اپنے صورت پر پس اگر پہچان لے تو اپنے نفس کو اے انسان
پہچان لیگا تو اپنے رب کو نکتہ ۵ آدم کو خدا مت کہو آدم خدا نہین

لیکن خدا کے نور سے آدم جدا نہین **رباعی** حق جان جہان است و جہان جملہ بدن ارواح و ملائکہ حواس این تن افلاک و عناصر و موالید اعضا توحید ہمین است باقی ہمہ فن بقول حضرت سعدی کے **مثنوی**

ہین ہزارون جبرئیل اندر بشر / سر بشر مین ہے نہان عیسی مگر

اس تن آدم کے تئین نہ بین ہے / ہین ہزارون کعبہ وحدت خفی

پس ترے ہے جا اصلی لامکان / تجھسے جلوون کی ہے ویران دکان

یہ سخن شیطان نے غفلت سے کیا / خاک کو سجدہ کرون کب ہے روا

ظاہر اسکا خاک باطن نور ہے / باطن اسکا نور سے معمور ہے

ولہ

آدم اصطرلاب وصف ذات ہے / ذات انسان مظہر آیات ہے

منعکس ہین اوسمین اوصاف الہ / جسطرح پانی مین عکس نور ماہ

تار دنیا مین تیرے ہین مردمان / عکس اپنا دیکھتے ہین درمیان

جسمین جو آتا نظر ہے وصف ذات / وہ نہ تو وہ شیر ہی ہے بے ثبات

جسنے حملہ عکس پر اپنے کیا / پس وہ احمق چاہ مین جا کر گرا

تو بھی جو دشمن سے ہے پیکار جو / ہے نشانہ انداز خود غلطان سے تو

وہ عناد خصم ہے لن عکس حق / جو صفات قہر سے ہے منطبق

ہے گنہ اسمین ترا عکس گناہ / ہین گناہ سے اپنے لے تو انتباہ

منعکس ہون جب تیری اخلاق دون / ہے وہ آئینہ ترا تجھسے زبون

تو جو آئینہ مین دیکھے اپنا حال / پس با آئینہ نہ کر پیدا ملال

عکس پر رہیگا تو کب تک نظر / اصل معنی کا تو کر پیدا ہنر

جان تو مصنوع کو آب زلال
علم و عدل اور لطف اسکا ہے نہان
گرچہ بدلے آب دریا چند بار
بادشاہی ہے حق ذات الہ
بادشاہان مظہر شاہی حق
خوبرو ہین سب مثال آئینہ
عشق انکا جانکر عشق خدا
تو حیات عشق لے اللہ سے
در حقیقت ہین وہ جملہ خد و خال
صورتین ہین جملہ عکس ذات حق
چشم کو تیرے اگر ہے آگہی
غیر تو جسے حق کو جو اے ناشعور
پاک ہے شرک و دوئی سے ذات رب
یہ جہان سب جسم ہے وہ جان جان
چشم شیطان سے نہ دیکھ آدم کو تو
گو کہ ہے استاد لیکن عکس بین
قبلہ و وحدانیت ہے اک نہ دو
یار ست کو سمجھ لے اے میان
برگزیدہ حق نے جب انکو کیا

اور سمین تابان صنعت رب تعال
چون نجوم چرخ بر آب روان
پر عکوس انجم اسمین برقرار
جسکے آگے ہیچ ہین سب بادشاہ
فاضلان مرآت آگاہ ہے حق
عکس حق اونمین خیال آئینہ
تو حقیقت چھوڑ کیون عاشق بنا
خار صورت کو اٹھا دے راہ سے
کب ہے ربانی ہین دائم یہ خیال
دیکھ اونمین سر بسر آیات حق
جس طرف تو دیکھ جلوہ ہے وہی
کیا تجھے دے آگہی شاہ غیور
اسکو معدومات سے نسبت ہے کب
مقبرے لیکن نہین ہے استخوان
آب و خاک اسکو نہ دیکھ اے راہ جو
عکس ہین حق کے فنا ہین بالیقین
خاک مسجود ملک ہرگز نہو
دید احمد دید حق ہے بیگمان
رحمۃ للعالمین اس سے بڑھا

ہے ثنائے مصطفے حمد خدا
کب روا دو دیکھنا دو بولنا
غیر کو موجود جب سمجھے یہان
کہول چشم دل کو اے مرد خدا
جبکہ دو دیکھے تو ہے بہکا ضرور
حاش للہ تو ہے اس عالم سے پاک
مرغ اوڑتا ہے بغیب اندر ہوا
دل ہے سایہ سن تو سایہ بدن
مرد خدایان دل ہے مثل آفتاب
روح یا امر خدا ہے جب خفی
جس جگہ قاصر ہو بحث ذات و صفت
کیا ہمارے عقل جو پہونچے وہان
نقش جملہ بے خبر یا باخبر
انکو مردم صفحۂ امکان پر
کوزہ گر کوزگی کا ہے جب کارساز
کب تلک چون فاختہ پوچھیگا تو
نشک بے ساقی نہو پیر یا نہی
چشم جو رکہتا ہے تو خود کر نظر
گوش رکہتا ہے تو سن اس بات کو

ہے طبق اور میوہ اس جا الگ
بندہ جب صاحب ہین ہوئے فنا
پیر تجہے ہے دانش عرفان کہان
دیکہہ ایک قبلہ یہان دیگر کجا
کب ملے پیر تجہکو وہ ذات غیور
زندگی و مرگ پیر ہے شہسوار
سایہ اسکا دیکہتے ہین جا بجا
دل کا پایا کس طرح پایہ بدن
چرخ پیر تابان تن اندر جامہ خواب
جو مثال اسکے کہون نیرنگ ہی
قدرت حق کی وہان ہے نغز بات
بال و پر ارواح کے جلتے جہان
ہاتہہ مین نقاش کے ہین یا
محو یا ثابت کرے وہ نقش گر
کوزہ از خود کیسے ہوین دراز
کو و کو و کو و کو و کو و کو
ہے سمجہہ اس بات کو لے منتہی
چشم نا بینا ہے از خود بے خبر
کب صنم کو اس سخن کی بوجہہ ہو

اہل دنیا ہین سبھی زندانیان　　انکو مرگ دائمی ہے بس بیان
ہان مگر نادر ہے یک مرد خدا　　تن بزندان جان ہے فوق السما
قصر ہے گیا جیسے ویران کر بدن　　گنج ویرانی ہین ہوئے جان مین
تو برا امیدان ہین اس تن سے گذر　　غیر جا ہیے ہد ہی کا حکم پر
ماہ اک شب ہین کرے سب برج طے　　پھر پہلا کیون منکر معراج ہے
ماہ سے بہتر ہے وہ در یتیم　　ہوگیا او نگلی سے جنکی مہ دو نیم
رہ عجب جو ماہ کے شق سے ہوا　　ہے بقدر حس اس عالم سے تنہا
کاروبار انبیا و مرسلان　　ہین برون از مہر و ماہ و آسمان
ہو تو باہر جبکہ از چرخ دوار　　تب نظر آوے تجھے یہہ کاروبار
ہو تو راہ عشق ہین ثابت قدم　　جنہر باہر رہی کچہہ مت مار دم
ترک کر دے دل سے تو حرص منو　　یاد کر لے قصہ عاد و ثمود کو
خوف سے حق کے اگر چھوڑی ہوا　　اسکے حضرت سے ملے تجھکو عطا
سر زنہ [illegible] سے یہ ملک جہان　　جو یہان بویا اسے یاوے وہان
روز محنت روز کشت و کار ہے　　روز حسرت حاصل انبار ہے

اور جاننا چاہیے کہ توحید کے چار درجے ہین اور توحید کا ایک مغز اور اوس مغز کا بہی ایک مغز ہے اور توحید کا ایک چھلکا ہے اور اوس چھلکے کا بہی ایک چھلکا ہے تو توحید دو مغز اور دو چھلکے رکھتی ہے اوسکی مثال کچے اخروٹ کی سے ہے کہ ایک مغز اور دو چھلکے اوسکے ظاہر ہین اور روغن مغز کا مغز ہے پہلا درجہ یہہ ہے کہ

آدمی زبان سے تو لا الہ الا اللہ کہے اور دل سے نہ اعتقاد رکھے
یہہ منافقون کی توحید ہے دوسرا درجہ یہہ ہے کہ اس کلمے کے
معنی کا دل سے تقلیداً اعتقاد رکہے جیسے عوام الناس یا ایک
نوع کے دلیل سے اعتقاد رکہے جیسے متکلم لوگ تیسرا درجہ
یہہ ہے کہ آدمی مشاہدہ سے دیکہے کہ سب کے اصل ایک ہی ہے
اور سب کامون کا ایک ہی فاعل ہے اور کسیکو کوی کچہہ کر ہی
نہین سکتا یہہ ایک نور ہے کہ دل مین پیدا ہوتا ہے اسی نور مین
یہہ مشاہدہ حاصل ہوتا ہے اور یہہ مشاہدہ عوام الناس اور
متکلمین کے اعتقاد کے مانند نہین اسواسطے کہ اونکا اعتقاد ایک
گرہ ہے کہ تقلید یا دلیل کے حیلے سے دل پر لگا لے اور یہہ مشاہدہ
دل کا کہل جاتا ہے یہہ سب گرہون کو کہول اور قیدون کو اوٹہا
دیتا ہے مثلاً ایک شخص اگر کسیکے کہنے سے اپنے دل مین یہہ اعتقاد
کرے کہ فلانا سردار گہر مین ہے یہہ عوام الناس کی تقلید کی
مثال ہے کہ اونہون نے اپنے مان باپ سے یہہ سنا اور دوسرا شخص
دروازے پر گہوڑے اور غلام کو دیکہکر اعتقاد کرے کہ فلانا
سردار گہر مین ہے یہہ متکلمین کے اعتقاد کی مثال ہے کہ اونہونکے
دلیل سے جانا اور تیسرا شخص اوس سردار عالم کو گہر مین دیکہہ لے
یہہ عارفون کی توحید ہے کہ وہ مشاہدہ کرتے ہین تو ان تینون
شخصون مین بڑا فرق ہے اگرچہ توحید کا بڑا درجہ ہے

لیکن تاہم عارف اس درجہ پر پہونچکر خلق کو بھی دیکھتا ہے اور خالق کو بھی جانتا ہے ۵ اور ذہر اللہ سے واصل اور مخلوق سے شامل ہے تو اس درجہ کی توحید مین کثرت کو دخل ہے اور عارف جب تک دو دیکھتا ہے تب تک تفرقہ مین پڑا رہتا ہے جمع نہین ہوتا اوسکو کمال توحید نہین کہتے چوتھا درجہ یہہ ہے کہ آدمی ایک کے سوا دوسرے کو نہ دیکھے اور سب کو ایک ہی دیکھے اور ایک ہی سمجھے اس مشاہدہ مین تفرقہ کو کچھہ دخل نہین ہوتا نقل ہے کہ حسین حلاج رحمتہ اللہ نے خواص رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا کہ بیابان مین پھرتے ہین پوچھا کیا کرتے ہو کہا توکل مین اپنے کو ثابت قدم کرتا ہون کہا تمنے اپنی عمر تو آبادانی باطن مین گذرا نے بہانا بھی توحید کے مقام کو کب پہونچوگے وہ چہار مقام یہہ ہین اول

بیان اقسام توحید و درجے

توحید منافق - یہہ چھلکے کا چھلکا ہے جسطرح اخروٹ کا اوپر والا چھلکا اگر کھائے تو برا معلوم ہوتا ہے اگرچہ ظاہر مین وہ سبز ہوتا ہے مگر اوسکے اندر کیطرف دیکھے تو برا ہے اور اگر جلا دے تو دہوان ہوتا ہے اور آگ کو بھی بجھا دیتا ہے اور اگر کچھہ چھوڑ دے تو کچھہ کام نہین آتا بلکہ اور جگہہ رک جاتی ہے وہ اور تو کسی کام کا نہین مگر جبتک اوسی اخروٹ پر لگا رہنے دین تو البتہ اندر والا چھلکا تازہ رہے اور آفتون سے بچائے رکھے اسیطرح توحید منافق بھی اور کسی کام کی نہین ہان یہہ ہوتا ہے کہ منافق کے لیے

تلوار سے محفوظ رکھتی ہے اور منافق کا پوست اوسکا بدن ہے اوسنے
توحید زبانی کی باعث سے ظاہرا تلوار سے نجات پائے یعنے قتل
نکیا گیا اور جسطرح اخروٹ کا اندر والا چھلکا جلانے کے قابل نہین
ہوتا اسی کام کا ہوتا ہے کہ اوسے مغز پر لگا رہنے دین تاکہ مغز
ہمیشہ اوسکے حفاظت اور حمایت مین رہے خراب نہ ہونے پائے
اور یہہ چھلکا مغز کی بہ نسبت ناچیز اور حقیر ہوتا ہے اسیطرح
عوام الناس اور متکلمین کے توحید بہی اسی کام کے ہے کہ اوسکی مغز
یعنے جانکو آتش دوزخ سے محفوظ رکہے یہہ توحید اگرچہ اس کام
کے ہے لیکن مغز اور روغن کی لطافت اوسمین کہان اور جسطرح
اخروٹ کا مغز مرغوب اور عزیز ہوتا ہے مگر جب روغن کے ساتھ
اوسکا مقابلہ کیا جائے تو یہہ ثقل اور بہوک سے جاکے نہین اور
فی نفسہ کمال صفائی کو نہین پہونچا ہے پس توحید کا تیسرا درجہ
بہی کثرت اور تفرقہ وزیادتی سے خالی نہین بلکہ چوتہے درجہ کے
توحید کمال مرتبہ صاف ہے اسلئے کہ اوسمین حق ہے حق رہتا ہے
شعر یار درما و ما درون دوستیم تو مغز جانم اوست ماچون پوستیم
اسدرجہ کا موحد ایک کے سوا اور کسیکو نہین دیکھتا بلکہ اپنے کوبہی
بہول جاتا ہے شعر زاہد خدا کے یاد پرست بہول رہنا رتا اپنی
بہولا دے اگر تو بہولا سکے تو اور جسطرح اور چیزین اوسکے
دیکہنے مین نیست ہو گئے ہین اوسیطرح وہ خود بہی اپنے دیکہنے مین

نیست ہو جاتے یعنے خدا کے سوا اپنے کو دیکھتا ہے نہ اور نہ کسیکو
۵ ہو فنا ہو تو نور حق باقی رہا جب ہوا بندہ فنا سلطان ہوا
چوب آتش مین جلے آتش بنے پھر اوسے لکڑے نہین کوئی کہے
اگر کوئی کہے کہ توحید کے یہہ درجے مشکل معلوم ہوتے ہین اسکی تفصیل
کیجائے تا معلوم ہو کہ سبکو ایک ہی ہے کیونکر دیکھا جاے آسمان و
زمین اور خلق اور بہت سے اسباب نظر آتے ہین تو بھلا سبکو ایک
کوئی کسیطرح دیکھہ سکیگا حالانکہ یہہ ایک نہین ہین - تو اوسکو اسطرح
سمجھایا جا سکتا ہے کہ منافق کی توحید زبانی ہے اور عوام الناس کی
توحید اعتقادی ہے اور متکلمون کی توحید دلیلی ہے ان تینون
قسمون کے توحید کو تو ہر کوئی سمجھہ سکتا ہے مگر چوتھی درجہ کی توحید کا
مفصل بیان کرنا دشوار ہے جو اسدرجے کی توحید کو نہ پہونچا ہو
لیکن اسقدر مجملاً جان لینا کافی ہے وہ یہہ ہے کہ ممکن ہے کہ بہت سے
چیزین ہون اور اون چیزون مین ایک نوع کا ارتباط ہو کہ
اوس ارتباط کے سبب سے وہ سب ایک ہو جائین چونکہ عارف کو
اسیطرح سے نظر آتا ہے تو وہ ایک ہے دیکھتا ہے - جیسے آدمی مین
بہت سے چیزین ہین دیکھو گوشت پوست ہڈیان جگر معدہ
وغیرہ مگر فی المعنے آدمی ایک ہی چیز ہے مثلاً اگر کوئی شخص کسی
آدمی کے مانند جانے اور اوسکے اعضا کے تفصیل اوسکے خیال مین
نہو تو اگر اوس سے پوچھین کہ تو نے کیا دیکھا تو یہہ جواب

دیکھا کہ ایک آدمی کو دیکھا اور اگر اوس سے پوچھیں گے کہ تو کیا سوچتا ہے تو جواب دیگا کہ ایک ہی چیز سوچتا ہوں یعنی اپنے معشوق کو سوچ میں ہوں پس وہ بالکل معشوق ہی ہو گیا اور معشوق ایک ہی چیز ہے کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے

مثنوی

شبی بیخود نگہ کردم جمالِ کبریا دیدم — پس از خود چون بخود رفتم ہمہ ملکِ لقا دیدم

مرا در عالمِ ناسوت چشمِ عقل بود آنگہ — چو در لاہوت پیوستم حکومت باجہا دیدم

تجلی یافتم از وی بیکقطرہ ہست نفسِ کل — شدم در حیرتی کانجا ہمہ شاہان گدا دیدم

تجلی کرد نورِ قدس در من از دیدہ باطن — نظر در ہر چہ میکردم ہمہ عالم خدا دیدم

نہ من پیدا نہ او در من چو در آئینہ دو جان یکیم — کہ در دیدہ ہمہ گویان ز ذوقِ عشق ما روا دیدم

انا الحق گفتم آنجا من چو منصور شدہ گویم — ولی با آنہمہ فخر در طفیلِ مصطفیٰ دیدم

مگو با من چہ دین داری ز حیرت ہم بادین — ہمین دین مذہب آمد دگر دینہا خطا دیدم

پس معرفت میں کہتے ہیں کہ یہہ ایک مقام ہے جو کوئی اوس مقام پر پہونچتا ہے وہ حقیقت میں دیکھتا ہے کہ جو کچھ عالم وجود میں ہے وہ ایک دوسرے کے ساتھہ مرتبط ہے اور سب ایک ہے حیوان کے مانند ہیں اور آسمان و زمین ستارے وغیرہ اجزائی عالم کو باہم ایسی نسبت ہوتی ہے جیسے ایک حیوان کے اعضا کو باہم نسبت ہوتی ہے اور تمام عالم کو اپنے مدبر کے ساتھہ ایک وجہ سے ایسی نسبت ہے جیسے حیوان کے بدن کی مملکت کو روح اور عقل کے ساتھہ کہ مدبر بدن ہیں عالم مدبر ہیں سب وجہوں سے ایسی نسبت نہیں جیسے بدن ہیں اور عقل و روح بدن سے اور تمام فلک

آدمی ان اللہ خلق آدم علےٰ صورتہٖ مطلب نہ جان لے یہہ بار یک نکتہ ہی
اوسکے فہم مین نہ آویگا اسباب مین خاموش رہنا اولیٰ انسب ہے
اسلیے کہ یہہ بات دیوانون کی زنجیر ہلاتی ہے اور مستون کو سردد
یاد دلاتی ہے اور ہر ایک کے سمجہہ مین نہین آتی شعر دم بخود ہو رہے
پہکہہ کیئے یہ نا ت تو حق کہا جسنے وہی مارا گیا تو اور بیری جسے توحید
فعلی کہتے مین اوسکا بیان بہی اسیقدر جان لینا کافی ہے وہ یہہ ہیکہ آفتاب
ماہتاب ستارے ابر وباران وہوا وغیرہ جنکو اسباب سمجہتے ہین
یہہ سب ایسے مسخر ہین جیسے کاتب کے ہاتہہ مین قلم اسواسطے کہ انمین سے
کوئی بہی آپ سے جنبش نہین کرتا بلکہ انہین وقت پر بقدر ضرورت
جنبش دیتے ہین پس انپر کام کو حوالی کرنا خطا ہے جیسا کہ
خلعت سرفرازی کو قلم اور کاغذ پر حوالہ کرنا خطا ہے مگر جو چیز محل نظر ہے
وہ حیوانات کا اختیار ہے اسواسطے کہ جو سمجہا جاتا ہے کہ آدمی ہی
کچہہ اختیار رکہتا ہے حالانکہ یہہ سمجہنا خطا ہے اسواسطے کہ آدمی
فی نفسہ مجبور و مضطر ہے کیونکہ اوسکا کام وابستہ قدرت سے اور
قدرت ارادہ کی مسخر ہے حتیٰ کہ جو ارادہ ہوتا ہے وہی کرتا ہے
مگر جب حق تعالے ارادہ کو پیدا کرتا ہے تب وہ خواہ نخواہ کوئی نہ کوئی
بات چاہتا ہے پس جب قدرت ارادے کی مسخر ہوگئی اور ارادہ
اسکے اختیار مین نہین۔ تو کچہہ بہی اوسکے اختیار مین نہین اور وہ
محض مجبور ہے۔ اور اسکا حال بخوبی جب معلوم ہوگا کہ تب یہہ جان

بیان اقسام افعال

کہ آدمی کے افعال تین قسم پر ہوتے ہین پہلی قسم یہہ کہ مثلاً جب کوئی
آدمی پانی پر پانوں رکھتا ہے تو پانی کے اندر چلا جاتا ہے اور کہتے ہین
کہ اوسنے پانی کو چیر کر اوسکے ایک جز کو دوسرے سے جدا کر دیا
ایسے فعل طبعی کہتے ہین دوسری قسم یہہ ہے کہ کہتے ہین کہ آدمی سانس
لیتا ہے اسی فعل ارادی کہتے ہین تیسری قسم یہہ ہے کہ کہتے ہین کہ
آدمی بات کہکر چلدیا ایسے فعل اختیاری کہتے ہین مگر وہ فعل طبعی
ظاہر ہے کہ آدمی کے اختیار سے نہین ہوتا کیونکہ جب وہ پانی پر
پانون رکھیگا خواہ نخواہ اوسکے گرانی سے پانی پھٹ جائیگا یہہ فعل
اوسکے اختیار سے نہین اسواسطے کہ وہ چاہے خواہ نچاہے ایسا ہی
ہوگا اگر پانی پر پتھر پھینکا جائے تو وہ بیشک ڈوب جائیگا
اور ڈوب جانا پتھر کا فعل نہین اسواسطے کہ پتھر کے بھاری پن سے
ایسا ہونا ضروری ہی اور آدمی کا فعل ارادے جیسے سانس لینا
اگر غور کیا جائے تو اوسکا بھی یہی حال ہے اسواسطے کہ آدمی سانس
نہین روک سکتا کیونکہ اوسے ایسا ہی پیدا کیا ہے کہ سانس لینے کا
ارادہ خواہ نخواہ اوسمین پیدا ہوجاتا ہے اور جب کوئی شخص چاہتا ہے
کہ دور سے کسی آدمی کے آنکھہ مین سوئی پھینک مارے تو وہ آدمی
ضرور بالضرور پلک جھپکا لیتا ہے اگر چاہے کہ پلک نہ جھپکاسے تو
یہہ اوس سے نہین ہوسکتا کیونکہ آدمی کی خلقت یون ہی ہوئی
کہ وہ ارادہ خواہ نخواہ اوسمین پیدا ہو جاتا جیسے کہ اوسکے خلقت اسبات کی

چاہتی ہے کہ پانی مین کہڑا ہو تو ڈوب جاے پس ان دونون
فعلون مین آدمی کی مجبوری معلوم ہوگئی مگر فعل اختیاری مین جیسے چلنا
اور کہنا اسمین اشکال ہے کہ اگر چاہے تو یہہ فعل کرے و اگر نہ چاہے
نکرے لیکن یہہ جان لینا چاہیے آدمی کسی کام کا ارادہ اوسیوقت کرتا ہے
جب اوسکی عقل حکم کرے کہ اس کام مین تیرے بھلائی ہے کبھی
اسمین غور و تامل کی حاجت بہی ہوتی ہے جب عقل نے حکم کر دیا کہ
اسبات مین تیری بھلائی ہے تو اوسکا ارادہ ضرور بالضرور پیدا
ہوجاتا ہے اور آدمی اپنے اعضا کو جنبش دیتا ہے جیسے دوسرے
سوئی پہنکتے وقت بخوف نقصان پلک جہپکا نا مگر چونکہ اسبات کا علم
ہمیشہ حاضر ہے اور بداہتہً یہہ معلوم ہوجاتا ہے کہ سوئی کے سبب سے آنکھہ کو نقصان
ہوگا اور پلک بند کر لینے مین بھلائی ہے اسلئے اسمین غور و تامل
کی حاجت نہین ہوتی اسواسطے کہ وہ بے تامل سمجھتا ہے کہ آنکھہ بند کر لینے
مین بھلائی ہے اور بھلائی جاننے سے اوسمین ارادہ پیدا ہوتا ہے
اور ارادے کے سبب سے قدرت بالضرور کام مین آتی ہے
اس جگہہ جب تامل کر چکا تو اوسے صفت پر ہو گیا جس صفت پر
اوس جگہہ تہا اور وہی ضرورت پیش آجاتی ہے اسواسطے کہ اگر
کوئی شخص کسی آدمی کے مارنے کو لاٹھی اوٹھاتا ہے تو وہ آدمی
بالطبع بہاگتا ہے حتی کہ اگر کسی چہت کے کنارے پہونچتا ہے اور
جانتا ہے کہ کود پڑنا لاٹھی کہانے سے بڑہکر ہے تو خواہ نخواہ پاؤن

ٹھیر جاتا ہے اور کود پڑنے کی طاقت نہین رکھتا اسلیے کہ پاؤن
کے حرکت ارادے کی قید مین ہے اور ارادہ عقل کے حکم کا
تابع ہوتا ہے کہ عقل کہے کہ یہہ کام اچھا ہے اور کرنے کے لایق ہے اسواسطے
کہ اگر کوئی شخص اپنے کو قتل کیا چاہے تو اگرچہ ہاتھہ بھی رکھتا ہے
اور چھری بھی مگر نہین قتل کرسکتا اسلئے کہ ہاتھہ کی قدرت
ارادے کے مقید ہے اور ارادہ اسبات کا مقید ہے کہ عقل حکم
کرے کہ یہہ کام تیرے حق مین بھلا اور کرنے کے قابل ہے
اور عقل بھی مجبور و مضطر ہے اسواسطے کہ وہ آئینہ کے مثل صاف ہے
جو کچھہ بہتر ہوتا ہے اوسکی صورت عقل مین آتی ہے چونکہ اپنا
قتل کرنا بہتر نہین ہوتا اوسکے صورت بھی آئینہ عقل مین نمایان
نہین ہوتی مگر اسوقت کہ آدمی کسی ایسے بلا مین پہنسا ہو جسکا
متحمل نہاین اور اپنے کو قتل کر ڈالنا اوس بلا سے بہتر جانتا ہے
پس اسکو فعل اختیاری اسوجہ سے کہتے ہین کہ اسکی بھلائی تمیز
مین آتی ہے ورنہ جب یہہ فعل بالضرور ظاہر ہوا تو سانس لینے
اور آنکھہ بند کر لینے کی ضرورت کے مانند ہوگیا اور اون دونون
فعلون کی ضرورت پانی مین ڈوب جانے کی ضرورت کے مثل ہے
اور یہہ اسباب ایک دوسرے سے وابستہ ہین اور سلسلا اسباب کے
حلقے بہت ہین اور حق تعالے نے قدرت جو آدمی مین پیدا کی ہے
یہہ اوس سلسلہ کے حلقون مین سے ایک حلقہ ہے یہین سے

آدمی گمان کرتا ہے کہ مجھے بھی اختیار ہے حالانکہ یہہ گمان کرنا محض
غلط ہے اسواسطے کہ آدمی کو تو اوس سے فقط اتنا ہی علاقہ ہے
کہ آدمی اوسکے گذرگاہ ہے بس آدمی اختیار اور قدرت کا محل
اور مظہر ہے کہ حق سبحانہ تعالے اوسمین پیدا کر دیتا ہے بس چونکہ
درخت ہوا کے سبب سے ہلتا ہے اور اوسمین حق تعالے نے قدرت
اور ارادہ کچھہ نہین پیدا کیا لہذا درخت کو کوئی بھی محل قدرت
وارادہ نہ سمجھا پس اس ہلنے کا نام اضطرار محض رکھا اور چونکہ
حق سبحانہ تعالے جو کچھہ کرتا ہے اوسکی قدرت اوسکے سوا اور کسی
چیز کی مقید نہین تو اوسے اختراع کہتے ہین اور چونکہ آدمی نہ
ایسا ہے نہ ویسا ہے اسواسطے کہ اوسکی قدرت اور ارادہ اور ہے
اسباب سے تعلق رکھتا ہے جو اوسکے اختیار مین نہین تو اوسکا فعل
نہ تو حق تعالے کے فعل کے مانند ہوتا ہے تاکہ اوسے خلق و اختراع
کہین اور چونکہ آدمی محل قدرت و ارادہ ہوتا ہے کیونکہ حق تعالے
اوس مین بالفعل قدرت وارادہ پیدا کرتا ہے تو وہ درخت کے
مثل بھی نہوگا کہ اوسکے فعل اضطرار محض کہین بلکہ ایک اور ہی
قسم ہوتی ہے لہذا اوسکے لیئے اور ہی نام تلاش کیا کہ جسے کسب کہتے ہین پس
اس سب بیان سے ظاہر و معلوم ہوا کہ اگرچہ آدمی کا کام آدمی
ہی کے اختیار مین ہے مگر چونکہ وہ اپنے نفس کے اختیار مین مجبور
و مضطر ہے چاہے خواہ نہ چاہے تو فی الحقیقت اوسکے اختیار مین

کچھہ بھی نہین اگر کوئی کہے کہ یہہ ہی بات ہے تو ثواب و عذاب کیون ہے
اور شریعت کسواسطے ہے اسلیئے کہ آدمی کا تو کچھہ اختیار ہے نہین
پس اوسکا یہہ جواب ہوگا کہ یہہ وہ مقام ہے جسے توحید در شرع
اور شرع در توحید کہتے ہین اس دریاے عمیق مین اکثر ضعیف الایمان
غرق ہو جاتے ہین اس ہونر سے اوسیکا بیڑا پار ہوتا ہے جو پانی پر
چل سکے اگر پانی پر نہ چل سکے تو بہلا تنا دری ہے کر سکے بہت لوگ
تو یون ڈوب نے سے بچے کہ اس دریا مین پیری نہ کہا تا کہ غرق
ہو جائین اور عوام الناس اسے جانتے ہی نہین انکے حال پر یہی
مہربانی ہے کہ انہین اس دریا کے کنارے آنے ہی نہ دین کہ ناگاہ
ڈوب جائین اور جن لوگون نے دریاے توحید مین پاؤن رکہا
اونمین اکثر اس سبب سے ڈوبتے ہین کہ پیرنا نہین جانتے اور
شاید کہ اونہین پیر سکنے کی سمجھہ ہے نہین ہوتی یا خود اپنے اوپر
مغرور ہو کر اوسے طلب نہین کرتے اور اس دریا مین ڈوب
جاتے ہین اسواسطے کہ جانتے ہین کہ ہمارے اختیار مین کچھہ بھی نہین ہے
خدا ہی سب کچھہ کرتا ہے اور جانتے ہین کہ ازل مین جسکے نسبت
شقاوت کا حکم کر چکا تو وہ کوشش کر کے اوسے پھر نہین سکتا اور
جسکے نسبت سعادت کا حکم ہو چکا ہے تو جہد و کوشش کرنیکی حاجت ہے
نہین یہہ عقیدہ رکہنا باعث جہل بلکہ موجب ضلالت ہے اور
ہر چند کہ ان امور کے حقیقت کتاب ہذا مین لکھنا نہ چاہیئے لیکن جب

سلسلہ سخن یہانتک پہونچا تو تجہہ اجمالاً بیان کرنا لازم آیا جاننا چاہئے
کہ عقاب اسوجہ سے نہین کہ تجہہ سے برا کام صادر ہوا اور حق تعالے
تجہپر خفا ہوکر اوسکے عوض عقوبت کرتا ہے اور ثواب بانیوجہ
نہین کہ تونے اچہا کام کیا اور وہ تجہہ سے خوش ہوکر اوسکے صلہ مین
تجہے خلعت عنایت فرماتا ہے اسواسطے کہ یہہ باتین حق سبحانہ تعالے
کے شان عفت سے دور ہین مگر خون یا صفرا یا اور کوئی خلط جب
تیرے بدن مین غالب ہوجاتا ہے تو اوس سے ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے
اوسے بیماری کہتے ہین اور جب دوا دارو کا اثر غالب ہوتا ہے
اوس سے ایک حالت پیدا ہوتی ہے اوسے صحت کہتے ہین اسیطرح
جب خواہش اور غصہ تجہپر غالب ہوتا ہے اور تو اونکا قیدی
ہوجاتا ہے تو اوس سے ایک آگ پیدا ہوکر جانمین لگتی ہے جس سے
تیری ہلاکت کا سبب ہے اسیواسطے جناب رسالتمآب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے اَلْغَضَبُ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ یعنے جب غصے کو تونے اپنی
اوپر مسلط کرلیا وہ غصہ نہین بلکہ آگ کا ایک ٹکڑا ہے اور جسطرح
نور عقل کا قوی ہونا خواہش اور غصہ کی آگ کو بجہاتا ہے اسیطرح
نور ایمان دوزخ کی آگ کو بجہا دیتا ہے اور دوزخ کہتی ہے
جُز یا مؤمن فان نورک اطفأ ناری[١] تو یہان دوزخ ایمان سے فریاد
کرتی ہے بات چیت درمیان مین نہین ہوتی بلکہ دوزخ کو یہہ نور

سلہ ١ ہٹ اے مومن تیرا ایمانکا نور میری آگ کو بجہای دیتا ہے ۱۲ منہ

دیکھنے کی طاقت نہین ہوتی اسطرح بہاگنے لگتے ہی جیسے مجہر ہوا سے
بہاگ جاتے ہین تو خواہش کے آگ بہی نور عقل کے سامنے سے بہاگ
جاتی ہے عذاب کے واسطے دوسرے جگہہ سے کوئی چیز نہ لاوینگے
تیری ہے چیز تجہے دینگے اِنَّمَا هِيَ اَعْمَالُكُمْ تُرَدُّ اِلَيْكُمْ یعنی تیری ہی ہے
اور تیرا ہی غصہ آتش دوزخ کی اصل ہے اور وہ تیرے ساتہہ
تیرے باطن مین موجود ہین اگر ہمارا یقین ہوتا تو البتہ اوہنین
دیکہتا جیسا حق تعالے ارشاد فرماتا ہی كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ
حکایت ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنی بیٹے کی شادی کی شاہزادہ
جس رات کو اپنی دولہن کے پاس جانا چاہا بہت سی شراب
پی لی جب مست ہوا دولہن کے تلاش مین نکلا خلوتخانہ مین جانیکا
قصد کیا راہ بہول بہٹک کر گہر سے باہر نکل آیا اور چلا یہانتک کہ ایک
مقام پر پہونچا ایک گہر دیکہا اور چراغ نظر آیا اور سمجہا کہ دولہن کا
گہر یہی ہے پایا جب اندر گیا کچہہ لوگون کو سوتے دیکہا ہر چند پکارا
کسینے جواب ندیا سمجہا کہ سب سوتے ہین ایک شخص کو دیکہا کہ نئی چادر
منہہ پر تانی ہے اپنے دلمین کہا یہی دولہن ہے اوسکے پہلو مین
لیٹا اور اوسپر سے چادر اوتاری تو دماغ مین خوشبو پہونچی کہاکہ
بیشک یہی دولہن ہے کہ خوشبو ملی ہے اوسکے ساتہہ جماع کرنے لگا
اور اپنی زبان اوسکے منہہ مین دیدی اوسکی نمی اوسے پہونچی
سمجہا کہ میری مدارات کرتی ہے اور گلاب چہڑکتی ہے جب صبح ہوئی

اور شاہزادہ ہوش مین آیا دیکہا تو اوس حجرہ کو آتش پرستونکا
مقبرہ پایا جو لوگ اوسکے دانست مین سوتے تہے وہ حقیقت مین
مردے تہے اور جسکی نئی چادر تہی جسکو اپنی دولہن سمجہا تہا وہ
ایک ڈراونی صورت بدشکل بوڑہیا تہی وہ دو چار دن کے عرصہ کی
مردہ تہی اور وہ خوشبو کافور وغیرہ کی تہی اور وہ رطوبت جو
شاہزادہ کو پہونچی تہی وہ اوس بڈہیا کی نجاست اور ناپاکی تہی
اپنے کو دیکہا تو تمام بدن نجاست مین بہرا ہے اور اوسکے لعاب دہن سے
منہہ کا مزہ کڑوا ہے چاہا کہ اس ندامت اور رسوائی اور آلودگی
کے مارے مرجاے اور ڈرا کہ ایسا نہو کہ میرا باپ یعنی بادشاہ اور
اوسکے فوج و سپاہ اس حالت سراپا نجاست مین مجہے دیکہہ پاوے
وہ اسی سوچ مین تہا کہ بادشاہ معہ افسران لشکر اوسکے تلاش مین
آپہونچا اوس سے ان خرابیون مین دیکہا شاہزادہ نہایت نادم
اور اس امر کا عازم ہوا کہ اگر زمین پہٹ جاوے تو مین سما جاؤن
تا اس ذلت و رسوائی سے نجات پاؤن - اب جاننا چاہیے کہ
جسطرح زہر کہانا آدمی کو بیمار کر دیتا ہے اور بیماری آدمی کو قبر تک
لیجاتی ہے اس بات مین نہ کیسکا غصہ ہے نہ انتقام اسیطرح معصیت
اور شہوت آدمی کے دل کو بیمار کر دیتی ہے اور وہ بیماری تیری
آگ ہو جاتی ہے اور وہ آگ آتش دوزخ کی جنس سے ہے اس جا کی
آگ کے جنس سے نہین اور جسطرح سنگ مقناطیس بمقتضاے مجانست کے

اپنے طرف کہینچتا ہے اوسیطرح دوزخ دوزخیکو اپنے طرف کہینچے ہے
اس مین کسیکے عقیدے کو دخل نہین اور ثواب کا حال بہی اسی قیاس پر
کر لینا چاہئیے اسواسطے اسکا بیان باعث طوالت ہوگا یہہ تو اس
اعتراض کا جواب ہوگا جو کہا گیا تہا کہ ثواب و عقاب کیون ہے
اور شریعت کسواسطے مقرر ہوئی رسولون کو کس لئے بہیجا اوسکا
بیان اجمالاً یون کیا جاتا ہے کہ یہہ بہی ایک حکومت اور زبردستی ہے
تاکہ خلق کو جبراً قہراً زنجیر مین باندہکر بہشت مین کہینچے جیسا کہ امام
ابواحمد غزالی رحمتہ علیہ نے اپنی تصانیف مین فرمایا کہ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم نے فرمایا اَتَعْجَبُ مِنْ قَوْمٍ
یُقَادُوْنَ اِلَی الْجَنَّةِ بِالسَّلَاسِلِ یعنے کیا تعجب کرتا ہے تو اسی قوم سے
جو کہینچے جاتی ہے جنت کیطرف زنجیرون مین وَاَنْتُمْ تَتَهَافَتُوْنَ
عَلَی النَّارِ وَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ یعنے پروانے کیطرح تم لوگ
آگ پر گراتے ہو اور مین تمہاری کمر پکڑکر کہینچتا ہون گرنے نہین
دیتا۔ پس پیغمبرون کی بات حق تعالےٰ کی جباری کی زنجیر کی
ایک لکڑی ہے کہ اوس سے سمجہ پیدا ہوتا کہ راہ کو براہی سے
نہ پہچان لین اور پیغمبرون کے ڈرانے سے ہراس پیدا ہوا اور
یہہ معرفت و ہراس آئینہ عقل پر سے غبار دور کردے
تاکہ یہہ بات کہ راہ دنیا سے راہ آخرت اختیار کرنا بہتر ہے
آئینہ عقل مین نظر آئے اور یہہ نظر آنے سے راہ آخرت اختیار

اراده پیدا ہوا اور ارادے کے سبب سے خواه نخواه حرکت
کرین اسواسطے کہ اعضا ارادے کے تابع ہین اور اس لیے زنجیرین
باندہکر جبرا پہر آگ درنج سے بچلتے ہین اور بہشت مین لیجاتے ہین
اور انبیا علیہ السلام کی مثال اوس چرواہے کی سی ہے جو
بکریون کا گلہ رکہتا ہو اوسکے داہنی طرف ایک ہری بہری
چراگاہ ہو اور بائین طرف ایک غار ہو کہ اوسمین بہت بہیڑیے
ہین پس یہہ چرواہا غار کے کنارے استادہ ہوکر لاٹہی ہلاتا ہے
تاکہ بکریان لاٹہی کے خوف سے پہر جائین اوس غار کیطرف
نہ اوئین چراگاہ کیطرف چلے جائین پیغمبرون کے بہیجنے کا بہی فائدہ
ہے - اب رہی یہہ بات کہ اگر روز ازل مین بندے کی شقاوت
کا حکم کیا ہے تو کوشش و محنت سے کیا فائدہ ایک وجہ سے یہہ بات
صحیح ہے اور ایک باعث سے غلط یہہ صحیح بات تیری ہلاکت کا
سبب ہے اسواسطے کہ جس کیلئے نسبت شقاوت کا حکم ہوچکا ہے
اوسکی علامت یہہ ہے کہ یہہ بات اوسکے دلمین ڈالی تاکہ وہ کوشش سے
باز رہے نہ بیج بوئے نہ کہیت کاٹے اور حق تعالی نے کسیکے واسطے
یون حکم فرمایا ہو کہ یہہ بہوک کے مارے مرجاے اسکی علامت یہہ ہے
کہ یہہ بات اوسکے دلمین ڈالدے کہ ازل مین جب یہی حکم ہوچکا
ہے کہ فاقونکے مارے مرجاونگا تو مجہے روٹی کہانے سے کیا فائدہ
تو وہ روٹی کو ہاتہہ نہ لگایگا اور روٹی نہ کہائیگا حتی کہ بالضرور

مرجائیگا اور کہیگا کہ اگر محتاجی کا حکم کیا ہے تو بیج بونے سے
کیا فائدہ ہوگا یہہ سمجھکر نہ بوئیگا بلکہ کہیت بہی نہ کاٹیگا اور حق تعا
لے جسکے سعادت کا حکم کیا ہے اوسے یہہ سمجہا دیتا ہے کہ جسکے نسبت
مالدار ہونے اور زندہ رہنے کا حکم کیا ہے اوس سے اسباب
تونگری اور اسباب حیات کا حکم کیا ہے یعنے زراعت اور تجارت
کرے اور روٹی کہاوے پس یہہ حکم نا درست نہیں بلکہ اسباب سے
تعلاقہ رکہتا ہے اور حق تعالے نے جس سے جس کام کے واسطے
پیدا کیا ہے اوس سے اوس کام کے اسباب مہیا کر دیتا ہے یہہ
نہیں کہ بے سبب اوسے اوس کام تک پہونچا دے اسواسطے رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اعملوا فکل میسر لما خلق له
پس جو اعمال و احوال حق تعالے جبرا قہرا اسپر ذکر کراتا ہے اوس سے
اپنے عاقبت کی بشارت معلوم کر لینا چاہیئے جب علم پڑہنے مین
جہد و تکرار غالب ہو تو جان لین کہ یہہ اسبات کی بشارت ہے
کہ سعادت امانت و خلافت کا حکم کیا ہے بشرطیکہ پوری کوشش
کیے جاوے اور بیکاری اور سستی چہوڑ دے اگر بیکاری اور سستی
غالب ہو تو یہہ بیہودہ بات ہے اگر روز ازل مین جہالت کا
حکم کیا ہے تو تکرار سے کیا فائدہ تو یہان سے اپنی جہالت کا
حکمنامہ پڑہ لین اور جان لین کہ یہہ اسبات کی علامت ہے
کہ کوئی امامت کے درجے کو ہرگز نہ پہونچیگا غرضکہ آخرت کے امور کو

دنیا کے کامون پر قیاس کر لینے سے معلوم ہو سکتے ہین جیسا کہ حق تعالی
فرماتا ہے مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ اور فرماتا ہے
سَوَاءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ جب یہہ حقایق پہچان لئے جائین تو یہہ
تینون اشکال اوٹھہ جائینگے اور توحید ثابت ہو جائیگی اور معلوم
و ظاہر ہو جائیگا کہ شرع اور عقل اور توحید مین اہل بصیرت کے
نزدیک کچھہ تناقص نہین اب یہان سے اقسام تجلیات کا بیان
آغاز ہے۔ صاحب المرصاد فرماتے ہین کہ تجلی عبارت ہی ظہور
ذات اور صفات حضرات الوہیت جل و علا سے اور روح کو
بھی تجلی ہے لیکن فرق تجلی روحانی اور ربانی مین یہہ ہے کہ
تجلی روحانی کو قوت فنا کی نہین اگرچہ بر وقت ظہور ازالہ صفات
بشری کرے اور وقت حجاب کے باز بشریت عود کرے اور
تجلی روحانی مین طمانیت دل حاصل نہین ہوتی اور ذوق معرفت
تمام حاصل نہین ہوتا اور تجلی حق جلشانہ کی اسکے بر خلاف ہے اور
تجلی روحانی مین غرور و پندار ظاہر ہوتا ہے اور تعجب ہستی زیادہ
کرتی ہے اور تشنگی زیادہ ہوتی ہے ؎ سوز دل خستہ از
وصالش نہ نشست گو وین تشنگی زآب زلالش نہ نشست گو
نیرنگ وجود و نقش ہستی برخاست گو وز سر ہوس عشق جمالش
ننشست گو لیکن تجلی حضرت حق جلشانہ کی دو گونہ ہے
تجلی ذات اور تجلی صفات اور تجلی ذات دو طرح ہے

بیان اقسام تجلیات

ہوتی ہے تجلی ربوبیت اور تجلی الوہیت۔ جیسا کہ تجلی ربوبیت
حضرت موسی علیہ السلام کو حاصل تھی کہ پہاڑ طفیلی تھا نہ وہ طفیلی
پہاڑ کے کیونکہ پہاڑ پارہ پارہ ہوا اور حضرت موسی علیہ السلام
بیہوش رہے لیکن ربوبیت پر وارد تھے کہ حضرت موسی علیہ السلام
کو سلامت اور باقی چھوڑے فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّ
خَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا اور تجلی الوہیت جناب رحمتہ للعالمین
حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے تا جملہ ہستی تباراج ہوئے
اور عوض وجود محمد ذات الوہیت اثبات فرمایا کہ اِنَّ الَّذِیْنَ
یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ لیس کمال اس سعادت کا
کسی انبیا علیہم السلام کو نہیں دیا تجلی صفات دو گونہ پر ہوتی ہے
تجلی صفات جمال اور تجلی صفات جلال اور تجلی صفات جمال بھی دو نوع
کی ہوتی ہے صفات ذاتی اور صفات فعلی صفات ذات بھی دو گونہ ہے
صفات نفسی اور صفات معنوی صفات نفسی وہ ہے کہ خبر مخبر اوس سے
دلالت کرے ذات پر باری تعالے کے نہ اوپر اس معنی کی کہ زیادتی
ذات پر چنانچہ موجودی و واحدی اور قایم بنفسہٖ اگر بہ صفت
موجودی تجلی کرے لیس فی جبتی سوی اللہ کہے واگر بکیفیت قایم
بنفسہٖ کے تجلی فرماوے پس سالک سبحانی ما اعظم شانی کہ شان پیدا کرے
اور صفات معنوی وہ ہے کہ خبر دلالت کرے معنی اور زیادتی
ذات پر مانند علم اور قدرت اور حیوۃ اور ارادت اور سمع و بصر

وکلام اور بقا کے پس بصفات عالمی کے تجلی ڈالی تو علم لدنی ہوئے
مانند حضر علیہ السلام کے اور اگر قدرت سے تجلی کرے جیسا کہ
حضرت جناب رحمتہ اللعالمین محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
صرف باشارہ انگشت مبارک چاند کے دو ٹکڑے فرمایا اور
یک مشت خاک سے اہل لشکر کو ہزیمت دے وَمَا رَمَیْتَ اِذْ
رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی اگر بصفت مریدی کی تجلی فرما دے
جیسا کہ عثمان حبری قدس سرہ کو تہی کہ فرمایا کہ باتیس سال ہے
کہ حق تعالےٰ تمام وہ چاہتا ہے جو ہین چاہتا ہون اگر بصیفت لبصر
کے تجلی کرے کہے ؎ نہان ردی کنون آئینہ روے توام تو
از دیدہ تو بر دے تو می نگرم ٭ بقول حضرت تو قیر ؎ آئینہ رو
این این دل دیوانہ ام ٭ این دل دیوانہ ام آئینہ رواوست
واگر بصفت سمعی کے تجلی فرما دے چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام سمع
آواز مورچہ سنائے دی۔ اگر بصفات حیات کے تجلی کرے جیسے
حضرت خضر اور الیاس علیہم السلام کو حیات جاویدانی ہے اور اگر
بصفت کلام کے تجلی کرے جیسا کہ وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا واگر
بصفت لقا تجلی فرما دے رفع انانیت انسانی اور ثبوت صفات
ربانی کرے۔ یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ حضرت منصور قدس سرہ نے
اس مقام مین فرمایا بینی وبینک انی ینازعنی فارفع بجودک انی
من البین لیکن صفات فعلی مانند خالقیے اور رازقی اور احیا اور اماتت

اگر بصفت رزاقی کے تجلی فرما وے جیسا کہ مریم علیہما السلام کو تھی
وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۔
اور صفت خالقی حضرت عیسی علیہ السلام کو تھی وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ
الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي ۔ و بصفت احیا ابراہیم علیہ السلام
تجلی کیا رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ اور بھی عیسی علیہ السلام کو تھی
وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِي اور صفت امانت حضرت بایزید قدس سرہ
تھی کہ نظر حضرت کے ابو تراب مرید پر پڑی تو فی الحال زندگانی
کو جواب دیا۔ اور صفت جلال بھی دو گونہ ہے صفات ذات
اور صفات فعل۔ صفات فعل کو امانت میں ذکر کیا گیا اما صفات
ذات دو نوع کی ہے صفات جبروت اور صفات عظمت
جبروت میں متجلی ہوے تو نور بے نہایت بے کیف غایت ہیبت
میں ظاہر ہووے فنائے صفت انسانیت کر دے اور محو آثار ہستی
آشکارا ہووے اور شعور اوپر فنا کے بھی نہ رہے صعقہ عبارت
اس حالت سے ہے اور صفات عظموت بھی دو طرح کی ہوتی ہے
صفت حی و قیومی اور صفت کبریائی اور قہاری صفت قیومی
اور حی فناء الفنا اور بقاء البقا بخشی اور نور ظاہر ہووے کہ ہرگز خفا
نہ قبول کرے اور ایسا طلوع کہ غروب نہووے يَهْدِي اللَّهُ
لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ اور تجلی صفات جمال کو کبھی ستر ہووے
اور کبھی تجلی کسلئے کہ مقام تلوین ہے لیکن جلال مقام تمکین ہے اور

دورنگی اوسکے اگرچہ سخت نادر ہووے چنانچہ ابوسعید مجلس مین
ابوعلی کے فرمایا کہ اس جذبیت کو ہمشگی ہے کہا نہین دو مرتبہ یہہ
کلمہ زبان پر لاکر تیسرے بار کہا کہ اگر ہووے تو نادر ہوا ابوسعید نے
پہر فرمایا کہ یہہ وہ نادر ہوا اور نعرہ کئے اور حکم مین اوسکے اس مقام
مین وہ جو کچہہ کہ ایمان تہا نمودار و منکشف ہوا اور دورنگی یکرنگی
اور وصال کی نسبت ہے حقیقت لا الہ الا اللہ اس جا مین متجلی ہووے
کہ بت وجود بالکل برخاست کیا ہے کہ بود یار ما جدا ماند تو
من و تو رفتہ و خدا ماند تو اگر صفت کبریائے اور عظمت اور
قہاری کے متجلی ہو تو سالک وہ جو کچہہ کہ پایا ہو گم کر دے اور
حیرت قایم مقام اوسکے ہو جاوے اور علم و معرفت ساتہہ جہل اور فکر
مبدل کر دے یہہ جہل بالا تمامی علموں کے ہے رب زدنی
تحیرا پس اس جا علماء اہل صفیہ فرماتے ہین سالک دریائے صفت
ہووے اور تمام وجود مستغرق اس جذبیت کا ہو جاوے
تا کہ تشنگی سے لب خشک رہین اور دیدہ تر رباعی ای لعل لبت
بجوں دلہا تشنہ تو چشم تو بدیدار تو چوں ما تشنہ تو ہر دم دل
مردے تو تشنہ تر است تو این طرفہ کہ دریا شدہ دریا تشنہ تو اگر
ساتہہ اس صفات کے موجودات پر تجلی فرماوے قیامت قایم
ہووے رقم كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ کی ناصیہ پر موجودات کے کہکے
اور ندا سے لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ کی دے اور جواب لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

رباعی از عشق مہے چو بر لب آمد جانم ٭ گفتم تکنی بوصال خود درمانم ٭
گفتا اگرت وصال من می باید ٭ رو ہیچ مشو تا کہ ہمہ من مانم ٭
بندہ کو یہ راہ ہدایت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے از خود رائی کی اور ارنی کہا لَن تَرَانِي سنے اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود ہی لیگیا کہ سُبْحَانَ الَّذِيْ أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ مقام قاب قوسین او ادنیٰ کے پہونچے دیکھے وہ جو کچھ کہ دیکھے رباعی با عشق جمال
اگر ہم نفسے ٭ ز یک حرف بس است اگر برین در توکسی ٭ تا بتو توی گشت در مانرسی ٭ در ما تو ہی رہی کہ در مانرسی ٭
وصول آنحضرت صلعم نہ قبیل جسم بجسم ہے یا عرض بجسم یا عالم بمعلوم تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا بلکہ عنایت اور جذبہ سے اوسکے ہے جو تجلی کہ ظہور حق کی ہے اوپر دیدہ دل پاک سالک کے وہ از روئے کلیہ چار نوع کی ہے آثاری اور افعالی اور صفاتی اور ذاتی آثاری وہ ہے کہ صور جسمانیات مین کہ عالم شہادت سے ہیں لطائف اور سفلیات اور مرکبات سے ہر صورت مین کہ حضرت حق کو دیکھے اور عین رویت مین جزم جانے کہ حضرت حق ہے اور جمیع تجلیات آثاری سے تجلی صوری اور بصورت انسان مین مشاہدہ کرنا اتم و اعلیٰ ہے اور تجلی افعالی متمثل بانوار متلونہ دکھلائی دیتی ہے یعنے حضرت حق کو بصورت نور سبز اور نور سرخ اور نور زرد اور نور سفید مین دیکھے اور تجلی صفاتی وہ ہے کہ حضرت حق بصفات

سبعہ ذاتیہ کے کہ حیات اور علم اور قدرت اور ارادت اور
سمع اور بصر اور کلام ہے متجلی ہوکے کبہی ہووے کہ تجلی صفاتے
متمثل ساتہہ نور سیاہ کے رہے یعنے حق کو متمثل صورت نور سیاہ
مین دیکہے اور تجلی ذاتی وہ ہے کہ سالک اوس تجلی مین فانی مطلق
ہووے اور علم اور شعور اور سمجہہ مطلق نہ ہے اور تجلیات مذکور
بحسب صفا اور اکوار اوقات متجلی علیہ کے متفاوت ہے اگرچہ
حضرت حق کو تجلی ہے لیکن اگر خود مظہر حق یعنے دیکہے کہ خود حضرت
حق ہے اتم واکمل ہے کس لئے کہ بہ تحقق ضمن آثار مین زیادہ ہے
اور جمیع مراتب تجلیات مذکورہ مین حضرت حق کو دیکہتا یا خود
مظہر حق ہونا طریق تصفیہ مین واقع ہے اور سننا حضرت موسیٰ علیہ السلام
ندا اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ کے اور حدیث رَاَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ
وَمَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ شہود عدول مین اپنے پر تجلیات ہے
اور بقا باللہ کہ بحسب حال کاملان واصل کو حاصل ہوتا ہے
وہ یہ ہے کہ بعد فنا کے سالک تجلی ذاتی اور بقاء حق مین باقی ہووے
اور اپنے کو بے تعین جسمانی اور روحانی کے دیکہے اور اپنے علم کو
محیط ذات تمامی ذرات کائنات کے مشاہدہ کرے اور متصف
بجمیع صفات الٰہی کا ہووے اور قیوم اور قدیر اوپر تمامی عالم کے
ہووے اور کوئی چیز اپنے سوا نہ دیکہے ۵ بہر صورت نمودی
ذات خود را گہے بر شکل آدم گاہ حوا ئو طرفہ بیرنگی کہ دارد

رنگہاے بے شمار تو طرفہ بے رنگی کہ دارد شکلہاے صد ہزار تو
اہی سالک فنا کہ اعظم احوالات اور مقامات فقر ہے تین قسم پر
ہوتی ہے - فنا فی الافعال اور فنا فی الصفات اور
فنا فی الذات پس فنا فی الافعال سے عبارت خارج ہونا
سالک کا اپنے اختیار سے اور اختیار جمیع عالم سے یعنے حرکات
اور سکنات و اقوال و افعال سے اپنے اور دوسرے نسبت کرنا
اور اپنے اور دوسرون سے جاننا یہ تمامی کو حق کے ساتھ
نسبت کرے اور اپنے افعال کو بہ نسبت حضرت حق ایسا خیال
کرے کہ حرکات کلید بہ نسبت دست اور حرکات مردہ بہ نسبت
غسال کے اور کوئی چیز کو کسی سے نسبت نکرے کہ نزدیک
اہل طایفہ عالیہ صوفیہ کے شرک اور کفر یہی ہے ٥ صیاد ازل
کہ دانہ در دام نہاد تو مرغی بگرفت و آدم اش نام نہاد تو ہر نیک
بدی کہ در جہان میگذرد تو خود میکنی و بہانہ بر عام نہاد
ناوک اندر کمان خود دارد شاہدان را بہانہ در ابرو - اور
فنا فی الصفات وہ ہے کہ سالک تمام صفات اپنے کو اور
صفات کو دوسرونکے صفات حق سے جانے یعنے ہر صفت صفتہای
اپنے کو اور صفتان کو دوسرونکے کہ علم اور ارادت و مشیت
و قدرت وغیرہ کا ہووے جیسا کہ پہلی نحو دا اور دوسرون سے
نسبت کیا تہا اد سے اپنے اور دوسرے سے جاننا تہا وہ تمامی کو

بیان مقامات فقر

حضرت حق کے نسبت کرے اور صفت حضرت حق جانے اصلاً
اور مطلقاً اپنے اور دوسرون کے نسبت نکرے کسلئے کہ یہہ بہی
نزدیک فرقہ صوفیہ کے شرک کہلاتا ہے شعر گویم بہر زبان و
بہر گوش بشنوم ٭ دین طرفہ ترکہ گوش وزبانم پدید نیست ٭
وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ اور فنا فی الذات
اوس سے عبارت ہے کہ سالک اپنے ذات کو اور تمام عالم کو
بذات حضرت حق کے دیکھے اور جانے یعنے یقین جانے کہ حضرت حق
مرتبہ سے اطلاق کے نزول فرماکر ساتھہ اس صورت واشکال کے
ظاہر ہوا ہے تمام وہی وہی غیر نہین ہے ۵ ہرچہ بینی بار ست
اغیار نیست ٭ غیر او جز وہم و جز پندار نیست ٭ اور بزرگون سے
منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ عَرَفَ
نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ پس جسنے پہنچانا اپنے نفس کو کہ مین حق ہون
ساتھہ اس شکل وشمائل کے جو ظاہر ہوا پس تحقیق شناخت کیا
پروردگار عالم کو اور بہی آنحضرت نے فرمایا ہے عَرَفْتُ رَبِّيْ
بِرَبِّيْ یعنے تا آنکہ مین ہون حق کو نہین شناخت کرسکتا ہان
جسوقت کہ خود کو گم کر دیا حق جانا ہے ۵ تا توی از خدا
نیا بی بو ٭ خود نباشی خدا نماید رو ٭ لیکن اس فنا کو ترتیب ہے
اگر سالک اس ترتیب سے سلوک طے کرے تو البتہ مقصود اعظم
کہ خدا شناسی اور وصول آلہی ہے حاصل ہوگا اے سالک اول جانے

کہ تمامی عالم کو ایک آئینہ فرض کر لیوے اور اوسمین مدام جمال حق
دیکھتا رہے اور اس نسبت مین ایسا مقید ہو رہے کہ ایک لحظہ
و لمحہ دل سے اور دیدہ سے فوت نہونے پاوے اور اس خیال مین
مدام مستغرق رہے مصرع ای خنک حالی کہ در آئینہ دیدی روی
یار ترتیب اس حال کی نہایت تین طرح کی چیزین نمودار ہونگے
اور بہت لذت میسر آئیگی بعد ازان اوس سے ترقی کرے
اور تمام عالم کو حق جانے اور حق دیکھے اور ایسا تصور کرے
کہ تمام حق ہے کہ ان صورتون اور شکلون مین ظاہر ہے
هُوَ الظَّاهِرُ هُوَ الْبَاطِنُ رباعی ای غیر ترا بسوے تو سیری نی
خالی ز تو ہیچ مسجد و دیری نہ دیدم ہمہ طالبان و مطلوبان را
کان جملہ توئے و درمیان غیرے نہ اس خیال مین ایسے
مداومت کرے اور غرق ہو جاے کہ کوئی ساعت اس خیال اور
تصور سے خالی نرہے اثنای اس تصورات مین چیزہاے عجب
دکھلائی دینگے اور لذتین گوناگون پاجائینگے بعدہ ترقی کرے اور
اپنے کو درمیان سے اوٹھا دیوے اور نفی اور نیستی مین اپنے کو
اثبات کرے یعنے چشم پوشیدہ ایسا تصور کرے کہ جسکو کہ مین جانا
مین نہین ہون حق ہی حق ہے کہ اس صورت مین ظاہر ہوا ہے
اور اسی تصور مین مداومت اور مواظبت کرے تاکہ خود کو
فراموش کرے اور اپنے کو اور تمام عالم کو حق جانے اور حق دیکھے

؎ انرا که من بگفتمش الکنون نمی دانم چه شد ٭ بسیار رو برا ستمش
الکنون نمی دانم چه شد ٭ جبکہ یہ تصور غالب آیا پس اپنے کو فراموش
کر دیا اب بنیده اور دیده شده ایک ہوگیا اور حجاب برخاست اور
حضور حق حاصل ہے ؎ که همون شاہد همون شهود ٭ غیر او نیست
در جہان موجود ٭ روز آن تیرہ بودیم نمی دانستیم ٭ شب با تو غنودیم
نمی دانستیم ٭ گفتم مگر از سعی بجا بر سیم ٭ خود تفرقه آن بود نمی دانستیم ٭
تو مباش اصلا کمال اینست و بس ٭ رو دور گم شو وصال اینست و بس ٭
پس بیخود ہونا اور بےخود ہوجانا یہی ہے اور فنای قلبی اور نفسی
اسی مقام سے اشارہ ہے رباعی انرا که فنا شیوه و فقر آئین ست ٭
نے کشف و یقین نه معرفت و نے دین ست ٭ رفت او ز میان همین خدا
ماند ٭ خدا ٭ اَلْفَقْرُ اِذَا تَمَّ هُوَ اللّٰهُ اینست ٭ بزرگوں نے فرمایا کہ صوفی
وہ نہیں ہے جو چلہ ہائے ریاضی کھینچے اور خلوت واسطے نمایش کے اور ریاضت
واسطے شہرت کے بقول حضرت شاہ بو علی قلندر قدس سرہ ؎ نفس کو
کیش و زردی دہمبن ٭ بہر شہرت می نشینی اربعین ٭ بلکہ صوفی وہ ہے
خود درمیان نہ ہو اس جا سے كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ـ اور
كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ اِلٰى اَصْلِهٖ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ظاہر ہووے والله اعلم بالصواب
شعر تا ایقان راہ همین قدر است کافی ٭ مریض راه دین راہست تا کی ٭

مناجات منظومہ مولف

بسم الله الرحمن الرحیم

الهی انت مولی انت معبود — الهی انت باقی انت موجود
الهی انت خالق انت خلاق — الهی انت رازق انت رزاق
الهی انت خالق جمله مخلوق — الهی انت رازق کل مرزوق
بحق باعث ایجاد عالم — که آمد نور پاکش فخر آدم
بحق موجب تخلیق آدم — که ذاتش گشت اصل جمله عالم
محمد سرور دین صاحب تاج — مکن جز خویش سوی غیر محتاج
بجاه آن علی شاه مردان — تو نفس سرکشم را زیر گردان
به آن خواجه حسن بصری الهی — برون کش کشتیم را از تباهی
به عبد الواحد (بن زید) آن خواجه دین — به محشر کن جبینم نور آگین
به آن خواجه فضیل ابن عیاضم — رهایی ده ز مرض انقباضم
به آن سلطان ابراهیم (بلخی) ادهم — بگردان غرق بحر درد عشقم
به آن خواجه حذیفه (مرعشی) قطب عالم — ترقی ده به عالم حال و قالم
به آن خواجه امین الدین هبیره (بصری) — نگاهم را کن اندر خویش خیره
به آن خواجه علو ممشاد دینور — مکن ما را ز لطف خویش مهجور
به قطب الحق ابو اسحاق شامی — شراب بی خودی نوشان مدامی

بحق خواجهٔ بو احمد ابدال
بدار از فکر غیرم فارغ البال

بخواجه ناصح الدین بو محمد
بکن روزی مراد یار احمد

بحق خواجه یوسف ناصر الدین
دعایم باد رزق مرغ آمین

بحق خواجه قطب الدین مودود
زعشق خویش دارم درد آمود

به آن حاجی شریف (زندنی) قطب برحق
کنم روزی وصال ذات مطلق

بحق خواجه عثمان (هارونی) قطب دوران
دلم معمور کن از نور عرفان

به آن خواجه معین الدین (چشتی) الٰهی
بده شوق جمال خود کماهی

به خواجه قطب دین (بختیار کاکی اوشی) قطب اقطاب
نهال درد ما را دار شاداب

به آن خواجه فرید الدین (گنج شکر) الٰهی
کنم در ملک عرفان پادشاهی

نظام الدین محبوب الٰهی
بحقش ده الهم دین پناهی

به آن خواجه نصیر الدین محمود
مرا در ذات مطلق ساز نابود

به جاه گیسوی (خواجه بنده نواز) سید محمد
عطا کن دولت عشق محمد

به آن سید محمد شاه اصغر
بحق شمع رهم دین پیمبر

به سید شاه من الله شاه عالم
بکن بنده نوازی در دو عالم

بحق خواجه سید شاه احمد
نگهداری مرا از شر هر بد

به آن سید محمد صوفی سلطان
بجوشش عشق چشم دار گریان

به سید شاه سرمند ور خدایا
بکن دور از درون من انا را

به آن سید من الله شاه ثانی
بکن آگه ز اسرار نهانی

بحق خواجه سید شاه محمد
مشرف کن مرا با سر احمد

به آن عبد اللطیف شاه شاهان — ز عشقت سینهٔ ما گرم گردان
بحق خواجه سید شاه حیدر — ز نورت باطنم را کن منور
به شه عبد اللطیف شیخ ثانی — دلم را بخش ورد جاودانی
به ثانی خواجه سید شاه حیدر — امانم ده خدایا روز محشر
به آن سید محمد شاه علی پیر — خدنگ عشق خویشم ساز نخچیر
بحق شاه قطب الدین احمد — بگردانم فنا فی الله سرمد
به آن نصیر الدین احمد خواجهٔ ما — شوم در دین احمد جاده پیما
بحق شه معین الدین ذیشان — مرا کن محرم اسرار عرفان
بحق آن شه مرزا حسین نام — حسین کن خاتمه با نور اسلام
بذات بدر الدین شاه عرفان — الهی عاقبت ما خیر گردان
انا عاصی الهی انت غفار — ندارم جز توئی حافظ مددگار
خداوندا توئی کشاف اسرار — با نوار تجلی معرفت کار
قلوب مومنان را زان تجلی — مجلی کرده چون نور بینا
کریما بی نیازا کارسازا — تو بر ما فضل کن بنده نوازا
نداری یا الهی نا امیدم — همائی اوج عرفان باد صیدم
حسین عاجز مسکین گدا ام — غریبم بیکسم بی آشنا ام
بروز حشر با این خواجگان دار — طفیل مقبلان زیر امان دار

تمت

قطعهٔ تاریخ طبع از نتائج طبع وقاد جناب مولوی محمد عبد الحق صاحب طالب مدرس مدرسهٔ منصبداران صرف خاص

کتابی خان ذی شان کرد تالیف ‌‌ ‌‌ چو شاہد دلکش است تحریر عارف
مضامینش صفای دل ببخشد ‌‌ ‌‌ سراپایش بود تصویر عارف
سپاس طبعش مدد کرده ابو الخیر ‌‌ ‌‌ که عارف میکند توقیر عارف
به بزم سال طالب آمد و گفت ‌‌ ‌‌ سن تالیف او تفسیر عارف
۱۲۶۱

قطعهٔ تاریخ طبعزاد شاعر باکمال منشی امداد حسین صاحب عازم

میرے مخدوم خان صاحب نے ‌‌ ‌‌ کیا ہے بہتر لکھا ہے یہہ نسخہ
جسکی مدت سے ایک تمنا تھی ‌‌ ‌‌ للّٰہ الحمد اب وہ طبع ہوا
اپنے تالیف سے لکھی وہ کتاب ‌‌ ‌‌ جسکے ہر حرف مین ہے ایک نکتہ
معنی و مطلب و عبارت کو ‌‌ ‌‌ دیکھکر خوش ہر ایک شخص ہوا
سال کی فکر تہی جو عازم کو ‌‌ ‌‌ ہاتف غیب سے یہہ آئی صدا
کہدے تاریخ از سر بہجت ‌‌ ‌‌ خوب نادر کتاب عمی لکھا
۱۳۰۳

ولہ

میرے مخدوم خان صاحب نے ‌‌ ‌‌ کی ہے تصنیف ایک کتاب عجیب
جسکے دیکھے سے نور دلمین آئے ‌‌ ‌‌ جس سے ملجائے دین کی راہ قریب
سال تاریخ کی تہی فکر بہت ‌‌ ‌‌ طبع سے کے دن ہی آگئے تہی قریب
اپنے مین دل سے یہہ کہا عازم
کہدے نسخہ ہے یہہ (عجیب و غریب)
۱۳۰۳

کتب خانہ
کلیہ جامعہ عثمانیہ

اعلان

مولف نے اس کتاب کا حق تالیف من
مشتہر کو بخشدیا ہے اسلیئے اسکا حق تالیف
ہر طرح پر محفوظ ہے کوی صاحب اسکو بلا اجازت
مولف نہ چہاپین نفع کے بدلے نقصان نہ اوٹہاوین

المشتہر

ابو الخیر محمد علیؒ

۲۹۷۶۹۳ 5060
۲۷۲ م

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

[illegible]

... کتاب کا ... لازم ہے ...

... کسی قسم کا نشان ... نہ ... ہے

... کی کتابیں ...

فقط